803

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،20۔مارچ2006

تلاوت قرآن پاک وترجمہ

1۔ سوالات

(محکمہ جات داخلہ وجیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

2۔ توجہ دلاؤنوٹس

3۔ سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جوزیر غورلائے گئے)

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی گاڑیاں مصدرہ 2005(۔۔۔جاری)

2۔ مسودہ قانون کریمنل پراسیکیوشن سروس(تشکیل، فرائض اور اختیارات)پنجاب مصدرہ2005

805

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چوبیسواں اجلاس

سوموار،20۔مارچ2006

(یوم الاثنین،19۔صفر المظفر1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3بج کر40منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

أَلَآ إِنَّ أَوۡلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَo ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَكَانُواْ يَتَّقُونَo لَهُمُ ٱلۡبُشۡرَىٰ فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا وَفِي ٱلۡأٓخِرَةِۚ لَا تَبۡدِيلَ لِكَلِمَٰتِ ٱللَّهِۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلۡفَوۡزُ ٱلۡعَظِيمُo وَلَا يَحۡزُنكَ قَوۡلُهُمۡۘ إِنَّ ٱلۡعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًاۚ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُo

سُوۡرَةُ يُونس آيات 62 تا65

سن رکھو کہ جو خدا کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گےo(یعنی) جو لوگ ایمان لائے اور پرہیزگار رہےoان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔خدا کی باتیں بدلتی نہیں۔یہی تو بڑی کامیابی ہےoاور (اے پیغمبر) ان لوگوں کی باتوں سے آزردہ نہ ہونا (کیونکہ) عزت سب خدا ہی کی ہے وہ (سب کچھ) سنتا (اور) جانتا ہےo

وما علینا الا البلاغ o

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ داخلہ اور جیل خانہ جات کے سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک دو سوال ہو لینے دیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

ملازمت سے نکالے گئے حبیب بنک کے ملازمین پر پولیس کا تشدد

جناب ارشد محمود بگو: میری گزارش یہ ہے کہ وقفہ سوالات شروع ہو چکا ہے لیکن میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں کہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور پنجاب کے لوگوں سے متعلقہ ہے۔ دو ہفتے سے اخبارات میں یہ خبریں آ رہی ہیں کہ حبیب بنک کے نان کلیریکل سٹاف کے 2300 کے قریب لوگوں کو بغیر نوٹس دیئے نکال دیا گیا ہے۔ان تمام کا تعلق پنجاب سے ہے۔ انہوں نے قلم چھوڑ ہڑتال کی ہوئی تھی۔ پرسوں لاہور میں مال روڈ برانچ پر پولیس اندر داخل ہو گئی اور وہاں پر نان کلیریکل سٹاف پر اور وہاں کے آفیسرز پر پولیس نے بہت تشدد کیا ہے۔ اس کو ایک ایس۔پی مہر طیب چیمہ کمان کر رہا تھا۔ میں حکومت سے یہ کہوں گا کہ جن بے چارے لوگوں کی روٹی چھین لی گئی ہے۔ جب حبیب بنک کی پرائیویٹائزیشن ہو رہی تھی تو کہا گیا تھا کہ کسی ملازم کو نہیں نکالا جائے گا لیکن ظلم یہ ہے کہ انہوں نے سب سے پہلی تلوار نان کلیریکل سٹاف پر چلائی ہے، جو بے چارے گن مین ہیں، جو peons ہیں اور بیس بیس سال سے بنکوں میں نوکریاں کر رہے ہیں ان کو انہوں نے ایک کک لگا کر باہر پھینک دیا ہے۔ میں وزیر قانون سے آپ کی وساطت سے کہوں گا کہ ان کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ ایک پرامن احتجاج بنک کے اندر کر رہے ہیں تو پولیس نے اندر داخل ہو کر تشدد کیا ہے اور چالیس کے قریب بنک آفیسرز اور نان کلیریکل سٹاف کو زخمی کیا ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس آفیسر کے خلاف انکوائری hold کریں۔ اگر اس نے اپنی مستی میں، جو پولیس بعض دفعہ کر جاتی ہے، اگر کیا ہے تو اس آفیسر کے خلاف کارروائی بھی ہونی چاہئے اور ایکشن بھی ہونا چاہئے۔

محترمہ فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! محمد علی نے ملک کے لئے بہت خدمت انجام دی ہے۔ ان کی وفات ہو گئی ہے۔ان کے لئے دعائے خیر کی جائے۔

رانا آفتاب احمد خان:ابھی ان کا جنازہ نہیں ہوا اور دفنانے سے پہلے دعائے خیر نہیں ہوتی۔
جناب قائم مقام سپیکر:ابھی ان کا جنازہ نہیں ہوا۔

مسلم لیگ کے کنونشن کے لئے پولیس کے ذریعہ مسافر بسوں کو قبضہ میں لینا

رانا آفتاب احمد خان:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میں آپ کے علم میں کوئی چیز لانا چاہتا ہوں کہ آج کے اخبار میں خبر ہے کہ آج اجلاس ختم ہو جائے گا مگر میرے بڑے بھائی راجہ صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ اس اجلاس میں لاء اینڈ آرڈر پر بھی بحث ہو گی،زراعت پر بھی بحث ہو گی اور آبپاشی پر بھی بحث ہو گی۔اس کے بعد آج لوگ سب سے زیادہ پریشان ہیں کہ مسلم لیگ کا جو کنونشن ہو رہا ہے اس میں جو لوگ سفر کرنے والے ہیں ان کے لئے سب بسیں پکڑ لی گئی ہیں اور یہ مسئلہ وبال جان بن گیا ہے۔آپ ضرور کنونشن کریں۔یہ آپ کا حق ہے۔but not to be expense of persons جو کہ سفر کرتے ہیں۔انہوں نے اگر پولیس کے ذریعے کنونشن کرنا ہے تو اس کو بجائے سیاسی کنونشن کے سرکاری کنونشن declare کریں۔ان کے پٹواری،پولیس،کارپوریشن کے لوگ یا جو ٹیچرز ہیں ان کے ذریعے کر لیں مگر لوگ اس وقت اتنے پریشان ہیں۔میں خود فیصل آباد سے تین آدمیوں کو ساتھ بٹھا کر لایا ہوں یہاں پر ان کی ہائی کورٹ میں تاریخ تھی۔اس پر لاء منسٹر صاحب وضاحت فرمائیں کہ کیا یہ کنونشن سرکاری ہے یا سیاسی ہے؟اگر یہ سیاسی ہے تو بسوں کو کرائے پر لیں اور ان کو استعمال کریں۔اگر یہ سیکرٹری،ڈی سی او یا ایس پی ٹریفک نے کرنا ہے تو یہ زیادتی ہے۔اس پر ضرور کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور:جناب سپیکر!میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ پہلے جناب ارشد محمود بگو صاحب نے جس واقعہ کی نشاندہی کی ہے اور کسی پولیس افسر کی زیادتی کی بات کی ہے تو پہلے ہم واقعہ کی تحقیقات کر لیں کہ کیا یہ واقعہ ہوا ہے یا نہیں لیکن اگر کسی نے یہ واقعہ کیا ہے اور اس میں اگر پولیس افسر کی زیادتی پائی گئی تو انشاءاللہ ضرور کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر!دوسری میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ رانا آفتاب صاحب نے کنونشن کی بات کی ہے تو ایک پولیٹیکل پارٹی کا کنونشن ہے اور آپ یقین رکھیں کہ انشاءاللہ تعالیٰ ہم اس پر ایک پیسا بھی سرکاری وسائل سے نہیں لگائیں گے اور ہماری جماعت ہی اس پر خرچ کرے گی لیکن جہاں

تک بسوں کو پکڑنے کا تعلق ہے تو انہوں نے ایک اخباری خبر کا حوالہ دیا ہے۔ میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ آج 20 تاریخ ہے اور 19 تاریخ کا یہ واقعہ ہے اس لئے اخبار میں آیا ہے۔ کنونشن 23 تاریخ کو ہونا ہے اور بسیں 18 یا 19 تاریخ کو پکڑ لی ہیں یہ درست بات نہیں ہے۔ اس لئے میں رانا صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ نہ کسی ایس پی نے بس پکڑنی ہے بلکہ ہم نے خود اس کا کرایہ دینا ہے، تمام ممبران اسمبلی نے دینا ہے، ہمارے مسلم لیگ کے عہدیداروں نے کرایہ دینا ہے۔ یہ سیاسی کنونشن ہے اور سیاسی طور پر ہی کیا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں ان کی سٹیٹمنٹ کو چیلنج کرتا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ "Dawn" ایک بڑا authentic اخبار ہے، یہ پولیس لائن فیصل آباد میں کسی independent person سے چیک کروالیں یہاں پر اگر بسیں نہ پکڑی ہوں تو جو بھی راجہ صاحب اس کے لئے تجویز کریں گے میں اس کے لئے تیار ہوں۔ اگر through departments پکڑی گئی ہیں تو یہ غلط ہے، آپ "Dawn" اخبار کو دیکھ سکتے ہیں کہ پولیس لائن میں بسیں کھڑی ہیں اور کس طریقے سے کھڑی کی گئی ہیں۔ گوجرانوالہ میں زاہد پرویز بتا رہے ہیں کہ پولیس پکڑ کر لے جا رہی ہے۔ آپ اس کو کہیں کہ ہماری گورنمنٹ ہے اور ہم نے ہر طرح سے کنونشن کرنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: رانا صاحب تھوڑی سی تسلی رکھیں۔ ابھی کنونشن 23 کو ہونا ہے اور آپ کو آج سے ہی problem ہونا شروع ہو گیا ہے۔ آپ تسلی رکھیں۔ سیاسی جماعتوں کے functions ہوتے رہتے ہیں، اس سے پہلے بھی ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے۔ آپ آج ہی گرمی محسوس کر رہے ہیں۔ آپ مہربانی فرمائیں اور تسلی رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان: مگر آپ کنونشن پیسا دے کر کریں، ٹی ایم او سے پیسے نہ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں categorically کہتا ہوں کہ یہ محض پوائنٹس سکور کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ ہم نے کسی سے کوئی پیسا نہیں لینا اور ہماری جماعت نے خود یہ کنونشن کرنا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: یہ انتظار کریں دودھ کا دودھ، پانی کا پانی ہو جائے گا۔

جناب ظہور احمد خان ڈاہا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی!

جناب ظہور احمد خان ڈاہا: جناب سپیکر! میں ہاؤس کی توجہ جو قاضی حسین احمد صاحب نے انٹرویو میں سٹیٹمنٹ دی ہے اس کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے سٹیٹمنٹ یہ دی ہے کہ وہ اسامہ بن لادن سے ملتے رہے ہیں اور اسامہ بن لادن یہاں منصورہ میں بھی آئے ہیں اور وہ پشاور میں مقیم ہیں۔ اس کے ساتھ انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ نواز شریف کی favour کرتے تھے اور وہ نواز شریف کے لئے فنڈ بھی دینے کے لئے تیار تھے تاکہ وہ power میں آئے۔ اس قسم کے بیانات سے ہماری حکومت کو embarrassment ہوئی ہے اور اس قسم کی سٹیٹمنٹ سے آئندہ ہمارے ملک کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے تو میں ایم ایم اے کی لیڈر شپ سے گزارش کروں گا کہ خدا کے لئے اس قسم کی سٹیٹمنٹ سے پرہیز کریں تاکہ ملک کو مزید نقصان نہ پہنچے۔ شکریہ

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! یہ اسامہ کس کی پیداوار ہے، کس نے اسامہ کو پیدا کیا؟ اسامہ تو خود یہاں لایا گیا اور اس کو بسایا گیا اور تمام این جی اوز اس کو بلاتے تھے، ملتے تھے اور وہاں اجلاس ہوتے تھے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ اسامہ زہر بن گیا ہے۔ سب سے پہلے مجاہد کو کس نے وہاں stand کیا، امریکہ نے خود support کیا، امریکہ نے خود اسلحہ دیا، روس کے خلاف جو بھی کارروائی ہوتی تھی وہ امریکہ کے ذریعے ہوتی تھی۔ آج انہی مجاہدین کو دہشت گرد کہا جا رہا ہے۔ ان کو آج اس بات کی بڑی تکلیف ہو رہی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری دو گزارشات ہیں۔ ایک جس کے پرہیز کرنے کی طرف انہوں نے توجہ دلائی ہے لیکن اس سے پہلے جو کنونشن ہو رہا ہے اسی جگہ پر جماعت اسلامی نے کنونشن کے لئے درخواست دی تھی، باقاعدہ اس کی ہمیں اجازت دی گئی اور ہماری جماعت اسلامی کا کنونشن ہونے سے دو تین دن پہلے اجازت ختم کر دی گئی اور ہمیں تمام چیزیں اٹھا کر آدم خیل جانا پڑا۔ کیا یہ مینار پاکستان صرف سرکاری پارٹی کے لئے ہے، کیا دوسری پارٹیوں کو سیاسی کام کرنے کی اجازت نہیں ہے؟ [******************]

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! آپ بڑے عرصے بعد آئے ہیں، کہاں تھے آپ؟

ایک آواز: دبئی سے آئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اچھا ماشاء اللہ۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آج مسلم لیگ پاکستان (ق) کے جنرل سیکرٹری نے فرمایا ہے کہ نواز شریف صاحب کو ہمارے ساتھ اتحاد کرنا چاہئے اور اگر وہ ہمارے ساتھ اتحاد کریں تو اس پر ہم خوشی محسوس کریں گے۔ آج یہ (ق) لیگ والے دوست جو ہمارے سامنے بیٹھے ہیں، یہاں پر یہ نواز شریف کی بڑی مخالفت کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ نواز شریف ہمیں چھوڑ کر بھاگ گیا ہے، ہم نے اس کو نہیں چھوڑا۔ میں آج ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ گیا ہے تو آج جب آپ کی حکومت ختم ہونے والی ہے، آخری سانس لے رہی ہے آج ان کو نواز شریف پھر بہت پیارا لگ رہا ہے۔ آج (ق) لیگ والے یہ سن لیں کہ نہ (ن) لیگ نے آپ کو ٹکٹ دینا ہے، نہ پیپلز پارٹی نے آپ کو ٹکٹ دینا ہے اس کے بعد آپ دوبارہ اسمبلی میں نہیں آ سکتے، نہیں آ سکتے۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے گزارش یہ ہے کہ محترم راجہ ریاض صاحب تازہ تازہ دبئی یاترہ کر کے آئے ہیں تو بہت زیادہ charge لگتے ہیں۔۔۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! مجھے فخر ہے میں جس پارٹی میں پہلے دن تھا آج بھی اسی میں ہوں۔ یہ جو بیٹھے ہیں یہ اس جانور کا سارا گوشت کھا چکے ہیں، اب ہڈیاں آئی ہیں تو یہ چھوڑ کر بھاگنے والے ہیں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! میں راجہ صاحب کی خدمت اقدس میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہماری قسمتوں کے فیصلے انہوں نے نہیں کرنے، وہ ہماری لیڈر شپ نے کرنے ہیں اور ہم نے کرنے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ محترم احسان اللہ وقاص صاحب نے ڈاہا صاحب کی بات پر defend کیا تو میری گزارش ہے کہ آئی ایس آئی اس ملک کا ایک بہت ہی ذمہ دار اور حساس ادارہ ہے اس کے بارے میں انہوں نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ حذف کئے جائیں۔

جناب صبغت اللہ چودھری (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری صاحب!

جناب صبغت اللہ چودھری (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ صاحبان ممبر و محراب آج بردشتہ ہیں اور ان کا ماضی ہمارے سامنے ہے۔[*********]

جناب قائم مقام سپیکر: تمام غیر پارلیمانی الفاظ کو میں حذف کرتا ہوں۔ جو بھی بحث کریں اس میں ایک دوسرے کے احترام کا خیال رکھیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ٹرانسپورٹ کے کرایہ میں اضافہ

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! جس طریقے سے میرے بھائی نے یہاں پر گفتگو کی اس کا مجھے افسوس ہو رہا ہے۔ اتنے پڑھے لکھے آدمی ہو کر، اتنی پڑھی لکھی اسمبلی ہے تو بجائے اس کے کہ عوام کے کسی مسائل پر بات کی جاتی۔ میں آپ کی توجہ ایک اہم موضوع کی جانب دلانا چاہتی ہوں۔ ٹرانسپورٹ منسٹر یہاں پر تشریف فرما نہیں ہیں شاید میری بات ان تک پہنچ جائے۔ آج تک ٹرانسپورٹ کا کرایہ جس حد تک بڑھا ہے وہ انتہائی تکلیف دہ ہے۔ ویسے تو مہنگائی نے ہی عوام کی کمر توڑ دی ہے مگر ایک ہفتے میں پرائیویٹ بسوں کے دو دفعہ کرائے بڑھے ہیں۔ یہاں پر ٹرانسپورٹ منسٹر تو موجود نہیں ہیں شاید ان کے سیکرٹری وغیرہ موجود ہوں تو میں ان سے عرض کروں گی کہ ایک سٹاپ پر پانچ روپے تک کرایہ بڑھا ہے۔ خواتین جو صبح سویرے گھر سے نکلتی ہیں اور ڈیفنس اور ماڈل ٹاؤن کے گھروں میں کام کرتی ہیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ پندرہ سو روپے کماتی ہیں۔ آپ سوچیں کہ جب ان کو ایک ہزار روپے کرایہ دینا پڑے گا تو وہ باقی اخراجات کیسے پورا کریں گی؟ میں وزیر صاحب سے درخواست کروں گی کہ براہ مہربانی وہ تمام ٹرانسپورٹ جنہوں نے بے تحاشہ کرائے بڑھائے ہیں، جن ٹرانسپورٹ کمپنیوں نے ایک سٹاپ کا کرایہ پانچ روپے تک بڑھایا ہے ان کو سختی سے ہدایت کی جائے کہ وہ اپنے کرائے ایک ماہ پہلے جو کرایہ تھا اس پر لے کر آئیں۔ نہ تو ان کے پاس کوئی روٹ ہے اور نہ ہی کرایہ نامہ ہے۔ جب ان کا جی چاہتا ہے وہ کرایہ بڑھا دیتے ہیں۔ اس طریقے

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سے غریب آدمی جس کی کمر پہلے ہی مہنگائی کی وجہ سے ٹوٹی ہوئی ہے باقی رہی سہی کسر ٹرانسپورٹ والوں نے پوری کر دی ہے۔ راجہ بشارت صاحب جو کہ یہاں پر تشریف فرماہیں ان سے میری مودبانہ گزارش ہے کہ براہ مہربانی! ٹرانسپورٹ کے محکمہ کو یہ درخواست کریں کہ غریبوں پر اتنا بوجھ نہ ڈالیں کہ وہ تو پہلے ہی چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ کرایہ کی حد وہاں پر واپس جائے جو پہلے تھی۔ اس ہفتے میں دو دفعہ کرایہ بڑھا ہے۔ میں یہ چاہوں گی کہ راجہ صاحب کھڑے ہو کر کم از کم ان غریب لوگوں کی تسلی کے لئے دو الفاظ بول دیں۔ صبح کے وقت جب میں آتی ہوں تو بس میں غریب عورتیں جیسے رو رہی ہوتی ہیں اس کا آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ شکریہ

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

حویلی کورنگاں ملتان میں آتشزدگی کے واقعہ میں ہلاک ہونے والوں کے لواحقین کو حکومتی اعلان کے باوجود مالی امداد میں تاخیر

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ایک اہم issue کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ملتان کے اخبارات میں ایک خبر چھپی ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ لاہور کے لوگوں کی موٹر سائیکلیں جنوبی پنجاب کے لوگوں کی زندگیوں سے بھی اہم ہیں۔ نیچے لکھا ہے کہ 21۔ ستمبر 2005 کو حویلی کورنگاں میں ایک منی سینما میں آتشزدگی کا واقعہ ہوا۔ اس واقعہ میں 20 بچے اور 2 جوان افراد ہلاک ہو گئے۔ ٹوٹل 22 ہلاکتیں ہوئیں۔ ہلاک ہونے والوں کی عمریں 10 سال سے 15 سال کے قریب تھیں۔ چھ بچے موقع پر ہلاک ہوئے جبکہ باقی بچے نشتر ہسپتال میں عدم توجہی کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ حادثے کے ایک ماہ بعد حکومتی امداد کا اعلان ہوا جو عیدالفطر پر ملنا تھی۔ ڈی آئی جی ملتان نے عید سے دو روز قبل حویلی کورنگاں آکر پولیس فنڈز سے ایک ایک ہزار روپے عیدی، سویاں اور چینی دی اور کہا کہ جونہی حکومتی امداد آئی آپ کو مل جائے گی۔ اس حادثے کو ساڑھے پانچ ماہ گزر گئے ہیں مگر حکومتی لاپرواہی کا مظاہرہ یہ ہے کہ فروری 2006 میں لاہور ریلی کے دوران جن کے موٹر سائیکل جلے ان کو چند دن میں نئی موٹر سائیکلیں دے دی گئیں جس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جو لوگ ملتان کے اس واقعہ میں ہلاک ہو گئے ہیں، کئی ماہ گزر گئے ہیں، متاثرین کو ایک ایک ہزار روپے دیئے گئے ہیں۔ میں حکومت پنجاب سے یہ

گزارش کرتا ہوں کہ جس طرح حکومت نے ان کی امداد کا اعلان کیا تھا ان کو ضرور امداد فراہم کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ بجٹ سے پہلے آج اجلاس کا آخری دن ہے۔ بجٹ اجلاس میں اکثر جنوبی پنجاب کے لوگوں کا یہ مطالبہ ہوتا ہے۔ ان میں سے کچھ مجھ جیسے بولنے والے ہوتے ہیں اور کچھ متاثرین ہوتے ہیں لیکن وہ چپ رہتے ہیں۔ انہی میں سے ایک نے مجھے کہا ہے کہ بات کرتے جاؤ۔ میری گزارش ہے کہ اس دفعہ بجٹ بناتے وقت جنوبی پنجاب کی محرومیوں کے پیش نظر ماضی کے برعکس اگر زیادہ فنڈز رکھ دیئے جائیں تو میرا خیال ہے کہ اس سے موجودہ حکومت کا بول بالا ہو گا اور اگر جنوبی پنجاب کے کسی نمائندے کو بھی بجٹ سازی میں شریک کر لیا جائے اور ان کو بھی اگر اعتماد میں لے لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے نہ صرف ہماری محرومیاں ختم ہوں گی بلکہ ان کی بھی نیک نامی ہو گی۔ شکریہ

محترمہ پروین مسعود بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ آج بھی وزیر تعلیم تشریف نہیں رکھتے۔ میں نے اپنا سوال دیا تھا جو کہ ایک سال کے بعد آیا۔ اس میں چونکہ ایک گھنٹہ ہوتا ہے اور کئی محکمے سوالات میں ہوتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ایک دن میں ایک محکمہ ہی رکھا کریں۔ میرا ایک سوال تھا کہ جب بھرتی کے لئے درخواستیں لی جاتی ہیں تو درخواستوں کے فارم کے ساتھ تقریباً سو روپیہ لیا جاتا ہے اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ لیتے ہیں۔ میں نے سوال یہ کیا تھا کہ اس سو روپیہ کو ختم کیا جائے۔ یہاں پر انہوں نے circular ساتھ لگایا ہوا ہے کہ ہم نے یہ آرڈرز تمام محکموں کو دیئے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ حکومت کے بڑے بلند بانگ دعوے ہیں کہ ہم نے یہ کر دیا وہ کر دیا، ابھی یہاں پر بات ہو رہی تھی کہ انہوں نے ایجوکیشن کے حوالے سے بہت ساری پالیسیاں بنائی ہیں۔ یہاں پر جو پالیسی بنائی گئی ہے اس پر ابھی تک عملدرآمد نہیں ہوا۔ پچھلے دنوں میوزیم میں درجہ چہارم کی جو بھرتیاں ہوئی ہیں ان سے بھی پیسے لئے گئے۔ جب آپ ایک Rule بناتے ہیں تو اس پر عملدرآمد کیوں نہیں ہو سکتا؟ یہاں پر ابھی بحث ہو رہی تھی کہ نواز شریف دور میں کچھ نہیں کیا گیا۔ نواز شریف دور کا پتا چلتا ہے کہ انہوں نے موٹروے بنایا، انہوں نے سائیکل رکشا کو ختم کیا، انہوں نے ایجوکیشن میں گھوسٹ سکولوں کو ختم کیا۔ اس حکومت نے کیا کیا؟ آج میں کہتی ہوں کہ یہ اپنے ہی قانون بناتے ہیں اور ان پر بھی

عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ یہ میرا معاملہ نہیں ہے، یہ بہت سے لوگوں کا مسئلہ ہے جو کہ پہلے ہی بے روز گار ہوتے ہیں اور انہیں فارموں کے ساتھ پیسے دینے پڑتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے کہوں گی کہ اس قانون پر عملدرآمد کیوں نہیں ہوا؟

سوالات

(محکمہ جات داخلہ و جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔

جناب محمد وقاص: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1400 ہے۔

قابل ضمانت جرم کے قیدیوں کے لئے ضمانت کا انتظام

*1400 **جناب محمد وقاص:** کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں جنوری 2003 تک کتنے ایسے ملزمان قید ہیں جن کا جرم قابل ضمانت ہے لیکن ان کے لئے ضمانت کا انتظام کرنے والا کوئی نہیں ہے؟

(ب) اگر ایسے کچھ قیدی ہیں جن کے لئے ضمانت کا انتظام نہیں تو کیا حکومت ان کے لئے کوئی متبادل سوچ رہی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات

(الف) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں جنوری 2003 تک 60 ایسے حوالاتی بند ہیں، جن کے جرائم قابل ضمانت ہیں، ان کی ضمانت کا بندوبست کرنے والا کوئی نہ ہے۔

(ب) جہاں تک حکومتی اقدامات کا تعلق ہے مورخہ 30۔نومبر 2002 کو فاضل جسٹس علی نواز چوہان لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بنچ راولپنڈی نے جیل ہذا کا دورہ کیا اور 406 حوالاتی جو قابل ضمانت جرائم میں ملوث تھے کو شخصی ضمانت پر رہا کر دیا۔

اس کے علاوہ ہر ماہ کے آخری جمعتہ المبارک کو راولپنڈی اور اسلام آباد کے سیشن جج صاحبان اڈیالہ جیل راولپنڈی کا دورہ کرتے ہیں اور معمولی جرائم میں ملوث حوالاتیوں کو جن کی ضمانت دینے والا کوئی نہ ہو ذاتی مچلکہ جات پر جیل سے رہا کر دیا جاتا ہے۔

جناب محمد وقاص:جناب سپیکر!ہمارے جیل خانہ جات کے وزیر محترم نوانی صاحب کا ایک اچھا پارلیمانی role ہے۔اور میرا حسن زن بھی ہے کہ وہ ایک اچھے وزیر بھی ہیں۔میں ان کی توجہ چند چیزوں کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔پچھلے مہینے پانچ دن کے لئے مجھے خود اڈیالہ جیل جانا پڑا۔اس لئے میرے پاس first hand information ہے۔میں نے یہ جو سوال کیا تھا کہ اڈیالہ جیل میں کتنے ایسے قیدی یا حوالاتی ہیں کہ جن کو ضمانت پر رہا کیا جا سکتا ہے لیکن ان کے لئے کوئی ضامن نہیں ہے۔اس وقت اڈیالہ جیل کی صورتحال یہ ہے کہ اس میں 1900 قیدیوں کی گنجائش ہے جبکہ 5500 قیدی اس میں موجود ہیں۔گویا تین گنا زیادہ قیدی ہیں۔ہمارا اندازہ یہ ہے کہ پانچ سے چھ سو قیدی ایسے ہیں کہ جن کو رہا کیا جا سکتا ہے۔جن کا کوئی زیادہ جرم نہیں بنتا۔جن کے کوئی ضامن میسر نہیں ہیں لیکن اس کے لئے ابھی تک جس طرح انہوں نے کہا لیکن یہ بہت کم ہے۔اگر جس طرح پچھلے ہمارے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر جسٹس آف پیس کے حوالے سے ایک بات آئی تھی کہ تمام ممبران اسمبلی کو جسٹس آف پیس کا درجہ دیا جائے تو میری ان سے یہ گزارش ہو گی اور یہ اس طرف بھی بات کریں کہ کیا یہ ہو سکتا ہے ممبران اسمبلی جن کا یہ استحقاق ہے کہ وہ اپنی جیل کو inspect کر سکتے ہیں،کیا انہیں یہ اختیار دیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی ذاتی ضمانت پر معمولی جرم میں ملوث لوگوں کو رہا کرا سکیں؟اس پر جواب دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات:جناب سپیکر!میرے بھائی نے یہ سوال کیا ہے کہ آیا کسی پرائیویٹ آدمی یا کسی ایم پی اے کو کسی ملزم کی رہائی کا اختیار دیا جا سکتا ہے؟پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کورٹس کا معاملہ ہے اور کورٹس اسی لئے بنتی ہیں کہ کوئی کیس چھوٹا ہو یا کوئی گھناؤنی قسم کا،ان کو کورٹس ہی deal کرتی ہیں تو میں اسے دیکھ لیتا ہوں لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس طرح کے اختیارات کسی ایک ordinary person کو مل سکتے ہیں۔میری سمجھ سے یہ بات بالا تر ہے۔اگر جسٹس آف پیس میں کوئی اس طرح کی پروویژن ہوئی تو ہم اس کو دیکھ لیتے ہیں اور پھر اس پر بات کر لیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور:ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: شکریہ۔جناب سپیکر! believe کہ وقاص صاحب کا جو سوال ہے اور انہوں نے جو اس کو construe کیا ہے in the answer, the Minister for prsions has given اس پر تھوڑا سا difference ہے۔ اگر 1900 قیدی ہیں اور اس میں 1900 قیدی رکھنے کی گنجائش ہے اور 5500 افراد جیل کے اندر موجود ہیں جن میں petty جرائم والے ایسے لوگ موجود ہیں جن کی ضمانت صرف کوئی شخص دے تو اس کی ضمانت ہو سکتی ہے۔ Definitely it's a court matter لیکن اس کا طریق کار وضع ہے۔ اگر اس میں community public service interaction راولپنڈی شہر کے اندر اڈیالہ جیل ہے، راولپنڈی شہر کے ڈسٹرکٹ ناظم، راولپنڈی شہر کے لاء منسٹر، راولپنڈی شہر کے عوامی نمائندوں پر مشتمل ایک ایسی باڈی بنا دیں جو 50 سے لے کر 100 افراد پر محیط ہو اور جو لوگ معاشرے کے اندر ایک reputation رکھتے ہوں، قابل عزت لوگ ہوں تو یہ پریکٹس اس وقت کم از کم 80 سے 90 ممالک کے اندر adopt ہو چکی ہے۔۔۔

وزیر خوراک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری کوئی ضمنی سوال پوچھ سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ انہوں نے سوال نہیں کیا بلکہ وہ اس چیز کی وضاحت کر رہے ہیں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! تجویز دیں تو سر آنکھوں پر۔ ویسے وہ ضمنی سوال نہیں پوچھ سکتے۔ میں نے رولنگ مانگی ہے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! That is a lack of my knowledge اگر ایسا تھا تو مجھے پتا نہیں تھا۔ I am sorry for that.

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی نے کہا کہ ان پڑھ آدمی ہیں جناب! معاف کر دیں)

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر اس پر میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی ملک محمد احمد خان نے بہت اچھی بات کی ہے۔ ہمارا ڈیپارٹمنٹ ہر مہینے کے آخر میں یا عموماً جمعہ کے دن سیشن جج کیونکہ ماہانہ انہوں نے ایک دفعہ جیل کا visit کرنا ہوتا ہے اور جب بھی وہ visit کرتے ہیں تو ہم انہیں request کرتے ہیں اور میں نے خاص طور پر اپنے ڈیپارٹمنٹ کو کہا ہے کہ جب بھی سیشن جج صاحب اپنے tour پر آئیں تو انہیں request کریں اور پوری ایک لسٹ دیں کہ یہ معمولی جرم میں ملوث لوگ ہیں لہذا آپ ان کی ضمانتیں لے لیں اور وہ ان کی ضمانتیں لیتے ہیں اور ایک دفعہ اسی اڈیالہ جیل میں جسٹس چوہان صاحب گئے تو ہمارے سپرنٹنڈنٹ جیل نے انہیں request کی کہ اتنے لوگ اس جیل میں پڑے ہیں۔ آپ آج اس کے visit پر آئے ہیں تو اگر آپ حکم صادر فرمائیں تو کافی لوگ cases سے bail out ہو سکتے ہیں تو انہوں نے ایک دن میں 406 آدمیوں کو bail out کیا اور اسی طریقہ سے ہر مہینے کے آخر میں 100,150,200 تک لوگ bail out ہوتے ہیں۔ ہم یہ کام کرتے ہیں اور regularly اس بات پر ہماری توجہ ہے اور ہم کر رہے ہیں۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ اڈیالہ جیل میں جنوری 2003 تک 60 ایسے حوالاتی بند ہیں جن کے جرائم قابل ضمانت ہیں لیکن ان کی ضمانت دینے کے لئے بندوبست کرنے والا کوئی نہیں۔ میں راجہ بشارت صاحب کی توجہ اس طرف چاہوں گا کہ جس وقت کوئی بھی مجرم bailable offence میں پکڑا جاتا ہے تو اس کو 24 گھنٹے کے اندر اندر مجاز عدالت میں پیش کرنا ہوتا ہے۔ مجسٹریٹ یا جوڈیشل آفیسر کے سامنے جب کسی ملزم کو پیش کیا جاتا ہے تو کیا وہ اس وقت کسی کا شخصی ضمانت نامہ نہیں لے سکتا یا اسے لینا چاہئے کہ اگر سات بندے اڈیالہ جیل میں بند ہیں اور کوئی بھی جج صاحب ہفتہ یا پندرہ دن بعد جاتے ہیں تو اتنی دیر تو وہ حبس بے جا میں رہے گا تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ جج ایک bailable offence میں اگر کسی بندے کے پاس ضامن نہیں ہے۔ اگر وہ کورٹ میں جا کر پیش ہوتا ہے تو جوڈیشل مجسٹریٹ اس وقت اس کو کہے گا کہ آپ اپنا شخصی ضمانت نامہ دیں تو میں آپ کو ریلیز کر دیتا ہوں تو کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! آپ کو بھی پتا ہے کہ جب جوڈیشل ریمانڈ پر لوگ جاتے ہیں تو وہ جیل میں جاتے ہیں اور جب ان کا کیس ٹرائل ہوتا ہے تو تب وہ کورٹس میں جاتے ہیں یا ان کی کوئی bail apply ہوتب ان کی bail ہوتی ہے۔ جن آدمیوں کا یہ ذکر کر رہے ہیں چونکہ یہ پرانا جواب آیا ہوا ہے لیکن اس وقت تو وہ bail out بھی ہو گئے ہیں اور میں ہاؤس کی انفارمیشن کے لئے بتاتا چلوں کہ ہر مہینے، یہ میں نے پچھلے مہینے کی انفارمیشن لی ہے کہ 179 لوگ معمولی جرائم میں ملوث تھے تو جب سیشن جج جیل میں visit پر گئے تو سپرنٹنڈنٹ نے انہیں request کی تو 179 لوگوں کی انہوں نے bail لی۔ ہم اس بات پر کام کرتے ہیں کیونکہ جس طرح یہ بات کر رہے ہیں کہ انہیں کورٹ میں پیش کیا جائے۔ کورٹ میں پیش کرنا جیل ڈیپارٹمنٹ کا کام نہیں ہے کیونکہ کورٹس کا ایک طریق کار ہے کہ جب کورٹس میں ملزم پیش ہوتے ہیں تو judicial remand پر انہیں جیل میں بھیجا جاتا ہے۔ جب بعد میں کوئی ان کی bail apply کرے گا تو تب وہ bail out ہوں گے یا ان کا کیس ٹرائل ہو گا تو تب عدالت میں پیش ہوں گے۔ ویسے وہ روزانہ تو پیش نہیں ہوتے۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! یہ جواب نہیں بنتا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جو آپ سوال کر رہے ہیں اسی کا جواب انہوں نے دیا ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز (ب) کے اندر جواب دیا گیا ہے کہ فاضل جسٹس علی نواز چوہان صاحب نے 406 حوالاتی جو قابل ضمانت جرائم میں ملوث تھے، کو شخصی ضمانت پر رہا کر دیا۔ قابل ضمانت اور ناقابل ضمانت law کے اندر کسے کہتے ہیں کہ جو ان کے اندر Judiciary کا حق ہے کہ وہ انہیں bail پر رہا کر دے یا نہ کرے۔ قابل ضمانت وہ ہیں جنہیں Judiciary کبھی بھی جیل نہیں بھیج سکتی سوائے اس کے کہ وہ bail bond نہ دیں۔ اس میں ملزم کو ایک اور رعایت یہ ہوتی ہے کہ کوئی متعلقہ تھانہ کا ایس ایچ او بھی ضمانت پر رہا کر سکتا ہے۔ یہ 406 حوالاتی ایسے ہیں جو ایک ایک سال یا اس سے زائد عرصہ بھی جیل میں پڑے رہے ہوں گے اور ان کا کوئی ضمانت دینے والا نہیں ہے۔ اب جب اس کا ٹرائل ہو گا تو ممکن ہے کہ کسی کو

سزا تو دو سال ہو یا کسی کو 15 دن یا دو ماہ یا تین ماہ کی ہو۔ جیل اتھارٹیز جیل مینوئل کے تحت پابند ہوتے ہیں کہ جس قیدی کو جس بھی دفعہ کے تحت وہ جیل میں ہے وہ اس کی رپورٹ سیشن جج کو کریں کہ یہ ایک معمولی جرم کے اندر جس کی possibility یا maximum punishment وہ ایک سال، چھ مہینے یا تین مہینے ہے تو یہ صرف bail bond کی وجہ سے جیل میں پڑا ہوا ہے۔ جیل اتھارٹیز according to Jail Manual سیشن جج کو مطلع نہیں کرتیں تو اخبارات میں بار بار آتا ہے کہ دو سال سے ایک فرد اس جرم کے اندر جو قابل ضمانت ہے جیل میں پڑا ہوا ہے جس کا کوئی ضمانت نامہ دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ وزیر موصوف سے سوال یہ ہے کہ ایسے کیس جن کی law کے اندر زیادہ سے زیادہ سزا چھ ماہ ہے اور وہ دو، دو سال یا ڈیڑھ سال یا سات ماہ یا چار مہینے سے جیل میں پڑے ہوئے ہیں جن پر maximum اگر جرم ثابت ہو جائے تو اس کی سزا چھ ماہ ہے۔ اگر جیل کا سپرنٹنڈنٹ یا اتھارٹی ان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ maximum سزا سے زیادہ۔ میں اس کی مثالیں دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ اس کا جواب منسٹر دیں گے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! مجھے یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ یہ تو پراسیکیوشن کا کام ہے اور جیل والوں کا تو کام ہی نہیں ہے۔ ہمارے پاس تو جو آدمی آتا ہے ہم نے اس کو رکھنا ہے۔ جب اس کی bail ہو گی اور اس کا پروانہ آئے گا تو ہم نے اسے باہر بھیج دینا ہے۔ جب پروانہ آئے گا کہ اس کو سزا کر دی ہے تو اس کے مطابق ہم نے deal کرنا ہے لیکن میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ ہم اس میں پورا contribute کرتے ہیں اور ڈیپارٹمنٹ والے کوشش کرتے ہیں کیونکہ سیشن جج پر لازم ہے کہ وہ جس ضلع کا بھی ہو اس ضلع کی جیل کو inspect کرے اور وہ rules کے مطابق پابند ہے۔ جب وہ آتا ہے تو ہم request کرتے ہیں اسی لئے تو میں نے کہا ہے کہ پچھلے ایک مہینے میں 180 آدمی bale out ہوئے ہیں۔ یہ میں نے فروری کی بات کی ہے تو یہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی effort ہے تو تب ہی 180 آدمی bail out ہوئے ہیں اور ہم جس طرح یہ کوشش کرتے ہیں یہ اس کوشش کا نتیجہ ہے کہ میں نے ایک جیل اڈیالہ کی مثال دی کہ پچھلے مہینے میں ہم نے 180 آدمی bail out کروائے ہیں۔ میں خود بھی بہت کوشش کرتا ہوں اور ڈیپارٹمنٹ کو direct کرتا ہوں کہ یہ جو چھوٹے اور معمولی کیسز ہیں ان پر آپ خود نوٹس لیا کریں اور ان کو request کیا کریں۔ سیشن جج جب ہر مہینے visit کرتا ہے تو ہم اس کے نوٹس میں لاتے ہیں اور وہ کیس کی نوعیت کو دیکھتے

ہوئے اس پر عملدرآمد کرتے ہیں۔ یہ صرف کورٹ کا معاملہ ہے ہم300آدمیوں کے نام recommendکرتے ہیں اس میں سے یہ ڈیڑھ سو لے لیتے ہیں اور ڈیڑھ سو نہیں لیتے ہم ان کو directتو کر نہیں کر سکتے۔ ہمارا ڈیپارٹمنٹ باقاعدگی کے ساتھ ہر مہینے فہرستیں کورٹس میں بھیجتا ہے اور ہم ان کے کیس کی نوعیت اور جرم کورٹس میں بھیجتے ہیں وہ آگے کورٹ کا کام ہے کہ اس میں کیا ایکشن لیتا ہے، ہم تو ان کو صرفinformہی کر سکتے ہیں ان کوdirectنہیں کر سکتے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!یہ 406قیدی جیل میں موجود کل قیدیوں کا 15فیصد بنتے ہیں۔آپ اندازہ کریں ہماریwrit of governmentکا کہ 15فیصد وہ لوگ ہیں جن کا کوئی والی وارث نہیں ہے اس لئے وہ جیل میں پڑے ہوئے ہیں۔ میں اس میں دو باتیں quoteکروں گا۔ دنیا کے اندر دو لاء چلتے ہیں ایک وہcriminalکے قوانین جو اسلام نے دیئے ہیں ایک وہ ہیں جوGreek Mythologyسے لئے جاتے ہیں۔اگر قاضی سو مجرموں کو غلطی کرتے ہوئے چھوڑ دے تو یہ جرم کم ہے اس جرم سے جس میں قاضی غلطی کرتے ہوئے ایک بے گناہ کو سزا دے دے یہی ایک حدیث مبارکہ میں آتا ہے سوال یہ ہے کہ اگر سیشن جج نے ماہانہ دورے کے اندر صحیح کام کر کے بے گناہ اور معمولی گناہ کے لوگوں کو جیلوں سے نکالا ہوتا تو ایک جیل میں سے ایک ہائی کورٹ کے جج کو چار سو چھ قیدی نکالنے نہ پڑتے اس میں سیشن جج اور سپرنٹنڈنٹ جیل نے وہ کردار ادا نہیں کیا جو جیل مینوئل کے اندر ہے کہday by dayسپرنٹنڈنٹ جیل ایک ایک قیدی کا مکمل جائزہ لے اس کے جرم کا، اس کے ٹرائیل کا اور اس کی دفعات کا آیا جس جرم کے اندر یہ قیدی جیل میں پڑا ہوا ہے اس کی زیادہ سے زیادہ سزا کیا ہے اور وہ کب سے یہاں پڑا ہوا ہے۔ ہماری یہاںwrit of governmentیہ ہے کہ چار سو چھ قیدی اور ممکن ہے کہ ان میں سے کچھ قیدی ہوں جو قابل ضمانت جرم کی دفعات کے اندر ڈیڑھ سال، سات مہینے، آٹھ مہینے اور نو مہینوں سے جیل میں پڑے ہوں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر:اس پر میرے خیال میں کافی تفصیل سے بات ہو چکی ہےI thinkاس پر actہو چکا ہے اور اس پر عمل ہو رہا ہے۔ باقی آپ جتنے ایم پی ایز صاحبان موجود ہیں آپ بھی کسی غریب کی اگر اعانت کرنا چاہیں تو You can move an application to the Judge and also make a requestکہ اتنے لوگ اس جیل میں ناحق پڑے ہیں یا ان کی قید کب تک بنتی ہے۔ اس کوtakeoverکر لیں اس میں آپ اپنا وکیل رکھ کر ان کی مدد کر

سکتے ہیں۔ یہ بس ہو گیا ہے اب اگلا سوال ارشد محمود بگو کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2319 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سیالکوٹ میں پولیس سٹیشنز سے علیٰحدہ قائم تفتیشی سنٹرز کی تفصیل

*2319 **جناب ارشد محمود بگو:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے تفتیشی سیل کو محکمہ پولیس سے علیٰحدہ کرنے کا اعلان کیا ہے اگر ایسا ہے تو یکم جنوری 2002 سے آج تک ضلع سیالکوٹ میں تفتیشی سنٹرز کو محکمہ پولیس سے علیٰحدہ کرنے کے لئے حکومت نے کتنے فنڈز فراہم کئے اور یہ فنڈز کہاں کہاں استعمال ہوئے؟

(ب) ان میں سے کتنے فنڈز خرچ ہوئے اور کتنے ابھی تک خرچ نہیں ہوئے؟

(ج) اس ضلع میں آج تک کتنے اور کون کون سے تفتیشی سنٹرز کو تھانہ جات سے علیٰحدہ جگہ فراہم کی گئی ہے؟

(د) اگر ابھی تک کسی بھی تفتیشی سنٹر کو تھانہ سے علیٰحدہ جگہ نہیں دی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے تفتیشی سیل کو محکمہ پولیس سے علیٰحدہ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ضلع سیالکوٹ کی پولیس کے تفتیشی سیل کو مالی سال 03-2002 میں برائے انوسٹی گیشن مبلغ -/2398000 روپے الاٹ ہوئے، اس رقم میں سے مبلغ -/526814 روپے آج تک درج ذیل تفصیل کے مطابق خرچ ہوئے ہیں۔

1۔	تھانہ بیگوالہ	-/26101 روپے
2۔	تھانہ سول لائن	-/58038 روپے
3۔	تھانہ سمبڑیال	-/48710 روپے
4۔	تھانہ بمبانوالہ	-/32990 روپے
5۔	تھانہ کوتوالی	-/34800 روپے
6۔	تھانہ صدر سیالکوٹ	-/37740 روپے

7۔	تھانہ سول لائن	-/7675روپے
8۔	تھانہ موترہ	-/6450روپے
9۔	بمبانوالہ	-/19250روپے
10۔	تھانہ رنگ پورہ	-/41590روپے
11۔	تھانہ نیکاپورہ	-/81970روپے
12۔	تھانہ کینٹ	-/53235 روپے
13۔	تھانہ سٹی ڈسکہ	-/55520روپے
14۔	تھانہ صدر سیالکوٹ	-/23790روپے

(ب) ٹوٹل فنڈ مبلغ -/2398000روپے میں سے مبلغ -/526814روپے خرچ ہوئے اور بقایا رقم مبلغ -/1871186 روپے ابھی تک خرچ نہ ہوئی ہے۔

(ج) ضلع ہذا میں ہر تھانہ میں تفتیشی سٹاف علیٰحدہ علیٰحدہ تعینات کیا گیا ہے اور تمام تفتیشی سنٹرز تھانہ جات میں بنائے گئے ہیں۔ البتہ ڈی ایس پی تفتیشی کو علیٰحدہ دفتر فراہم کیا گیا ہے۔

(د) تھانہ میں تفتیشی سنٹر کو تھانہ سے علیٰحدہ کوئی جگہ نہ دی گئی ہے کیونکہ کوئی دیگر سرکاری عمارت نہ ہونے کی وجہ سے تمام تفتیشی سنٹرز تھانہ جات میں بنائے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے جز (ب) میں یہ پوچھا تھا کہ یہ جو انہوں نے ہمیں investigation کا تحفہ دیا ہے اور آپریشن پولیس کو علیٰحدہ علیٰحدہ کیا ہے لیکن حالت یہ ہے کہ ابھی تک یہ محسوس بھی نہیں ہوتا ہے کہ انوسٹی گیشن کے پاس جا رہے ہیں یا آپریشن پولیس کے پاس جا رہے ہیں؟ میں نے ان سے سوال پوچھا تھا کہ ایک سال میں آپ نے سیالکوٹ کی پولیس انوسٹی گیشن کو کتنا فنڈ دیا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے ٹوٹل فنڈ 23 لاکھ 98 ہزار روپے انوسٹی گیشن کو دیا ہے اور جو ٹوٹل خرچ ہوا ہے وہ 5 لاکھ 26 ہزار 8 سو چودہ روپے ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے ایک سال میں کتنے فیصد انوسٹی گیشن پر خرچ کیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کو ورک آؤٹ کیا جا سکتا ہے، اس کی total allocation سے جو خرچ ہوا ہے اس کو نکالیں تو اس کی average نکل آئے گی۔ ابھی میں کمپیوٹر لے کر یہاں نہیں کر سکتا وہ تو دونوں figures ان کے پاس موجود ہیں اس کو ورک آؤٹ کیا جا سکتا ہے لیکن ہم نے آپ کی اطلاع کے لئے اس سوال کو update کرتے ہوئے نہ صرف 03-2002 بلکہ 06-2005 تک کے figures دیئے ہیں اور میں آپ سے یہ توقع کر رہا تھا کہ آپ مجھ سے latest پوچھیں گے کہ کیا اس میں بتدریج اضافہ ہوا ہے یا نہیں تو اس کے لئے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے سال خرچ میں ضرور کمی تھی لیکن بعد میں جس طرح انوسٹی گیشن کو علیحدہ کیا گیا اس طرح سے اس کا خرچ بھی بڑھتا گیا اور اگر آپ ملاحظہ فرمائیں جو میں آپ کو update کرتے ہوئے کہہ رہا ہوں کہ 04-2003 میں 20 لاکھ 38 ہزار روپے allocate کیا گیا تھا اس میں سے 20 لاکھ 30 ہزار روپے خرچ ہوئے۔ 05-2004 میں 21 لاکھ 6 ہزار روپے allocate کیا گیا تھا اس میں سے 13 لاکھ 94 ہزار روپے خرچ ہوئے ہیں۔ 06-2005 میں 29 لاکھ روپے allocate ہوئے ہیں اور ابھی تک وہ چل رہے ہیں اور سال مکمل ہونے تک اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا راجہ صاحب سے particular سوال یہ تھا کہ انہوں نے پہلے سال 93 فیصد خرچ کیا۔ چلیں! یہ پہلا سال تھا لیکن اب راجہ صاحب نے جو figures دی ہیں وہ بھی کوئی اچھی پوزیشن نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ inefficiency ہوتی ہے یہ کوئی efficiency نہیں ہے کہ جب آپ کو ایک بجٹ allocate کیا جاتا ہے اگر وہ بجٹ خرچ نہیں ہوتا تو یہ بھی اس محکمے کی نااہلی ہوتی ہے۔ یہ مجھے آخری figure بتا دیں کہ 2006 میں کتنے فیصد خرچ کیا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس وقت تک 29 لاکھ روپے ہم نے allocate کیا ہے اور update میں اس لئے نہیں دے سکتا کہ جب سال مکمل ہو گا پھر ہم تمام تھانوں سے figures لیں گے اور پھر بتا سکیں گے کہ اس کی کتنی percentage خرچ ہوئی ہے کیونکہ یہ بجٹ چل رہا ہے اور 30۔ جون تک چلنا ہے اس لئے 30۔ جون سے پہلے یہ نہیں دی جا سکتی۔ دوسری بات میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح آپ نے فرمایا ہے کہ یہ فنڈز اگر کوئی محکمہ زیادہ خرچ کرے تو اس کی efficiency ہوتی ہے، یہ کوئی ڈویلپمنٹ کے فنڈز نہیں ہیں جو ہم نے ہر مہینے اس کی percentage دیکھنی ہو کہ اتنا آپ نے خرچ کرنا تھا وہ آپ نے نہیں کیا بلکہ یہ فنڈز ہر تھانے

کو دیئے جاتے ہیں۔ ملزمان کی خوراک کے لئے، سٹیشنری کے لئے اور اگر کوئی پٹواری سے نقشہ بنوانا ہے تو اس کی فیس دینے کے لئے اور بعض دفعہ چھوٹے موٹے اخراجات ہوتے ہیں ان کے لئے یہ پیسے دیئے جاتے ہیں اس لئے اس میں یہ presume کر لینا کہ کل مختص شدہ رقم خرچ نہیں ہوئی اس سے گورنمنٹ یا ڈیپارٹمنٹ کی efficiency میں کوئی فرق آتا ہے اس سے یہ تاثر مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ اخراجات non development کے ہیں، یہ کوئی development کے اخراجات نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب محمد وقاص صاحب کا ہے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2008 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

قیدیوں کی فلاح و بہبود کے لئے N.G.Os کا کردار

*2008 **جناب محمد وقاص:** کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا قیدیوں کو بنیادی انسانی ضروریات کی فراہمی اور صاف ستھرا ماحول فراہم کرنے کے لئے N.G.Os سے مدد لی جا سکتی ہے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ایسی کتنی N.G.Os یہ کام کر رہی ہیں؟

(ج) حکومت اس سلسلے میں N.G.Os کو ترغیب دینے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات

(الف) یہ درست ہے کہ بنیادی انسانی ضروریات کی فراہمی اور صاف ستھرا ماحول فراہم کرنے کے لئے جیل انتظامیہ سہولیات اسیران کو مہیا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ بعض این۔ جی۔ اوز بھی وقتاً فوقتاً اسیران کو سہولیات کے لئے معاونت کرتی رہتی ہیں۔

(ب) ایسی۔ این جی۔ اوز اور فلاحی ادارے جو اسیران کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت ایسی این جی اوز کو ترغیب دینے کے لئے انہیں جیلوں میں جا کر اسیران سے ملنے کی اجازت بمطابق جیل قوانین دیتی ہے اور ان کے فلاح اسیران اقدامات کو سراہا جاتا ہے۔ مزید برآں میڈیا بھی اچھے کام کروانے والوں کی تشہیر کرتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ این جی اوز جن کے متعلق میں نے سوال کیا تھا کہ کیا ان سے مدد لی جا سکتی ہے؟ جز (الف) ہے کہ کیا قیدیوں کو بنیادی انسانی ضروریات کی فراہمی اور صاف ستھرا ماحول فراہم کرنے کے لئے این جی اوز سے مدد لی جا سکتی ہے تو انہوں نے جواب دیا ہے کہ بنیادی انسانی ضروریات کی فراہمی جیل کی انتظامیہ کرتی ہے۔ جواب میں پہلا حصہ جو ہے کہ "بنیادی انسانی ضروریات کی فراہمی اور صاف ستھرا ماحول فراہم کرنے کے لئے جیل انتظامیہ سہولیات اسیران کو مہیا کرتی ہے"۔ یعنی بنیادی ماحول فراہم کرنا جیل کا کام ہے لیکن میں وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ مثلاً بنیادی سہولت ایک میڈیکل کی ہے، کیا جیل میں ہسپتال ہوتا ہے؟ میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ جیلوں کے اندر اور خاص طور پر پنڈی اڈیالہ جیل میں ایک ایک بیڈ پانچ ہزار روپے ماہانہ پر فروخت ہوتا ہے۔ وہاں پر مریض نہیں رہتے بلکہ جو قیدی ہیں اور جن کے پاس پیسے ہوتے ہیں، وہ جیل سپرنٹنڈنٹ، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کو پانچ ہزار روپے ماہانہ رشوت دیتے ہیں اور اپنے آپ کو جیل میں admit کرا لیتے ہیں۔ ایسی صورتحال کے تدارک کے لئے آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں اس سے انکار نہیں کرتا کہ اس معاشرے میں کرپشن ہے اور اگر میں اس بات سے straight away back out کروں تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی آدمی یہ بات تسلیم نہیں کرے گا۔ یہ ہمارے معاشرے کا ایک ناسور ہے جو ہر آدمی کی سمجھ میں آتا ہے کہ ہر ڈیپارٹمنٹ میں چاہے کوئی پرائیویٹ ہے یا سرکاری اس میں کرپشن ہے لیکن ہم بحیثیت ڈیپارٹمنٹ اور بحیثیت منسٹر پوری کوشش کرتے ہیں اور خاص طور پر موجودہ گورنمنٹ نے اور چیف منسٹر نے بہت کوشش کی ہے کہ جیل ریفارمز کے نام پر بہت بڑی تبدیلیاں جیلوں میں کی ہیں۔ اس میں خوراک ہے، ہم نے اس کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا ہے، ابھی کوئی بھی میرا دوست اگر visit کرے تو وہ یہ ضرور کہے گا کہ اس میں بہتری پہلے سے بہت زیادہ ہے اب خوراک بہت زیادہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں میڈیکل کی بات کرتا ہوں۔ میڈیکل میں بھی ہم نے بہت سارے اقدامات اٹھائے ہیں اور ان سے کچھ نہ کچھ بہتری ضرور آئی ہے، جس طرح میرے بھائی ذکر فرما رہے ہیں کہ بیڈ بکتے ہیں اور وہاں پیسے لئے جاتے ہیں۔ ہم اپنی طرف سے ایمانداری سے کوشش کرتے ہیں اور پورے ڈیپارٹمنٹ میں ہم اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ ان باتوں کو

ختم کیا جائے۔ میں یقین سے یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ اگر بہت زیادہ کمی نہیں تو تھوڑی کمی اس کرپشن میں، اس ڈیپارٹمنٹ میں آئی ہے لیکن اگر اس طرح کا کوئی particular caseان کے ذہن میں آئے اور ان کے نوٹس میں ہے تو یہ مجھے بتائیں ہم اس پر سختی سے نوٹس لیں گے، اس پر ایکشن لیں گے۔ اس طرح کہ اگر کل میں جب بھی کسی جیل کے visitپر جاتا ہوں تو میں وہاں ان قیدیوں کو کہتا ہوں کہ آپ مجھے خط لکھا کریں۔ اس سے بہت زیادہ informationملتی ہے۔ آپ یقین کریں کہ جو خط مجھے لکھے جاتے ہیں ان پر میں ایکشن کرتا ہوں۔ ایک high rank officersکی میں انکوائری کراتا ہوں اور اس پر ایکشن بھی لیا جاتا ہے اور جو ڈیپارٹمنٹ کے high ranksکے لوگ ہیں اگر جب بھی کوئی بات ان کے نوٹس میں آتی ہے تو وہ بھی اس پر ایکشن لیتے ہیں۔ ہم اس بات کو اس طرح acceptنہیں کرتے کہ چونکہ معاشرے میں کرپشن ہے اس لئے ہم اس پر خاموش ہو کر بیٹھ جائیں، ہم خاموش ہو کر نہیں بیٹھتے، ہمارے نوٹس میں جو بھی بات آتی ہے ہم اس کا ایکشن لیتے ہیں اور اس کے خلاف بھرپور کوشش کرتے ہیں کہ اس طرح کے واقعات رونما ہوں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! انہوں نے این، جی، اوز کی لسٹ کا جو پیپر دیا ہے اس میں 46این، جی، اوز دی ہیں۔ اس میں آپ دیکھیں کہ 38این، جی، اوز فیصل آباد کی ہیں۔ باقی پورے پنجاب کی آٹھ این، جی، اوز ہو گئیں۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ملتان کی جیل کے لئے، بہاولپور کی جیل کے لئے، اب بننے والی وہاڑی کی جیل کے لئے یا ڈی، جی، خان کی جیل کے لئے اگر ان کے پاس کوئی این، جی، اوز آکر رجسٹرڈ ہونا چاہیں تو محترم وزیر جیل خانہ جات کیا اس بات کی یقین دہانی کرائیں گے کہ اگر وہ ان کے معیار پر پورا اتریں تو یہ ان کو رجسٹرڈ کر کے ان این، جی، اوز کو بھی یہ موقع فراہم کریں گے کہ وہ جا کر اپنی اپنی جیلوں میں، اپنے علاقے کے لوگوں کی خدمت کر سکیں؟

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! ہم تو کوشش کرتے ہیں اور اس میں کوئی South یا North کی بات نہیں ہے۔ اگر وہاں بھی کوئی این، جی، اوز صدیقی صاحب لے کر آنا چاہیں اور وہ کام کرنا چاہیں تو ہم ان کو welcomeکرتے ہیں، ہم تو ان کو encourageکرتے ہیں اور بڑی supportکرتے ہیں۔ جیلوں میں جو بھی کسی طریقے سے بھی ہمارا کوئی ہاتھ بٹائے گا تو ہم ان کو کیوں discourageکریں گے؟ ہم تو ان کو encourageکرتے ہیں اور کوئی آدمی انفرادی طور پر بھی

میرے پاس آتا ہے تو اسی وقت میں آئی، جی کو ہدایت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ بیٹھ کر اگر یہ کوئی اچھا کام کرنا چاہتا ہے تو ان کو welcome کریں اور ان کو پوری طرح facilitate کریں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ زیب النساء قریشی!

محترمہ زیب النساء قریشی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2811 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

دربار داتا صاحب کی حدود و گرد و نواح سے جرائم پیشہ افراد کا خاتمہ

*2811 محترمہ زیب النساء قریشی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) دربار حضرت داتا گنج بخش کے احاطہ میں اور ارد گرد جرائم پیشہ افراد معصوم بچوں اور بچیوں کو ورغلاء کر اغوا کی وارداتوں کی روک تھام کے لئے حکومت اور دربار انتظامیہ نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

(ب) دربار پر قائم پولیس چوکی نے 1999 سے آج تک اس ضمن میں کتنے مقدمات درج کئے ہیں، کتنے مجرم پکڑے گئے۔ تمام تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) دربار حضرت داتا گنج بخش رح کے گرد و نواح میں اغواء بچگان کی واردات کے انسداد کے لئے پولیس چوکی داتا دربار کے ملازمین اور لیڈیز فورس کی دربار کی حدود، احاطہ، بازار اور تمام گیٹ ہائے پر باوردی اور سفید پارچہ جات میں ڈیوٹی لگائی جاتی ہے جو جرائم پیشہ افراد پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں محکمہ اوقاف کے گارڈز اور خادمین بھی اس سلسلہ میں ڈیوٹی سر انجام دیتے ہیں۔

(ب) سال 1999 سے آج تک اغواء بچگان کے سلسلہ میں 4 مقدمات درج ہوئے ہیں۔ جن میں کوئی ملزم گرفتار نہ ہوا ہے۔ درج شدہ مقدمات کی تفصیل ذیل ہے۔

I۔ مقدمہ نمبر 377 مورخہ 99-09-08 جرم 363 ت۔ پ تھانہ لوئر مال لاہور عدم پتا مورخہ 2000-01-25

II۔ مقدمہ نمبر 552 مورخہ 99-12-13 جرم 363 ت پ تھانہ لوئر مال لاہور عدم پتا مورخہ 2000-03-28

III- مقدمہ نمبر720 مورخہ2000-01-15 جرم365ت۔پ تھانہ لوئر مال لاہور، اخراج مورخہ2000-10-29

IV- مقدمہ نمبر508 مورخہ99-08-18 جرم363 ت۔پ تھانہ لوئر مال لاہور زیر تفتیش۔

محترمہ زیب النساء قریشی: ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! سوال کے جواب جز(الف) میں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ "دربار حضرت داتا گنج بخش رح کے گرد و نواح میں اغواء بچگان کی واردات کے انسداد کے لئے پولیس چوکی داتا دربار کے ملازمان اور لیڈیز فورس کی دربار کی حدود، احاطہ، بازار اور تمام گیٹ ہائے پر باوردی اور سفید پارچہ جات میں ڈیوٹی لگائی جاتی ہے جو جرائم پیشہ افراد پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں"۔ میں عرض کروں گی کہ اس کے باوجود یہاں ابھی بھی جرائم ہوتے رہتے ہیں اور بہت سارے ایسے واقعات ہوئے ہیں۔ میں نے خود ان کو دیکھا ہے کہ لڑکیوں کو اغواء کر کے لوگ لے جاتے ہیں۔ کیا اس کے علاوہ محکمہ کوئی اور انتظامات یہاں کرنا چاہے گا؟

دوسرا اس سوال کے جواب جز(ب) میں انہوں نے لکھا ہے کہ "سال 1999 سے آج تک اغواء بچگان کے سلسلہ میں 4 مقدمات درج ہوئے ہیں جن میں کوئی ملزم گرفتار نہ ہوا ہے۔" میں نے خود دیکھا ہے، میں اندر وہاں گئی تھی، ایک لڑکے کو اندر بند کر رکھا تھا اور میں نے جب پوچھا کہ یہ کون لڑکا ہے تو انہوں نے بتایا کہ اس نے بچے کو اغواء کیا ہے۔ اس لڑکے نے خود یہ بتایا تھا کہ میں بچے کو یہاں نہر پر پانی پلانے کے لئے لے کر جا رہا تھا تو اس طرح کے واقعات آئے دن ہوتے رہتے ہیں اور داتا دربار میں ہزاروں کے حساب سے لڑکیاں، بچے اور عورتیں آتی رہتی ہیں تو یہاں آپ کون سے ایسے اقدامات کر رہے ہیں کہ لوگوں کو سہولت میسر ہو لیکن ابھی تک میں تو اس سے مطمئن نہیں ہوں کہ جو وہاں کے حالات ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلی گزارش تو یہ ہے کہ اس میں update figures جو ہیں وہ یہ ہیں کہ اس وقت تک بچوں کے اغواء سے متعلق 12 مقدمات درج کئے گئے ہیں اور 12 میں سے 5 چالان ہوئے ہیں، بچے برآمد ہوئے ہیں۔ 2 مقدمات خارج ہوئے ہیں اس لئے کہ وہ بے بنیاد مقدمات تھے، 5 ابھی تک زیر تفتیش ہیں، اس سلسلے میں کام ہو رہا ہے اور بچوں کی تلاش کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ دوسری میں اس سلسلے میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ

جس طرح محترمہ نے فرمایا ہے کہ حکومت نے اس سلسلے میں مزید اقدامات کیا کئے ہیں؟ میں معذرت کے ساتھ تھوڑا سا تفصیل کے ساتھ جواب دینا چاہوں گا کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے نام سے وزیراعلیٰ پنجاب نے ایک ادارہ قائم کیا تھا اور اس ادارے کا مقصد یہ تھا کہ بے سہارا بچوں کو وہاں پر پناہ دی جاتی ہے، ان کو رہائش اور تعلیم وغیرہ کی سہولیات دی جاتی ہیں۔ اس ادارے کے ذمہ بھی یہ کام لگایا گیا تھا کہ وہ داتا دربار پر ان بچوں کو خاص طور پر وہاں پر جو بے سہارا پھر رہے ہوتے ہیں اور جو کہ سب سے زیادہ vulnerable ہوتے ہیں، جن کو وہاں سے اکیلا دیکھ کر اغواء کر لیا جاتا ہے ان بچوں کو وہاں سے اپنی تحویل میں لے اور پھر ان کی بہتر تعلیم اور سہولیات کے لئے اقدامات کرے۔ اس سلسلے میں اس وقت تک ادارہ ہذا نے 23 بچے وہاں سے لئے ہیں۔ ان کے والدین سے باقاعدہ رابطہ کیا ہے اور اس وقت وہ بچے اس چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں باقاعدہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان کی نگہداشت گورنمنٹ آف پنجاب اس خصوصی ادارے کے ذریعہ سے کر رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت پنجاب کا ایک احسن اقدام تھا کہ ہم نے یہ بات نہ صرف پولیس پر چھوڑی ہے بلکہ اس کے لئے ایک علیحدہ ادارہ قائم کیا ہے اور جو ادارہ اب بہتر طور پر کام کر رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ادارے کے قیام کے بعد وہاں پر بچوں کے اغواء کی وارداتیں کم ہوئی ہیں اور اس میں مزید آگے چل کر انشاء اللہ تعالیٰ کمی آئے گی۔

حاجی محمد اعجاز: ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! یہ حضور داتا گنج بخش کے گرد و نواح کی بات ہو رہی ہے تو میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ وہاں دربار کے ارد گرد جتنی بھی گلیاں ہیں، وہاں اتنی زیادہ منشیات فروخت ہوتی ہے اور منشیات استعمال کی جاتی ہے، کیا حکومت کوئی ایسا کام کرنا چاہتی ہے کہ وہاں پر جو لوگ منشیات فروخت کرتے ہیں یا منشیات استعمال کرتے ہیں اس پر کوئی پابندی لگائے یا اس کا کوئی ایسا تدارک کرے کہ وہاں منشیات بکیں اور نہ وہاں پر کوئی منشیات استعمال کرے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ سوال چونکہ specifically بچوں کے اغواء سے متعلقہ تھا لہذا میں نے اس کا specific جواب دیا ہے لیکن محترم اعجاز صاحب نے جس طرح فرمایا ہے کہ وہاں پر گلیوں میں جو منشیات فروخت ہوتی ہیں اس سلسلے میں بھی پولیس کو کارروائی کرنی چاہئے تو میں ان سے گزارش یہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس بابت ضرور کارروائی ہوگی۔ ہوم سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں، متعلقہ حکام بھی بیٹھے ہیں وہ اس کا نوٹس لیں گے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ پولیس کو خصوصی طور پر یہ task دیا جائے گا

کہ وہاں جولوگ اس قسم کے جرائم میں ملوث ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ راجہ صاحب نے ابھی بڑی وضاحت کی ہے مگر میں ان کے علم میں اضافہ کرتا ہوں کہ میرے پاس یہ ایک weekly cutting edge magazine ہے۔ اس میں یہ لکھا ہے کہ police patronizing drug peddlers اس magzaine میں انہوں نے تھانہ وار drug paddlers کے نام لکھے ہیں۔ آخر میں کیپیٹل پولیس آفیسر کی طرف سے لکھا گیا ہے، اس نے کہا ہے کہ We will see it ہم interrogate کریں گے، دیکھیں گے، یہ میں آپ کو بھجوا رہا ہوں، شاید آپ کی نظر سے نہ گزرا ہو۔ آپ اس کو دیکھیں کہ انہوں نے تھانہ وار by name تفصیلاً لکھا ہے۔ مثلاً یہاں لکھا ہے کہ رمضان عرف جانی، لیاقت، عاشق They are selling drugs in the areas of Garden Town Police Station. یعنی انہوں نے باقاعدہ تھانہ وار لکھا ہوا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: چونکہ آج کا سوال بچوں کے اغواء سے متعلق تھا اسی لئے میں نے اسی بابت specifically جواب عرض کیا ہے لیکن میں مشکور ہوں کہ آپ یہ بات ہمارے notice میں لائے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں ضرور کارروائی کی جائے گی۔ شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! دوسرا ابھی ہے کہ:

> There is another alarming situation "flesh trade flourishing in Pakistan"

یہ جو skin trade ہو رہا ہے یہ بھی لے لیں، اس میں بھی کافی لوگوں کے نام ہیں۔ یہ بھی آپ کے علم میں آ جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے کچھ informations دینا چاہوں گی کہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو نے جنوری 2006 سے لے کر اب تک تقریباً 26 gangs کو unearth کیا ہے۔ اس میں 14 کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ 25 کے قریب بچوں کو داتا دربار کے احاطے سے protective custody میں لیا گیا ہے اور ان کی دیکھ بھال اب بیورو کر رہا ہے۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور داخلہ: This is not a supplementary question یہ ایک point of explanation ہے otherwise it was an

honour of Ch Iqbal Sahibوہ ہمارے بڑے سینئر ممبر ہیں۔

> There is nothing confined in the rules that a Parliamentary Secretary cannot ask a question. It is just a question of tactics that how we take it.

Anywayبات اس لئے کرنا چاہوں گا، نوانی صاحب تک تو ہم یہ بات پہلے پہنچا چکے ہیں۔ یہ بات بچوں کے اغواء سے متعلقہ ہے اور جیل کے ساتھ بھی متعلقہ ہے یعنی یہinterrelatedبات ہے۔ یہ تینوں چیزیں Public Service Community, Stewards, Community Public Serviceپچاس سے زیادہ ملکوں پر مشتمل ہمارے Parliamentary Precedentsکی کتاب نیچے لائبریری میں موجود ہے۔ پچاس سے زیادہ ممالک جہاں پر پارلیمنٹ قائم ہے جہاں پرelected representativesہوتے ہیں وہاں پر بھی community serviceہے۔ اسcommunity serviceکا کیا کام ہے؟ جیسے جیل میں1900قیدیوں کی گنجائش ہے لیکن5500اندر بند ہیں، petty mattersمیں لوگ بند ہیں۔ community serviceکے لئے وہاں کیresponsibleگورنمنٹ نے، ایڈمنسٹریشن نے جو 50لوگ deputeکئے ہیں وہ 50لوگ وہاں پر جائیں، دیکھیں کہ جو لوگ وہاں سے نکالے جا سکتے ہیں انھیں نکالیں۔ monthly basisپر ان کو نکال کر ان کا ایکdataمحکمہ جیل اور محکمہ ہوم کو بھجوا دیں۔This was the point which I wanted to raiseاس کو اگر ضمنی سوال سمجھ لیا گیا توI am sorry for thatکیونکہbeing part of the governmentوہ بات غلط تھی۔.And its a point of explanation دوسری میری گزارش یہ ہے کہwhatever we take itکہ محکمہ جیل میں کرپشن ہوتی ہے یا نہیں؟ But this is on recordمنسٹر صاحب جب بات کرتے ہیں تو پھر اسے ہم explanationکے طور پرprolongکر دیتے ہیں۔ This is on record this timeکہ محکمہ جیل کے اندر کرپشن واقعتاً کم ہو چکی ہے۔ اس کا ریکارڈ یہی weekly cutting edge magazineہے جو ابھی ابھی رانا صاحب نے وزیر قانون کو دیا ہے اسی کے اندر موجود ہے۔ Because they are the one who are investigating these type of thingsاسی weekly cutting edge magazineکے اندر محکمہ جیل میں جو کرپشن

میں کمی واقعہ ہوئی ہے اس کی انہوں نے اپنے پچھلے شمارے میں ضلع وار تفصیل دی ہے کہ محکمہ جیل کے اندر کرپشن میں کمی واقع ہوئی ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! سوال نمبر 2075، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ جناب میں بھی اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ جیل میں کرپشن کم ہوئی ہے اور کھانے کا معیار بھی بہتر ہوا ہے۔

کوٹ لکھپت اور کیمپ جیل میں قیدیوں کی گنجائش اور موجودہ صورتحال کی تفصیل

*2075 **سید احسان اللہ وقاص:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کوٹ لکھپت اور کیمپ جیل میں کتنے قیدی رکھنے کی گنجائش ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی جیلوں میں بند قیدیوں کی تعداد گنجائش سے کم از کم تین گنا زیادہ ہے؟

(ج) موت کی سزا کے قیدی کی رہائشی کوٹھڑی کا رقبہ کیا ہے؟ نیز ایک کوٹھڑی میں کتنے قیدی رکھے جاتے ہیں؟

(د) موت کے قیدی کو دن میں کتنی بار کوٹھڑی سے باہر نکالا جاتا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف)

i۔ سنٹرل جیل لاہور میں اسیران رکھنے کی گنجائش 1043 ہے جبکہ اس وقت اس جیل میں 3969 اسیران مقید ہیں۔

ii۔ اسی طرح ڈسٹرکٹ /کیمپ جیل میں اسیران رکھنے کی گنجائش 994 ہے جبکہ اس جیل میں 2956 اسیران مقید ہیں۔

(ب) اس وقت پنجاب کی جیلوں میں اسیران رکھنے کی کل گنجائش 17637 ہے جبکہ پنجاب بھر کی جیلوں میں تقریباً 3 گنا اسیران کی گنجائش سے زیادہ مقید ہیں۔ اس سلسلہ میں حکومت پنجاب نے موجودہ جیلوں میں توسیعی پروگرام اور نئی جیلوں کی تعمیر کا مندرجہ ذیل کام شروع کیا ہوا ہے۔

i۔ حکومت پنجاب نے مالی سال03-2002میں مبلغ103.700ملین روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔جیلوں میں32عدد سزائے موت کے کمرے (Death Cell)اور2 اضافی بارکوں کی تعمیر کا کام شروع کیا ہوا ہے۔مزید برآں اضافی غسل خانوں/لیٹرینوں میں اضافے کی سہولیات بھی تکمیل کے مراحل میں ہیں۔اس کے علاوہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ اور وہاڑی میں نئی جیلوں کی تعمیر مالی سال04-2003میں مکمل ہونے کی توقع ہے۔مزید برآں ضلع لیہ اور بھکر میں نئی جیلوں کی تعمیر اگلے مالی سال میں شروع ہونے کی توقع ہے۔

(ج) سزائے موت کے قیدی کی رہائشی کوٹھڑی کا رقبہ 10x12 ہے۔جیل مینوئل کے قاعدہ نمبر332کے تحت ایک کوٹھڑی میں صرف ایک قیدی سزائے موت کو رکھا جاتا ہے لیکن گنجائش کی کمی کی وجہ سے مقررہ تعداد سے زائد قیدی سزائے موت بھی مقید ہیں جس کی تفصیل ضمیمہ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اضافی تعمیر برائے کوٹھڑی سزائے موت زیر تعمیر ہیں۔جن کا ذکر جز(ب)میں درج ہے۔

(د) قیدی سزائے موت کو دن میں دو بار ٹہلائی کے لئے کوٹھڑی سے باہر نکالا جاتا ہے۔یعنی پاکستان پریزن رولز1978کے قاعدہ نمبر340(I)کے تحت صبح کے وقت آدھا گھنٹہ اور شام کو گنتی بند ہونے سے قبل آدھا گھنٹہ ٹہلائی اور جسمانی ورزش کے لئے سہولت مہیا کی جاتی ہے تاکہ ان اسیران کی صحت برقرار رہے۔

(اذان عصر)

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر!ضمنی سوال کرنے سے پہلے عرض کرتا ہوں کہ آج ہماری گیلری میں جناب اسحاق ڈار صاحب جو کہ ہمارے اسی ہاؤس کے منتخب سینیٹر ہیں تشریف لائے ہیں اور جناب پرویز ملک صاحب تشریف لائے ہیں۔میں دل کی گہرائیوں سے ان کا خیر مقدم کرتا ہوں۔

(معزز اراکین حزب اختلاف کی طرف سے ڈیسک بجا کر مہمانوں کا خیر مقدم کیا گیا)

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر!کافی تفصیل سے جواب دیا گیا ہے۔جز(ج)میں ، میں سزائے موت کے قیدیوں کے بارے میںconcernہوں اور اس کے بارے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے جواب کے مطابق سزائے موت کی کوٹھڑی10x12فٹ کی ہوتی ہے۔اس

میں کم از کم چھ افراد رکھے جاتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ 17افراد ہیں۔ سزائے موت کی کوٹھڑی میں 12یا 17افراد لیٹنا تو ایک طرف رہا وہ وہاں سارے کے سارے بیٹھ بھی نہیں سکتے، وہ اتنی چھوٹی جگہ ہے۔ اس جواب میں لکھا گیا ہے کہ 24 گھنٹوں میں صرف دو دفعہ ٹہلائی کے لئے ان کو نکالا جاتا ہے تو میں یہ ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ جیل انتظامیہ کے لئے ممکن ہے کہ رولز کوrelaxکر کے سزائے موت کے قیدیوں کو اپنی بیرک کے احاطہ کے اندر سارا دن باہر نکلنے کی اجازت دی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میرے جذبات بھی اسی طرح ہیں جیسا کہ احسان اللہ وقاص صاحب کے ہیں۔ میرا بھی یہی ذہن ہے کہ جس طریقے سے سزائے موت کے قیدیوں کو رکھا جاتا ہے وہ قابل رحم ہے۔ یہ ان کے ساتھ انتہائی بے انصافی ہے۔death cellکے لئے ہمارے رولز میں یہprovisionہے کہ ایک قیدی ایکdeath cellمیں رہ سکتا ہے لیکن اب وہاں ایک سیل میں 12/13بلکہ 15قیدی ہیں۔ جب ہم ان پر سختی کرنے کے لئے رولز پر سختی کرتے ہیں تو جہاں انھیں سہولت دینے کی بات ہے تو ہمیں وہاں بھی انصاف کرنا چاہئے۔ میں یہ باتadmitکرتا ہوں اور جو احسان اللہ وقاص صاحب کے جذبات ہیں میرے ان سے بھی زیادہ ہیں کہ محکمہ کی طرف سے ان لوگوں کے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے۔ رولز کے مطابق ایکdeath cellمیں ایک قیدی کو رکھنا چاہئے لیکن یہ معاملہ کوئی ایک دن کا نہیں ہے بلکہ اس میں پچھلے 50/55سال کی ہسٹری ہے۔ اب ہماری حکومت نے اس پر خاص توجہ دے کر اس پر بہت زیادہ بجٹallocateکیا ہے۔ death cellمیں اضافہ کیا ہے 12/13نئی جیلیں بنا رہے ہیں تاکہover populationکو دور کیا جائے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے ان سے گزارش کی ہے کہ اگرrulesمیں یہ لکھا ہوا ہے کہdeath cellمیں سزائے موت کا صرف ایک قیدی ہونا چاہئے لیکن انہوں نےrulesکی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک ایکdeath cellمیں 12سے 17تک قیدی رکھے ہوئے ہیں۔ رولز میں یہ لکھا ہوا ہے کہ قیدی کو ٹہلائی کے لئے آدھ گھنٹہ صبح اور آدھ گھنٹہ شام کو نکالا جائے گا تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ رولزrelaxکر کے ان کی صحت اور ان کی ذہنی سطح بہتر بنانے کے لئے اس کو ٹھڑی سے نکال کر سارا دن اسی احاطہ میں رکھنے کے لئے تیار ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر:انہوں نے اس معاملے میں وضاحت کر دی ہے کہ وہ آپ کی اس بات سے متفق ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اس پر پارلیمانی سیکرٹری مہر فضل سمرا صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی تھی اور ان کے ذمے لگایا تھا کہ آپ ان تمام رولز کو دیکھیں اور جہاں جہاں رولز میں ترمیم کرنے کی ضرورت ہو ان میں ترمیم کی سفارش کریں۔ اب ان کی سفارشات آگئی ہیں اور انہوں نے سب سے زیادہ death cells میں جو سزائے موت کے قیدی ہیں ان کے بارے میں اپنی سفارشات تجویز کی ہیں کہ ان کے رولز میں ترمیم کی جائے۔ انہوں نے آج ہی مجھے بتایا کہ انہوں نے اپنی سفارشات بھجوا دی ہیں۔ ان کے ساتھ جو زیادتی ہو رہی ہے یہ آج کی گورنمنٹ نہیں کر رہی آبادی بڑھتی گئی اور کسی گورنمنٹ نے بھی اس کا کوئی سدباب نہیں کیا لیکن ہم accommodation بڑھانے کے لئے سدباب کر رہے ہیں اور رولز میں ترمیم کرنے کی بھی کوشش کر رہے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ان کو سہولیات دی جائیں۔ میں جب جیل visit پر گیا تو میں نے خود ان سے کہا کہ آپ تو یہاں بیٹھ نہیں سکتے تو سوتے کیسے ہیں؟ لیکن ہماری مجبوری یہ ہے کہ ان قیدیوں کو سزائے موت ہوئی ہے اور ہم نے ان کو death cells میں رکھنا ہے۔ جناب احسان اللہ وقاص صاحب نے جو تجویز دی ہے ہم بیٹھ کر اس پر work out کر لیتے ہیں اگر feasible ہوا تو ہم اس پر ہمدردانہ غور کریں گے۔ وفاقی وزیر قانون سے میری بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ہم کوئی ترامیم کر رہے ہیں کہ جن کو سیشن جج سزائے موت دے انھیں سزائے موت کا قیدی تصور نہ کریں جب تک عدالت کی طرف سے فائنل فیصلہ نہ آئے اس وقت تک ان قیدیوں کو ڈیتھ سیل میں نہیں رکھا جائے گا۔ اگر ایسا ہو جائے تو پھر ہم بہت سے لوگوں کو accommodate کر سکیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر:اس پر جتنی بہتری ہو سکے کرنی چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہمارے وزراء صاحبان اندازے سے جواب دیتے ہیں۔ جواب شروع کرتے ہیں کہ ہمارے جذبات بھی یہی ہیں اس کے بعد کمیٹی کو

لے آتے ہیں پھر ترامیم کو لے آتے ہیں حالانکہ ان کو پتا ہی نہیں ہوتا کہ کیا ترامیم ہو رہی ہیں۔ ایک منسٹر جو ایک اتھارٹی ہے اس کے جذبات نہیں ہوتے۔ جذبات تو ان کے ہوتے ہیں جن کا اختیار نہیں ہوتا لیکن جن کا اختیار ہوتا ہے انہوں نے حکم دینا ہوتا ہے اور عمل کروانا ہوتا ہے۔ وزیر موصوف نے جس کمیٹی اور جن ترامیم کی بات کی اس کمیٹی کی کیا سفارشات ہیں؟ اور اس اہم مسئلے پر کب تک ان لوگوں کو ریلیف دے سکتے ہیں؟ Within a week, or within a month? یہ معاملہ اتنا سادہ ہے کہ آج تمام اضلاع کی جیلوں میں کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ جیل کے آفس میں ٹی وی پڑا ہوتا ہے اور اس میں پوری جیل کی surveillance ہو رہی ہوتی ہے۔ اب تو یہ مسئلہ اتنا آسان ہو گیا ہے کہ ڈیتھ سیل میں کیمرے نصب ہوں اور چوبیس گھنٹے ان کی activities کو watch کیا جائے۔ ڈیتھ سیلز میں خطرناک قیدی ہیں تو ان کے سارے دن کی activities watch کی جا سکتی ہیں اور انھیں اس احاطہ میں پابند کر دیا جائے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میرے جذبات تو یہ ہیں لیکن تین سال سے ان کے جذبات نے ان پر کوئی affect نہیں کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: تین سال سے نہیں وہ پچھلے پچاس سال کی بات کر رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! پچھلے پچاس سالوں سے جو لوگ تھے ان کے جذبات نہیں تھے۔ آج ان کے جذبات ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ کمیٹی کی رپورٹ آ گئی ہے عنقریب اس میں ترمیم کی جائے گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ ان کو bail out کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں bail out نہیں کر رہا بلکہ انہوں نے جو وضاحت کی ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ کو یا مجھے کیسے پتا ہے کہ پہلے وزیر جیل خانہ جات کے یہ جذبات تھے یا نہیں لیکن ان کے جذبات تو ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ بات اور ہے کہ ایک وزیر جیل خانہ جات نے کہا تھا کہ میں پورے پاکستان میں جیلوں کا جال بچھا دوں گا۔

رانا ثناء اللہ خان: لیکن تین سالوں سے ان کے جذبات نے ان کو affect نہیں کیا۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں راناثناء اللہ صاحب کی بات پر کیا کہوں؟ میں اپنے جذبات کی بات کر رہا ہوں۔ جناب والا! راتوں رات یا دو سالوں میں اتنی بڑی accommodation قائم نہیں کی جاسکتی کہ تمام کو علیحدہ کر دیا جائے۔ میں نے اپنی مجبوریوں کی بھی بات کی ہے کہ جیلز overpopulated ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے جو وفاقی وزیر کے حوالے سے بات کی ہے میرے خیال میں وہ سب سے زیادہ موثر ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں اس بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تقریباً تمام سنٹرل جیلوں میں 32/32 cells زیر تعمیر ہیں، 13/14 جیلیں زیر تعمیر ہیں اور دو جیلیں مکمل ہونے والی ہیں۔ میں ان کی بات پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس حکومت کے جو جذبات ہیں ان پر action بھی کیا ہے۔ ہم نے بیرکس بڑھائی ہیں، death cells بڑھائے ہیں، نئی جیلوں پر کام شروع ہو چکا ہے۔ کوئی ایسا magic تو ہے نہیں کہ راتوں رات بلڈنگ کھڑی کر لیں۔ ہم نے انہی جذبات کو مد نظر رکھتے ہوئے جیلوں کی تعداد بڑھائی ہے۔ موجودہ جیلوں میں بیرکس بڑھائی ہیں۔ ان میں ڈیتھ سیلز بڑھائے ہیں۔ ابھی میرے دوست وقاص صاحب نے جس جیل کی بات کی ہے اس میں 32 اضافی سیل شروع کئے تھے جو تقریباً مکمل ہو چکے ہیں۔ یہیں پر دو بیرکس شروع کی تھیں جو تقریباً مکمل ہو چکی ہیں۔ ہم خالی باتیں نہیں کرتے بلکہ اپنے جذبات پر عمل بھی کرتے ہیں۔ اس وقت کم از کم بارہ ایسی جیلیں ہیں جن پر کام شروع ہو چکا ہے۔۔۔

راناثناء اللہ خان: جناب والا! میرا question definite تھا وزیر موصوف definite جواب دیں۔

وزیر جیل خانہ جات: یہ definite جواب ہے کہ ہم نے overpopulation کو ختم کرنے کے لئے بارہ جیلیں شروع کی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ بتا رہے ہیں کہ اتنے ڈیتھ سیلز بنائے ہیں۔

راناثناء اللہ خان: جناب والا! یہ definite جواب دیں کہ ان قیدیوں کو within a week, within a month or three months یا کب تک ریلیف پہنچا دیں گے؟

وزیر جیل خانہ جات: جہاں ہمارے پاس 17 ہزار قیدی رکھنے کی گنجائش تھی ہم نے اسے دو سالوں

میں بیس ہزار کر دیا ہے۔ لہذا اب ہمارے پاس بیس ہزار قیدی رکھنے کی گنجائش ہے۔ اس کے علاوہ بارہ سے چودہ جیلیں بنا رہے ہیں جن میں لیہ کی جیل پر کام شروع ہو چکا ہے، بھکر کی جیل پر کام شروع ہو چکا ہے، پاکپتن کی جیل پر کام شروع ہو چکا ہے، وہاڑی اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کی جیلیں مکمل ہو چکی ہیں۔ آپ بتائیں کہ یہ definite ہے یا اندازہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: Any how اب وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں؟

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پولیس ہاؤسنگ سوسائٹی فیصل آباد کے لئے خرید کردہ اراضی کی تحقیقات

***2834 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں پولیس ہاؤسنگ سوسائٹی کب اور کس ادارے کی جانب سے رجسٹرڈ کی گئی؟

(ب) مذکورہ ہاؤسنگ سوسائٹی کے لئے کتنا رقبہ خریدا گیا اس کی فی مرلہ اور فی کنال قیمت اب کیا ہے؟

(ج) جس علاقے میں جگہ خرید کی گئی وہاں پر زمین کی خرید کے وقت سرکاری قیمت فی مرلہ کیا تھی نیز مالک اراضی کا نام کیا تھا؟

(د) زمین کی خرید کے لئے جو پرچیز کمیٹی تشکیل دی گئی اس کے ممبران کے نام، عہدہ اور تعداد کیا تھی؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سوسائٹی کی پرچیز کمیٹی کے ممبران نے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے سرکاری فنڈز کو ذاتی مصرف میں لاتے ہوئے خورد بُرد کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پرچیز کمیٹی نے کاغذات میں زمین انتہائی مہنگے داموں خریدی جبکہ ادائیگی نہایت کم کی اور بقیہ رقم کمیٹی کے ارکان نے خورد برد کر لی ہے؟

(ز) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پرچیز کمیٹی اراکین کے خلاف سوسائٹی کی زمین کی خرید کے سلسلے وافر رقم ہضم کرنے کے الزام ہیں، مثلاً اختیارات سے تجاوز، فراڈ، دھوکہ دہی اور غبن وغیرہ کی تحقیقات ہو رہی ہے؟

(ح) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پرچیز کمیٹی کے اراکین پر قائم کردہ الزامات کی تحقیقات کب تک مکمل ہوں گی نیز کیا حکومت انکوائری کمیٹی کے نام، بلحاظ عہدہ اور دیگر کوائف سے آگاہ کرنے کو تیار ہے اور الزام کنندگان کے خلاف جرم ثابت ہونے پر سخت ترین کارروائی کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان کریں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) فیصل آباد ایجوکیشن سوسائٹی بحوالہ رجسٹریشن نمبر 209/DDSW/FSD/92 مورخہ 15-02-92 میں حکومت پنجاب نظامت معاشرتی بہبود میں رجسٹرڈ کی گئی۔ بعد ازاں اس کے نام میں ترمیم کر کے اسے "فیصل آباد پولیس ویلفیئر سوسائٹی فیصل آباد" کے نام سے موسوم کیا گیا۔

(ب) مذکورہ ہاؤسنگ سوسائٹی کے لئے کل 1676 مرلہ، 6 سرساہی رقبہ خرید کیا گیا جس کی سرکاری قیمت -/14,500 روپے فی مرلہ ہے جبکہ ملحقہ علاقوں میں قیمت خرید 30/25 ہزار روپے مرلہ ہے۔ مجوزہ جگہ سے ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر 80 ہزار سے ایک لاکھ روپیہ فی مرلہ کے حساب سے فروخت ہو رہی ہے۔

(ج) بوقت خرید جگہ کی سرکاری قیمت -/14,500 روپیہ فی مرلہ تھی۔ مالک اراضی کا نام میاں عبدالحمید پوری ولد دوست محمد پوری سکنہ مکان نمبر P-142 فیصل آباد حال مقیم 100 ماڈل ٹاؤن لاہور مختار عام منجانب طلعت ہارون زوجہ ہارون رشید مختار عام منجانب یوسف ہارون ولد ہارون رشید ہے۔

(د) فہرست ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے یہ صرف اور صرف ملازمین کو آسان اقساط پر پلاٹ کی صورت میں جگہ کامہیا کرنا تھااس میں کسی قسم کی خورد برد کا عمل دخل نہ ہے۔

(و) یہ بھی درست نہ ہے زمین بالکل صحیح قیمت پر خرید کی گئی ہے اور پرچیز کمیٹی نے کسی قسم کی رقم خورد بُرد نہ کی ہے۔

(ز) یہ بھی درست نہ ہے۔ پرچیز کمیٹی ممبران کے خلاف کسی قسم کی کوئی انکوائری نہ کی جارہی ہے۔

(ح) متعلقہ نہ ہے۔

جیلوں میں اصلاحات کے لئے کمیشنز کی سفارشات اور عملدرآمد کی تفصیل

*2076 سید احسان اللہ وقاص: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جیل خانہ جات کی اصلاح کے لئے 1967 سے آج تک مختلف کمیشن بنائے گئے؟

(ب) کیاحکومت وضاحت کرے گی کہ ان تمام کمیشنز / کمیٹیز کی سفارشات کے مشترک نکات کیا تھے اور اس میں کتنے نکات / سفارشات پر عملدرآمد کیا گیا؟

(ج) کیااس وقت بھی جیلوں کی اصلاح اور سفارشات کے لئے کوئی کمیشن / کمیٹی موجود ہے اگر ہے تو اس کے ارکان کون ہیں اور کیاحکومت کوئی ایسی کمیٹی بنانے کاارادہ رکھتی ہے، جو سابقہ تمام کمیشنز/ کمیٹیز کی سفارشات پر عمل درآمد کا جائزہ لے اور سفارشات پر عمل درآمد یقینی بنائے؟

وزیر جیل خانہ جات

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔ مختلف کمیشن جو کہ تشکیل دیئے گئے ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام کمیشنز کی مشترکہ سفارشات میں اسیران کی فلاح و بہبود واہلکاروں کی فلاح و بہبود کے منصوبے شامل تھے، لیکن مالی دشواریوں کی وجہ سے عملدرآمد نہ ہو سکاتاہم موجودہ حکومت نے ایک پریژن ریفارم کمیٹی تشکیل دی ہے جس کا اجلاس مورخہ 10۔اپریل 2003 کو منعقد ہوا، جس کی سفارشات پر مرحلہ وار عملدرآمد کیا جارہا ہے۔

(ج) حال ہی میں موجودہ حکومت نے ایک ریفارمز کمیٹی تشکیل دی ہے، جس کے ارکان اور دائرہ اختیار کا تعین کر دیا گیا ہے۔ تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ کمیٹی کا پہلا اجلاس 10-04-2003 کو منعقد ہوا جس کی سفارشات پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔

نان گزیٹڈ ملازمین اور عام شہری کے لئے اسلحہ کی سہولت کا اجراء

*2868 محترمہ ثمینہ نوید: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب صرف کلاس 1 آفیسر، ٹیکس گزار فرد اور وی۔آئی۔پی اشخاص کو اسلحہ لائسنس جاری کرتی ہے جبکہ عوام الناس اور نان گزیٹڈ ملازمین کو محروم کر دیا گیا ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام الناس اور نان گزیٹڈ ملازمین کو بھی اسلحہ لائسنس جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) حکومت پنجاب وفاقی حکومت کی پالیسی اور احکامات نمبری NO.5-1/03(ARMS) مورخہ 18- جولائی 2002 کے مطابق انکم ٹیکس / زرعی ٹیکس گزار سول آفیسر گریڈ 17 یا اس سے بہتر افسران ڈاکٹر، انجنیئر اور وکلاء حضرات کو اسلحہ لائسنس جاری کئے جاتے ہیں۔

(ب) مندرجہ بالا اشخاص کے علاوہ دیگر عام شہریوں کو وزارت داخلہ اسلحہ لائسنس جاری کرتی ہے۔

صوبہ میں جیلوں، گنجائش، موجودہ تعداد اور نئی جیلوں کی تعمیر کی تفصیلات

*3433 رانا تجمل حسین: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں جیلوں کی تعداد، پرانی اور نئی جیلیں جو 1990 کے بعد تعمیر کی گئی ہیں۔ الگ الگ تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کی تمام جیلوں میں گنجائش سے زائد قیدی مقید ہیں۔ ہر جیل کی الگ الگ تفصیل بتائی جائے ؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے مزید نئی جیلیں تعمیر کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ کتنی زیر تعمیر ہیں اور یہ منصوبہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے قیدیوں کی فلاح و بہبود اور تعلیم و تربیت کے چند پروگرام بنا رکھے ہیں تو یہ کون کون سے پروگرام ہیں۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے ؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ جیل میں مقید افراد کو کھانا بھی دیا جاتا ہے۔ کھانے کے مینو اور شیڈول سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟ نیز قیدیوں کو علاج معالجہ کی کون کون سی سہولیات میسر ہیں ؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ قیدیوں اور جیل کی دیکھ بھال کے لئے ہر جیل میں عملہ متعین کیا گیا ہے ؟

(ز) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں ؟

وزیر جیل خانہ جات

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت 30جیلیں موجود ہیں۔ ان کی جیل وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ اس وقت پنجاب کی جیلوں میں گنجائش سے زائد قیدی مقید ہیں۔ جیل وار تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں یہ درست ہے کہ حکومت جیلوں میں قیدیوں کی تعداد گنجائش کے مطابق کرنے کے لئے مختلف اقدامات اٹھا رہی ہے۔ نئے گیارہ اضلاع میں نئی جیلیں تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں جبکہ مندرجہ ذیل اضلاع میں جیلیں بنانے کے لئے سکیم کو سالانہ ترقیاتی منصوبہ 2003-04 میں شامل کر لیا گیا ہے۔

i۔ ڈسٹرکٹ جیل، لیہ مبلغ 172.134 ملین روپے

ii۔ ڈسٹرکٹ جیل، بھکر مبلغ 155.00 ملین روپے

iii۔ ڈسٹرکٹ جیل،اوکاڑہ مبلغ203.380ملین روپے

Iv۔ ڈسٹرکٹ جیل، پاکپتن مبلغ198.996ملین روپے

اس کے علاوہ خواتین کی دو نئی جیلوں، بچوں کی ایک جیل اور ایک سنٹرل جیل کی تعمیر کے لئے بھی ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں، جبکہ حکومت پنجاب نے Access to Justices Programme کے تحت مبلغ303.789 ملین مختص کئے ہیں اور تعمیر شروع ہے، تفصیل ضمیمہ (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اسیران کو مفید شہری بنانے کے لئے اپنی مدد آپ کے تحت مختلف جیلوں میں ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پروگرام شروع کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ گورنر پنجاب کی خصوصی دلچسپی سے زنانہ جیل ملتان میں ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ (VTI) کا منصوبہ تقریباً-/22,95,850روپے کی لاگت سے مکمل کیا گیا ہے جس میں بیک وقت 100 خواتین اسیران کو ٹریننگ دی جا رہی ہے۔

نمبر شمار	نام ٹریڈ	تعداد اسیران
1۔	سکن کیئر /ہیئر کٹنگ	20عدد
2۔	لٹریسی پروگرام	40عدد
3۔	ایمبرائیڈری کورس	20عدد
4۔	ڈریس میکنگ	20عدد

بورسٹل جیل فیصل آباد میں ووکیشنل ٹریننگ کے علاوہ میٹرک تک سکول کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ چنیوٹ ایجوکیشنل سکالرشپ اس سلسلہ میں تمام اخراجات برداشت کرے گا۔ اس طرح ویمن ایڈ ٹرسٹ (WAT) نے سنٹرل جیل راولپنڈی میں ایک ٹیلرنگ ٹریننگ سنٹر قائم کیا ہے۔ جہاں نو عمر قیدیوں کو ٹریننگ دی جاتی ہے جبکہ دنیاوی و دینی تعلیم کے حصول کے بعد جو اسیران ان میں کامیابی حاصل کر لیتے ہیں انہیں قوانین کے مطابق تعلیمی معافی دی جاتی ہے۔ تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مندرجہ بالا اقدامات کے علاوہ غیر سرکاری فلاحی تنظیمیں بھی اسیران کی اصلاح کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ اس سلسلہ میں سپرنٹنڈنٹ صاحبان کو ہدایات دی جا چکی ہیں کہ وہ ان سے رابطہ کر کے تعاون حاصل کریں اور اسیران کی فلاح و بہبود کے سلسلہ میں

ضروری سہولیات مہیا کریں۔ حال ہی میں غیر سرکاری تنظیموں کے تعاون سے لاکھوں روپے ادا کر کے بہت سے اسیران رہا کرائے گئے۔ سینکڑوں غریب اسیران کو کپڑے اور استعمال کی ضروری اشیاء مہیا کی گئی ہیں۔

(ہ) حکومت کی خصوصی دلچسپی کی وجہ سے جیل میں مقید افراد کو کھانے کی اشیاء کی مقدار بڑھانے کے لئے جیل رولز میں ترامیم کر دی ہیں۔ جس کی تفصیل ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ اسیران کے علاج و معالجہ کے لئے حکومت پنجاب نے مندرجہ ذیل سہولیات فراہم کی ہیں۔

نمبر شمار	کل تعداد عملہ	کیفیت
1	40 میڈیکل افسر	بڑی جیلوں میں دو اور چھوٹی جیلوں میں ایک میڈیکل افسر تعینات ہوتے ہیں۔
2	49 ڈسپنسرز	بڑی جیلوں میں 3/2 اور چھوٹی جیلوں میں ایک ڈسپنسر تعینات ہوتے ہیں۔
3	49 نرسنگ اردلی	ہر جیل میں 2 نرسنگ اردلی موجود ہیں۔
4	60 ٹیکنیشن	صرف بڑی جیلوں میں ٹیکنیشن تعینات ہیں۔

جیسا کہ جیلوں میں موجود تعداد مقررہ گنجائش سے تقریباً 3 گنا زائد ہے اس لئے حفظان صحت اور صفائی کے سلسلہ میں خصوصی اقدامات کئے ہیں جن میں جیل ہسپتال میں ٹائلز اور کچن میں گلیز و ٹائلز کی تنصیب شامل ہے علاوہ ازیں تمام جیلوں میں وائٹ واشنگ مکمل کی گئی ہے۔

(و) جی ہاں یہ درست ہے کہ قیدیوں اور جیل کی دیکھ بھال کے لئے ہر جیل میں عملہ متعین کیا گیا ہے جس کی تفصیل ضمیمہ (ز) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی۔

(ز) مندرجہ بالا جز میں کئے گئے استفسار میں جز (الف) سے لے کر (و) تک تفصیلی جواب اثبات میں ہے اور حکومت مذکورہ مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور مرحلہ وار ان کو پایہ تکمیل تک پہنچا رہی ہے۔

گوجرانوالہ میں خواتین پولیس سٹیشن کا قیام

*2915 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

کیااس وقت ضلع گوجرانوالہ میں کوئی خواتین پولیس سٹیشن کام کر رہاہے اگر کر رہاہے تو کس جگہ پراوراس سٹیشن میں تعینات عملہ کی تعداداور عہدے بیان کئے جائیں اگر کوئی سٹیشن کام نہیں کر رہاتو کیاحکومت گوجرانوالہ ضلع میں خواتین کے لئے کوئی پولیس سٹیشن قائم کرنے کاارادہ رکھتی ہے۔ توکب تک، نہیں تووجوہات کیاہیں؟

وزیراعلیٰ:

اس وقت ضلع گوجرانوالہ میں خواتین کاکوئی بھی پولیس سٹیشن قائم نہ ہے۔ جس کے قیام کے لئے حکومت کو تحرک کیاگیاہے۔ جس کے متعلق کارروائی جاری ہے۔

فیکٹریوں میں کام کرنے والے قیدیوں کے معاوضہ کاتعین اور طریقہ ادائیگی

*3520 محترمہ فرزانہ راجہ: کیاوزیرجیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ مختلف قسم کی قید کاٹنے والے قیدیوں سے مختلف فیکٹریوں میں کام لیاجاتاہے؟

(ب) اگر جز بالاکاجواب اثبات میں ہے تو کیاان کو کام کرنے کامعاوضہ دیاجاتاہے۔ اگر ہاں تو کب اور کیسے دیاجاتاہے؟

وزیرجیل خانہ جات:

(الف) یہ بات درست ہے کہ مختلف قسم کی قید بسر کرنے والے قیدیوں سے مختلف کام لئے جاتے ہیں چونکہ اسیران کو تعزیرات پاکستان کے تحت قید بامشقت کی سزا عدالتوں کی جانب سے دی گئی ہوتی ہے جس پر عملدرآمد کروانے کامحکمہ جیل خانہ جات پابند ہوتا ہے۔

(ب) اس ضمن میں وضاحت ہے کہ جیلوں کی مختلف فیکٹریوں میں کام کرنے والے قیدیوں کو کوئی معاوضہ نہیں دیاجاتاکیونکہ ان کی قید بامشقت ہوتی ہے۔ لیکن سنٹرل جیل، لاہور، فیصل آباد میں قالین سازی اور ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں فٹبال سینے کاکام پرائیویٹ فرموں کو ٹھیکہ پر دیاگیاہے۔ یہ قیدی زیادہ تر ناخواندہ یانیم خواندہ ہوتے ہیں۔ نیز یہ قالین بافی کے ہنر سے اور دیگر صنعتی کاموں سے نابلد ہوتے ہیں۔ اس لئے ٹھیکیدار پہلے

انہیں کام سکھاتے ہیں۔ یہ کام سیکھنا ان کے لئے آئندہ زندگی میں فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ ٹھیکیدار قیدی کو ٹھیکے کی رقم کے علاوہ یومیہ 10 روپے فی قیدی incentive moneyبمطابق قواعد دیتے ہیں مزید برآں اس مشقت کے عوض پاکستان پریزن رولز کے مطابق سزا میں معافی بھی دی جاتی ہے۔ دراصل پاکستان پریزن رولز 810 کے مطابق ٹریننگ کا مقصد اصلاح اسیران ہے تاکہ وہ رہائی کے بعد مفید شہری بن سکے۔

ضلع شیخوپورہ میں قتل و دیگر وارداتوں اور پولیس مقابلوں کی تفصیلات اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*3392 میاں خالد محمود: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع شیخوپورہ میں سال 2000 سے اکتوبر 2003 تک قتل اور ڈکیتی کی کتنی وارداتیں ہوئیں، کتنے مقدمے رجسٹرڈ ہوئے اور اب تک کتنے مقدموں کے چالان عدالتوں میں پیش ہو چکے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں دوسرے اضلاع سے زیادہ ڈکیتی اور قتل جیسے جرائم ہوتے ہیں؟

(ج) ضلع شیخوپورہ میں سال 2000 سے اکتوبر 2003 تک کتنے پولیس مقابلے ہوئے اور ان میں کتنے پولیس والے شہید ہوئے اور کتنے ڈاکو مارے گئے، پولیس اہلکاروں کے پسماندگان کو حکومت کی طرف سے کیا سہولتیں اور امداد دی گئی ہے۔ تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(د) حکومت شیخوپورہ میں جرائم کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) سال 2000 سے اکتوبر 2003 تک قتل کے 1497 اور ڈکیتی کے 1497 مقدمات درج ہوئے ان میں سے قتل کے 1370 ڈکیتی کے 1162 مقدمات چالان عدالت ہو چکے ہیں۔

(ب) دیگر اضلاع کے کرائم فگرز کے موازنہ سے نسبتاً جرم زیادہ نہ ہے۔

(ج) سال2000 سے اکتوبر2003 تک ضلع ہذا میں کل68پولیس مقابلے ہوئے جن میں8 پولیس والے شہید ہوئے اور41ملزمان مارے گئے۔ پولیس پسماندگان کو حکومت کی طرف سے3لاکھ روپے بطور امداد دی جاتی ہے اور شہید کے بچوں کو پولیس میں بھرتی کیا جاتا ہے۔

(د) شیخوپورہ میں ہر ممکن طریقہ سے جرائم کی روک تھام کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

1۔ گشت میں اضافہ کیا گیا ہے۔
2۔ 2گزٹیڈ آفیسر روزانہ ساری رات کے لئے گشت کرتے ہیں
3۔ دیہاتوں میں ٹھیکری پہرے کا بندوبست کیا گیا ہے۔
4۔ لنک روڈوں پر موٹر سائیکل گشت کا انتظام کیا گیا ہے۔
5۔ بسوں میں باقاعدگی سے گن مینوں کی چیکنگ کی جاتی ہے۔
6۔ وقتاً فوقتاً مشکوک گاڑیوں اور موٹر سائیکل سواروں کی چیکنگ کی جاتی ہے۔
7۔ کمرشل ایریا میں مختلف اوقات میں پکٹ ہائے لگائی جاتی ہیں۔
8۔ بازاروں میں پیدل گشت کا بندوبست کیا جاتا ہے۔
9۔ ٹیکسی سٹینڈز پر منیجر حضرات کو تنبیہ کی گئی ہے کہ کرائے پر کاریں لینے والوں کا شناختی کارڈ لیا جائے اور نوٹ کیا جائے۔
10۔ بنک، منی چینجر، پٹرول پمپوں کی سیکورٹی بذریعہ باقاعدہ گشت کی جاتی ہے۔
11۔ تمام بڑی شاہراؤں پر تمام رات مسلح جوان سرکاری گاڑی میں گشت کرتے ہیں۔

قیدیوں کے لئے ٹیلی فون کارڈ کی سہولت کا اجراء

*3521 محترمہ فرزانہ راجہ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
کیا حکومت صوبہ میں قید کئے گئے افراد کو ٹیلی فون کارڈ کی سہولت دینے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات:

حکومت پنجاب جیل میں مقید اسیران کو ٹیلی فون کی سہولت دینے کا فی الحال کوئی ارادہ نہیں رکھتی ہے، البتہ خط و کتابت کی کافی سہولت دی گئی ہے کیونکہ ٹیلی فون کی سہولت جیل کے نظم وضبط اور سکیورٹی کے نقطہ نظر سے مناسب نہ ہے۔

ضلع فیصل آباد میں پولیس آفیسر زودیگر ملازمین کی تفصیل

*3454 محترمہ نور النساء ملک: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں پولیس افسران کی تعداد مع نام، عہدہ وسکیل بتائی جائے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں انسپکٹر، سب انسپکٹر اور اسسٹنٹ سب انسپکٹر کی تعداد بتائی جائے نیز موجودہ عرصہ تعیناتی بھی تحریر کیا جائے؟

(ج) ضلع بھر میں کانسٹیبلان کی تعداد کیا ہے تھانہ وائز الگ الگ تفصیل بتائی جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ کانسٹیبلان کی موجودہ تعداد آبادی کے لحاظ سے پوری نہ ہے؟

(ہ) اگر جز(د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام کی جان و مال کی حفاظت کے لئے مزید بھرتی کرنے کو تیار ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) ضلع فیصل آباد میں پولیس افسران کی تعداد 15 ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ کیپٹن (ر) محمد امین ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر (سکیل 19)
2۔ اسامہ ممتاز ایس پی صدر (سکیل 18)
3۔ عبداللہ خالد ایس پی تفتیشی سٹاف (سکیل 18)
4۔ اے ایس پی سول لائن محمد نعیم شیخ (سکیل 17)
5۔ چودھری مشتاق ڈی ایس پی انوسٹی گیشن (سکیل 17)
6۔ امتیاز احمد چیمہ ڈی ایس پی انوسٹی گیشن (سکیل 17)
7۔ محمد جمیل ڈی ایس پی پیپلز کالونی (سکیل 17)
8۔ طاہر مقصود ڈی ایس پی گلبرگ (سکیل 17)
9۔ الطاف حسین شاہ ڈی ایس پی انوسٹی گیشن (سکیل 17)
10۔ اعجاز احمد خان اے ایس پی جڑانوالہ (سکیل 17)
11۔ رانا مسرور احمد ڈی ایس پی سمندری (سکیل 17)
12۔ میر واعظ اے ایس پی صدر (سکیل 17)
13۔ میاں منصور احمد ڈی ایس پی ہیڈ کوارٹر (سکیل 17)
14۔ راؤ سلیم اختر ڈی ایس پی تاندلیانوالہ (سکیل 17)
15۔ حق داد اللہ ڈی ایس پی لیگل (سکیل 17)

(ب) ضلع ہذا میں 76۔انسپکٹر، 277 سب انسپکٹر، 370 اسسٹنٹ، سب انسپکٹر تعینات ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع فیصل آباد میں 4462 کانسٹیبلان تعینات ہیں اور ان کی تھانہ وار تفصیل ذیل ہے۔

1۔	تھانہ کوتوالی	76	2۔	تھانہ ریل بازار	79
3۔	تھانہ سول لائن	110	4۔	تھانہ سرگودھا روڈ	123
5۔	تھانہ نشاط آباد	133	6۔	تھانہ گلبرگ	92
7۔	تھانہ جھنگ بازار	105	8۔	تھانہ فیکٹری ایریا	118
9۔	تھانہ غلام محمد آباد	143	10۔	تھانہ پیپلز کالونی	150
11۔	تھانہ بٹالہ کالونی	99	12۔	تھانہ ڈی ٹائپ کالونی	114
13۔	تھانہ صدر	115	14۔	تھانہ ڈجکوٹ	52
15۔	تھانہ چک جھمرہ	123	16۔	تھانہ ٹھیکریوالہ	77
17۔	تھانہ جڑانوالہ	119	18۔	تھانہ لنڈیانوالہ	57
19۔	تھانہ ستیانہ	81	20۔	تھانہ کھرڑیانوالہ	93
21۔	تھانہ سٹی سمندری	57	22۔	تھانہ صدر سمندری	74
23۔	تھانہ ترکھانی	40	24۔	تھانہ تاندلیانوالہ	105
25۔	تھانہ بالک	61	26۔	تھانہ گڑھ	33
27۔	تھانہ ماموں کانجن	42			

(د) یہ درست ہے کہ کانسٹیبلان کی موجودہ تعداد آبادی کے لحاظ سے پوری نہ ہے۔

(ہ) سوال ہذا متعلقہ حکومت ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ۔ڈیوٹی پر موجود اہلکاران کے رویے کی تفصیل اور جیل میں منشیات کی صورتحال

*3552 محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں ڈیوٹی پر موجود اہلکار رشوت کے عوض قیدیوں کی ملاقات میں آنے والے سامان کو بغیر چیک کئے جیل میں لے جانے دیتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جیل میں منشیات کا دھندہ ہوتا ہے؟

(ج) کیا کبھی کسی پولیس اہلکار کو اس سلسلے میں سزا ہوئی؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) اس ضمن میں وضاحت ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں اسیران کی ملاقات کے لئے انہیں سامان دینے کے لئے کسی قسم کی رشوت نہیں لی جاتی اور تمام سامان باقاعدہ چیک کرنے کے بعد جیل کے متذکرہ اسیران کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

(ب) جی نہیں۔یہ سراسر الزام ہے۔

(ج) جی ہاں۔وارڈر سجاد حسین رنگے ہاتھوں چرس جیل کے اندر سمگل کرتا پکڑا گیا تھا جس کے قبضے سے 275 گرام چرس برآمد ہوئی تھی۔ اس کے خلاف فی الفور تھانہ بی ڈویژن شیخوپورہ میں پرچہ درج کروایا گیا۔آج کل وہ شیخوپورہ جیل میں بند ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے خلاف محکمہ جاتی تادیبی کارروائی پنجاب ریمول فرام سروس (سپیشل پاورز) آرڈیننس 2000 کے تحت عمل میں لائی جا رہی ہے۔

ضلع گجرات۔قتل،اغواء،پولیس مقابلوں اور دیگر وارداتوں کی تفصیلات

*3504 جناب تنویر اشرف کائرہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات میں سال 1999 سے اکتوبر 2003 تک قتل،اغواء، ڈکیتی، چوری، زناء اور فراڈ کی کتنی وارداتیں ہوئیں اور کتنے مقدمے درج ہوئے اور اب تک کتنے مقدموں کے چالان عدالتوں میں پیش کئے جا چکے ہیں۔ تھانہ وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) سال 1999 سے اکتوبر 2003 تک مذکورہ ضلع میں کتنے پولیس ملازمین معطل اور کتنے ملازمین کو برطرف کیا گیا۔ تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) ضلع گجرات میں سال 1999 سے آج تک کتنے پولیس مقابلے ہوئے اور ان مقابلوں میں کتنے پولیس والے شہید ہوئے اور کتنے ڈاکو مارے گئے۔ شہید ہونے والے پولیس ملازمین کے پسماندگان کو حکومت نے کیا سہولتیں مہیا کی ہیں؟ تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ:

(الف) ضلع گجرات کے مطلوبہ کوائف ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران ملازمین پولیس 15 انسپکٹر، 81 سب انسپکٹر، 143 اسسٹنٹ سب انسپکٹرز، 71 ہیڈ کانسٹیبلان، 208 کانسٹیبلان معطل ہوئے اور 5 انسپکٹر، 18 سب انسپکٹر، 33 اسسٹنٹ سب انسپکٹر، 20 ہیڈ کانسٹیبلان، 201 کانسٹیبلان برطرف ہوئے۔

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع ہذا میں 40 پولیس مقابلے ہوئے اور 11 پولیس ملازمین شہید ہوئے۔ 39 مجرمان اشتہاری دوران پولیس مقابلہ ہلاک ہوئے اور شہداء پولیس ملازمین کے ورثاء کو ہر ماہ تنخواہ تقسیم کی جاتی ہے۔ شہداء کے بچوں کو محکمہ میں ملازمت فراہم کی جاچکی ہے۔

قانون کمسن مجرمان کے ناجائز استعمال اور حکومتی کارروائی کی تفصیل

*3587 راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی مختلف جیلوں سے Juvenile offender Act کی آڑ میں 11 قیدیوں کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل کرتے ہوئے جیل حکام کی ملی بھگت سے رہا کر دیئے گئے ہیں حالانکہ یہ قیدی اس قانون کے تحت رعایت کے مستحق نہ تھے؟

(ب) حکومت نے ان واقعات میں ملوث سپرنٹنڈنٹ و دیگر حکام کے خلاف کیا اقدامات کئے۔ اگر کوئی انکوائری عمل میں لائی گئی ہے تو اس کی کیا رپورٹ ہے؟

(ج) کیا مذکورہ رہائی پانے والے 11 قیدیوں کے معاملات عدالت عالیہ یا عدالت عظمیٰ میں بھی زیر سماعت تھے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ صرف وہی کمسن اسیران جن کی عمر بوقت ارتکاب جرم 18 سال سے کم پائی گئی اور ان کی اپیلیں عدالت عظمیٰ سے بھی خارج ہو چکی تھیں ان کو صدر پاکستان

کے حکم مجریہ 01-12-3 کی تعمیل میں خصوصی معافی دی گئی اور مندرجہ ذیل اسیران کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل کر دی گئی۔

1۔	شیر خان ولد فتح خان	سنٹرل جیل راولپنڈی
2۔	خوشحال ولد حاجی جلال دین	سنٹرل جیل راولپنڈی
3۔	روٗف ولد تیمور	سنٹرل جیل راولپنڈی
4 ۔	آصف ولد نیاز	ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد
5۔	محمد خلیل ولد عطار	سنٹرل جیل راولپنڈی
6 ۔	اخلاق احمد ولد جانداد	سنٹرل جیل راولپنڈی
7۔	مشتاق ولد محمد صدیق	سنٹرل جیل ساہیوال
8۔	پرویز ولد طفیل	سنٹرل جیل لاہور

تاہم ایک قیدی مسمی شیر خان ولد فتح خان کی اپیل سپریم کورٹ میں زیر سماعت تھی، جس پر عدالت عظمیٰ نے متعلقہ سپرنٹنڈنٹ جیل کے خلاف کارروائی کا حکم دیا جبکہ قیدی مذکورہ مسمی شیر خان ولد فتح محمد کی اپیل بھی عدالت میں زیر سماعت ہے اور اسے تافیصلہ اپیل گرفتار کر کے سنٹرل جیل راولپنڈی میں بند کر دیا گیا ہے۔

(ب) ۔ایضاً

(ج) ۔ایضاً

پی پی۔112 گجرات۔پولیس سٹاف کی منظور شدہ اور موجودہ اسامیوں کی تعداد

*3505 جناب تنویر اشرف کائرہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔112 گجرات کے تھانوں میں انسپکٹرز، سب انسپکٹرز، اسسٹنٹ سب انسپکٹرز، ہیڈ کانسٹیبلز اور کانسٹیبلز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے اور اس وقت موجود نفری کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ نفری منظور شدہ اسامیوں کی تعداد سے کم ہے۔اگر ہاں تو کیا حکومت اس کمی کو دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) حلقہ پی پی۔112 گجرات میں تھانہ سٹی لالہ موسیٰ مکمل شامل ہے۔اس کے علاوہ تھانہ صدر لالہ موسیٰ کے 56 پولنگ سٹیشنوں میں سے 43 شامل ہیں۔ تھانہ ککرالی کے 74 میں سے 9 تھانہ کھاریاں کے 108 میں سے 9 تھانہ صدر گجرات کے 75 میں سے 19، تھانہ کنجاہ کے 97 میں سے 11 اور تھانہ سول لائن کے 65 میں سے ایک پولنگ سٹیشن شامل ہے۔ تفصیل نفری تھانہ جات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ موجودہ نفری منظور شدہ اسامیوں کی تعداد سے کم ہے جس کو پورا کرنے کے لئے کئی بار افسران بالا کو تحریر کیا جا چکا ہے۔

مذہبی فرائض کی مثالی بجاآوری پر اقلیتی قیدیوں کے لئے قید میں رعایت

*3627 جناب نوید عامر: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہر ماہ رمضان المبارک کی خوشی میں تمام مسلمان قیدیوں کو روزے رکھنے پر قید میں رعایت دی جاتی ہے؟

(ب) کیا اقلیتی قیدیوں کو بھی ان کے مذہب کے مطابق روزے رکھنے پر قید میں رعایت دی جاتی ہے؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت اقلیتی قیدیوں کو بھی ان کے مذہبی فرائض کی بجاآوری پر قید میں رعایت دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) رمضان المبارک میں قیدیوں کو روزہ رکھنے پر قید میں معافی کے سلسلے میں کوئی قانون نہ ہے تاہم عید کے موقع پر حکومت پاکستان قیدیوں کے لئے معافی کا اعلان کرتی ہے جس سے کثیر تعداد میں اسیران مستفید ہوتے ہیں۔

(ب) اقلیتی قیدیوں کو بھی مسلمان اسیران کی طرح روزے رکھنے پر قید میں رعایت نہیں دی جاتی ہے تاہم حکومت پاکستان کی طرف سے عید کے موقع پر جو معافی ملتی ہے اس کا اطلاق اقلیتی قیدیوں پر بھی ہوتا ہے۔

(ج) اقلیتی قیدیوں کو بھی بائبل اور گیتا کی تعلیم حاصل کرنے پر قید میں رعایت دیئے جانے کی سفارش ہوم ڈیپارٹمنٹ کو بھیجی جا چکی ہے۔ جیل مینوئل میں ضروری ترامیم کے بعد جس طرح مسلمان قیدیوں کو تعلیم القرآن کورسز پاس کرنے پر قید میں رعایت دی جاتی ہے بالکل اسی طرح بائبل اور گیتا کے کورسز پاس کرنے پر رعایت مل سکے گی۔ سفارش کردہ چٹھی کی کاپی ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجرانوالہ اکتوبر 2002 تا اکتوبر 2003 درج
مقدمات کی تمام تفصیلات

*3518 چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

یکم اکتوبر 2002 سے 31۔اکتوبر 2003 تک ضلع گوجرانوالہ میں قتل، اقدام قتل، چوری، ڈکیتی، راہزنی، زناء بالجبر، اغواء، اغواء برائے تاوان اور دیگر جرائم کے کل کتنے مقدمات درج ہوئے، نامزد ملزمان میں سے کتنے گرفتار کئے، کتنے مفرور/اشتہاری ہیں۔ کتنے ملزمان کو چالان کیا گیا اور کتنے ملزمان کو کتنی کتنی سزا ہوئی۔ مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

یکم اکتوبر 2002 سے 31۔اکتوبر 2003 تک ضلع گوجرانوالہ میں قتل کے 304، اقدام قتل 399، چوری 1495، ڈکیتی 78، راہزنی 696، زنا بالجبر 122، اغواء 248، اغواء برائے تاوان 7 اور دیگر جرائم کے 9888 مقدمات درج ہوئے۔ نامزد ملزمان میں سے 13414 ملزمان گرفتار ہوئے، 388 ملزمان مفرور اشتہاری ہیں۔ 13752 ملزمان کے چالان مجاز عدالت میں دائر کئے گئے اور 228 ملزمان کو سزا ہوئی۔ جن کی تفصیل ذیل ہے۔

سزائے موت	11 ملزمان
عمر قید	7 ملزمان
دس یا دس سال سے زائد	9 ملزمان
پانچ سال سے دس سال تک	19 ملزمان
تین سال سے پانچ سال تک	19 ملزمان

ایک سال سے تین سال تک	33ملزمان
چھ ماہ سے ایک سال تک	41ملزمان
ایک ماہ سے چھ ماہ تک	91ملزمان

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ۔قیدیوں کی تعداد، گنجائش، سہولیات اور دیگر متعلقہ تفاصیل

*3774 **میاں خالد محمود:** کیاوزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں اس وقت کتنے قیدی ہیں اور گنجائش سے کتنے قیدی زیادہ رکھے گئے ہیں؟

(ب) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں قیدیوں کو جیل کے قواعد کے مطابق کیا کیا سہولتیں میسر ہیں؟

(ج) سال2000 سے2003 کے دوران ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ کی انتظامیہ کو قیدیوں کی خوراک، لباس، رہائش اور علاج معالجہ کے لئے کتنے فنڈ دیئے گئے اور کیا فنڈز وقت مقرر پر خرچ کئے گئے ہر سال کی الگ الگ تفصیل بتائی جائے؟

(د) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں کل کتنا عملہ تعینات ہے۔ نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی بتایا جائے؟

(ہ) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں مزید بیرکوں کی تعمیر کے لئے گزشتہ تین سالوں میں کتنے فنڈز کا مطالبہ کیا گیااور کتنے فنڈز مہیا کئے گئے۔ تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں590 اسیران کی گنجائش ہے جب کہ اس وقت جیل ہذا میں1867 اسیران ہیں اور اس طرح1277 اسیران گنجائش سے زیادہ رکھے گئے ہیں۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں جیل قوانین کے مطابق تمام سہولتیں میسر ہیں۔ جن میں ملاقات، خوراک، لباس اور ادویات کی فراہمی شامل ہے۔

(ج) دوران سال2000تا2003 خرچہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

مد بجٹ	2002-03	2001-02	2000-01	ریمارکس
خوراک	97,69,146	84,83,240	67,17,516	
لباس		2,55,708	180581	مبلغ 63ملین کے بقایا جات بابت ملبوسات و پارچہ جات اسیران محکمہ خزانہ نے ابھی تک فراہم نہیں کئے۔
ادویات	341970	262147	357168	-
ورکس ومرمت وغیرہ	79500	255000	52400	-

(د) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں کل عملہ کی تعداد235 ملازمین پر مشتمل ہے۔ جن کی تفصیل ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں بیرکوں کی تعمیر کے لئے گزشتہ تین سالوں میں ڈویلپمنٹ فنڈز جن کا مطالبہ کیا گیااور جو مہیا کئے گئے کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

سال	نام منصوبہ	مطالبہ فنڈز	جو مہیا کئے گئے
2002-03	2نمبر اضافی بیرکس	6.351ملین روپے	2.500ملین روپے
2003-04	۔ایضاً۔	6.351ملین روپے	6.351ملین روپے
2004-05	۔ایضاً۔	9.649ملین روپے	6.351ملین روپے

صوبہ میں CSPاور رینکر DPOsکے کوٹااور تعیناتی کی تفصیل

*3530رانا آفتاب احمد خان: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب کے کن کن اضلاع میں ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر (C.S.P (D.P.O اپنے فرائض منصبی سرانجام دے رہے ہیں اور کتنے ایسے ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر ہیں جو رینکر زہیں ہر ضلع کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل مع گریڈ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیاپنجاب میں C.S.Pاور رینکرز DPOsاپنے اپنے کوٹا کے مطابق تعینات ہیں۔ اگر ہاں تو تفصیل سے بیان کیا جائے؟

وزیراعلیٰ:

(الف) پنجاب کے 25اضلاع میںCSP آفیسر زاپنے فرائض منصبی سرانجام دے رہے ہیں جبکہ 8اضلاع میں رینکرزپولیس آفیسر زاپنے فرائض منصبی سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کی تفصیل ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ واضح ہو کہ پی ایس پی اور صوبائی آفیسران کی بطور ضلعی پولیس آفیسر تعیناتی کا کوئی کوٹا مقرر نہ ہے۔

گوجرنوالہ، سنٹرل جیل۔ قیدیوں کی گنجائش، کھانے کی سہولت و خرچہ اور دیگر تفاصیل

*3885 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) اور چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت گوجرانوالہ سنٹرل جیل میں کتنے قیدیوں کی گنجائش ہے اور کتنے قیدی جیل میں بند ہیں؟

(ب) کتنے قیدیوں کو جیل سے کھانا فراہم کیا جاتا ہے، کھانے میں کیا دیا جاتا ہے اور اس پر ماہوار کتنا خرچہ آتا ہے۔ کتنے قیدیوں کو گھر سے کھانا منگوانے کی سہولت حاصل ہے؟

(ج) کیا حکومت پنجاب گوجرانوالہ سنٹرل جیل میں گنجائش سے زیادہ قیدی ہونے کی بناء پر گوجرانوالہ میں کوئی ڈسٹرکٹ جیل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں 913 قیدی رکھنے کی گنجائش ہے جبکہ اس وقت سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں 3701 قیدی اور حوالاتی بند ہیں۔

(ب) 3695 قیدی و حوالاتیاں کو جیل سے کھانا فراہم کیا جاتا ہے اور کھانے میں چائے، روٹی، گوشت بڑا، مرغی، آلو انڈے، سبزی، سیاہ چنے، دال چنا، دال ماش، دال مونگ، دال مسور، کھجوریں، پلاؤ اور زردہ چاول مقرر کردہ سکیل کے مطابق فراہم کی جاتی ہیں جبکہ ماہوار خرچ مبلغ چھبیس لاکھ ساٹھ ہزار چار سو روپے آتا ہے اور صرف چھ اسیران نے گھر سے کھانا منگوانے کی اجازت طلب کی ہے جو کہ دے دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں۔ حکومت پنجاب موجودہ سنٹرل جیل کو ڈسٹرکٹ جیل میں تبدیل کر کے موضع بکھڑاںوالی، گوندلانوالہ علی پور روڈ پر نیو سنٹرل جیل بنانا چاہتی ہے اور یہ سکیم ADP Book 2004-05 میں شامل ہے اور مورخہ 2۔دسمبر 2004 کو اس کی Administrative approval مبلغ 32.872 ملین بھی دے دی گئی ہے۔ مطلوبہ

فنڈز کی فراہمی کے بعد پرائیویٹ زمین کی ایکوزیشن کی کارروائی ضلع انتظامیہ کی معاونت سے شروع کی جائے گی۔

صوبہ میں قائم سیفٹی کمیشنز،چیئرمینز اور کارکردگی کی تفصیلات

*3531 رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

پنجاب کے کن کن اضلاع میں سیفٹی کمیشن بنائے گئے ہیں اور کب سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں نیز چیئرمین سیفٹی کمیشنز کے نام اور اب تک ان کی Progress سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

پنجاب کے 34 اضلاع میں سے 31 اضلاع میں پبلک سیفٹی کمیشن بنائے گئے ہیں۔ 25 اضلاع میں مورخہ 15-10-2002 سے پبلک سیفٹی کمیشن کام کر رہے ہیں۔ جن کی فہرست ضمیمہ (پ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ چھ اضلاع میں مورخہ 15-10-2002 سے کام کر رہے ہیں جن کی فہرست ضمیمہ (ت) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چیئرمین پبلک سیفٹی کمیشن کے نام کی لسٹ اور کارکردگی جھنڈی (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل جھنگ۔قیدیوں کی گنجائش، موجودہ تعداد اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*3975: جناب فیصل حیات جبوآنہ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں کل کتنے قیدیوں کی گنجائش ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں اس وقت گنجائش سے بہت زیادہ قیدی رکھے ہوئے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک، اس معاملے کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں اس وقت 758اسیران جیل کی گنجائش ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں اس وقت 2121 قیدیان مقید ہیں جبکہ اس جیل میں 758اسیران جیل کی گنجائش ہے جو کہ مقررہ گنجائش سے تقریباً دوگنا زیادہ ہے۔

(ج) حکومت اس معاملے کو حل کرنے کے لئے مزید بیرک اور لیٹرین، باتھ کی تعمیر کرنے کے لئے درج ذیل رقم مختص کی ہے جس پر کام جاری ہے۔

بیرک ایک عدد 60اسیران کے لئے	1.436 ملین
لیٹرین، باتھ روم کے لئے	1.436 ملین

جبکہ اسیران سزائے موت کے 24عدد سیلوں کی تعمیر کے لئے خط وکتابت جاری ہے۔ جبکہ ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تعمیر اس سال 2003-04 کے آخر تک پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گی جس سے ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں اسیران کی تعداد کافی حد تک کم ہو جائے گی۔ over crowding کو مزید کم کرنے کے لئے گوجرانوالہ میں نئی سنٹرل جیل کے لئے اراضی حاصل کی جارہی ہے۔ جبکہ خاص طور پر زنانہ جیل اور بچوں کی جیل راولپنڈی اور ساہیوال میں تعمیر کی جائیں گی۔ فیصل آباد میں زنانہ جیل اور ساہیوال میں بچوں کی جیل کے لئے جگہ مختص ہے۔ فنڈز کی دستیابی پر ان کی تعمیر شروع ہو جائے گی۔ جبکہ راولپنڈی میں جگہ کی دستیابی کا مسئلہ طے ہونا باقی ہے جو کہ جلد ہی حل کر لیا جائے گا۔ اسی طرح موجودہ جوڈیشل لاک اپ کی توسیع ومرمت کے لئے 33.778 ملین کا تخمینہ حکومت پنجاب کو بھیجا گیا ہے۔ نیز نئی جوڈیشل لاک اپ کی تعمیر کے لئے حکومت سے درخواست کی گئی ہے۔ مزید برآں نئی جیلوں کی تعمیر اور موجودہ جیلوں کی توسیع کا کام بھی مرحلہ وار جاری ہے جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

1۔	ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ	تکمیل کے آخری مراحل میں
2۔	ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی	۔ایضاً۔
3۔	ڈسٹرکٹ جیل لیہ	فنڈز منظور ہو چکے ہیں تعمیر کا کام شروع ہونے والا ہے۔
4۔	ڈسٹرکٹ جیل اوکاڑہ	فنڈز کے ملنے پر تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔

5-	ڈسٹرکٹ جیل پاکپتن	-ایضاً-
6-	ڈسٹرکٹ جیل خانیوال	ان جیلوں کی تعمیر کے لئے زمین کے حصول کے لئے خط وکتابت جاری ہے۔
7-	ڈسٹرکٹ جیل حافظ آباد	-ایضاً-
8-	ڈسٹرکٹ جیل نارووال	-ایضاً-
9-	ڈسٹرکٹ جیل خوشاب	-ایضاً-
10-	ڈسٹرکٹ جیل بھکر	-ایضاً-
11-	ڈسٹرکٹ جیل لودھراں	-ایضاً-

مندرجہ بالا مقامات پر نئی جیلوں کی تعمیر سے پنجاب بھر میں جیلوں کے حالات کافی بہتر ہو جائیں گے جس سے نہ صرف صحت و صفائی کا نظام بہتر ہو گا بلکہ بہت سی انتظامی خرابیاں دور کرنے میں مدد ملے گی۔

داتا دربار لاہور کے گردونواح سے نشہ بیچنے اور کرنے والوں کے خاتمہ کے لئے حکومتی اقدامات

*3543 محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دربار داتا صاحب کے گردو نواح میں نشہ کرنے اور بیچنے والے لوگوں کی بھرمار ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ مذہبی مقام کے باہر سے ان لوگوں کو ہٹانے کا کوئی پروگرام رکھتی ہے؟ تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) داتا دربار مذہبی مقام کے گردو نواح میں نشہ کرنے والے اور فروخت کرنے والوں کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کرتے ہوئے سال رواں میں منشیات فروشوں کے خلاف 29 مقدمات درج کئے ہیں جن مقدمات کی فہرست ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لاء اینڈ آرڈر اور جرائم کی روک تھام کے لئے مشکوک افراد کی نگرانی جاری ہے جن کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کا تحرک کیا جائے گا۔

ایف۔سی کالج لاہور۔تعینات پولیس ملازمین کی تفصیل و وجوہات

*3710 ڈاکٹر اسد اشرف: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ کئی ماہ سے لاہور کے چار پولیس سٹیشنز کے بے شمار پولیس ملازمین ایف۔سی کالج میں ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں، ان تھانوں / ڈیوٹی دینے والوں کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل مہیا کی جائے؟

(ب) کیا لاہور شہر کے باقی سکولوں / کالجوں کی حفاظت کے لئے بھی مذکورہ کالج کی طرح پولیس ملازمین کی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہر میں امن وامان کی صورتحال تسلی بخش نہیں ہے اور ہر روز حادثات، قتل، چوری اور ڈکیتی کے واقعات ہو رہے ہیں، چار تھانوں کی پولیس صرف ایک کالج کی حفاظت کے لئے لگائی گئی ہے آخر کیوں، کیا حکومت نفری کو ہٹانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) ماہ مارچ 2003 میں ایف سی کالج کی privatization کی گئی اور یہ Prysbeterian Church کے حوالے کیا گیا اسلامی جمعیت طلبہ اسلام سے تعلق رکھنے والے طالب علم اور کالج کے کچھ پروفیسر ز حضرات اور ملازمین نے منفی ردعمل کا اظہار کیا، بین الاقوامی صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اپنے ملک کی ساکھ کو متاثر ہونے اور امن وامان کو برقرار رکھنے کے لئے پولیس ملازمین کو ڈیوٹی پر مامور کیا گیا، اللہ کے فضل وکرم سے تمام صورتحال کو خوش اسلوبی سے نمٹایا گیا ہے۔ نفری کا انچارج محمد علی نیکوکار ASP گلبرگ سرکل اور محمد یاسر انسپکٹر SHO تھانہ گلبرک ہوتے ہیں۔

(ب) لاہور شہر کے دیگر سکولوں / کالجوں میں جب بھی لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو تو ڈیوٹی لگائی جاتی ہے۔

(ج) یہ بات غلط ہے کہ شہر میں امن وامان کی صورتحال تسلی بخش نہیں ہے، بلکہ امن وامان کی صورتحال تسلی بخش ہے۔ جب سے ایف سی کالج کی صورتحال بہتر ہوئی ہے نفری میں کمی کر دی گئی ہے۔ چار تھانوں کی نفری نہیں لگائی جاتی ہے بلکہ پولیس لائن سے نفری لگائی جاتی ہے، حالات مزید خوشگوار ہونے پر نفری ہٹالی جائے گی۔

One Wheelingکے سد باب کے لئے اقدامات

*3735 محترمہ نگہت پروین میر: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جنوری2003 تا دسمبر2003 پنجاب میں سڑکوں پرone wheelingکرتے ہوئے، کتنے نوجوان ہلاک اور کتنے زخمی ہوئے نیز کتنے نوجوانوں کے خلاف اس جرم پر کیاکیاکارروائی کی گئی۔ تفصیل سے آگاہ کیاجائے؟

(ب) one wheelingکے سد باب کے لئے حکومت نے اب تک کیااقدامات کئے ہیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) جنوری2003 تا دسمبر2003 پنجاب میں سڑکوں پر one wheelingکرتے ہوئے دو نوجوان ہلاک اور83 زخمی ہوئے۔ ٹریفک پولیس پنجاب نے 57536 موٹر سائیکل سواروں کے خلاف موٹر وہیکل آرڈیننس 1965 کی متعلقہ دفعات کے تحت قانونی کارروائی عمل میں لائی۔ 19173 موٹر سائیکل سواروں کو بند تھانہ جات کیاگیااور تیز رفتاری کے جرم میں89 عدد مقدمات زیر دفعہ279 ت۔پ درج رجسٹر ہوئے۔

(ب) اگر حکومت پنجاب اس بارے میں کوئی حکمت عملی وضع کرے گی تو ٹریفک پولیس پنجاب اس پر عملدرآمد کروانے کے لئے ہر ممکن اقدامات کرے گی۔

جیلوں میں ہلاک ہونے والے قیدیوں کی تفصیل

*3749 راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری1999 سے آج تک پنجاب کی جیلوں میں کتنے قیدی، پولیس یاجیل حکام کے تشدد سے مضروب ہوئے یا ہلاک ہوئے۔ ان واقعات پر ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

(ب) متذکرہ عرصہ کے دوران طبعی یاغیر طبعی موت مرنے والے قیدیوں کی تفصیل سال وار اور جیل وائز بتائی جائے؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنے جیل حکام / سٹاف کے خلاف قیدیوں کی شکایت پر محکمانہ

کارروائی عمل میں لائی گئی اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یکم جنوری1999 سے آج تک پنجاب کی جیلوں میں جیل حکام کے تشدد سے مضروب یا ہلاک ہونے والے اور ان واقعات کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

اس عرصہ کے دوران پنجاب کی جیلوں میں کہیں بھی ایسا کوئی واقعہ رونما ہوا ہے تاہم مورخہ 02-11-17 کو ڈسٹرکٹ جیل قصور میں دو اسیران جیل کے عملہ کے تشدد سے ہلاک ہوئے اور ذمہ دار اہلکاران کے خلاف زیر دفعہ 302 تعزیرات پاکستان کے تحت مقدمہ درج کروایا گیا جو کہ اس وقت بعدالت جناب ایڈیشنل سیشن جج قصور میں زیر سماعت ہے۔ علاوہ ازیں درج ذیل ذمہ دار اہلکاران کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی گئی اور انہیں قرار واقعی سزائیں دی گئیں۔

1۔	بشیر احمد خان، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	بنیادی سکیل میں سے تین ترقیاں مستقل طور پر منہا کر دی گئیں۔
2۔	محمد حسین، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	بنیادی سکیل میں سے تین ترقیاں مستقل طور پر منہا کر دی گئیں۔
3۔	محمد منشاء سندھو، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	بنیادی سکیل میں سے تین ترقیاں مستقل طور پر منہا کر دی گئیں۔
4۔	محمد بوٹا، چیف وارڈر	نوکری سے برخاستگی
5۔	محمد نذیر وارڈر	نوکری سے برخاستگی
6۔	عمر حیات وارڈر	نوکری سے برخاستگی
7۔	حکومت علی وارڈر	نوکری سے برخاستگی

(ب) متذکرہ عرصہ کے دوران طبعی یا غیر طبعی موت مرنے والے قیدیوں کی تفصیل سال وار اور جیل وائز ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ (غیر طبعی موت مرنے والوں کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) متذکرہ عرصہ کے دوران اسیران کی شکایت پر 40 ملازمین جیل کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی جس کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گاڑیوں کی باڈی سے باہر سریے اور گارڈرز کی نقل و حمل پر حکومتی اقدامات کی تفصیل

*3757: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں ٹریکٹر، ٹرالہ اور ٹرک وغیرہ کے ذریعے سریا، اینگل آئرن اور لوہے کے گارڈرز وغیرہ نقل و حمل کے وقت باڈی سے باہر لٹکا ہوتا ہے جو مسافر حضرات کی جان کے لئے خطرہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رات کے وقت ٹرالیاں بغیر سرخ لائٹ کے ہائی وے پر چلتی ہیں؟

(ج) اگر درج بالا کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) تمام صوبہ کی حدود میں کسی بھی ٹریکٹر ٹرالی اور ٹرکوں کے ڈرائیورز کو اینگل آئرن اور لوہے کے گارڈر وغیرہ نقل و حمل کے وقت باڈی سے باہر لٹکانے کی اجازت نہ ہے۔ تاہم سال 2003 میں ایسے خلاف ورزی کرنے والے 2697 ٹریکٹر ٹرالیوں اور ٹرکوں کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی ہے۔

(ب) صوبہ کی حدود میں رات کے وقت ٹریکٹر ٹرالیوں کو بغیر سرخ لائٹ کے چلنے کی ہرگز اجازت نہ ہے، لیکن سال 2003 میں ایسی خلاف ورزی کرنے والی 1021 ٹریکٹر ٹرالیوں کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی ہے اور ان پر ریفلیکٹر لگائے گئے ہیں۔

(ج) سوال کا یہ حصہ حکومت پنجاب سے متعلقہ ہے۔ ٹرانسپورٹ کے متعلق۔

تھانہ گڑھی شاہو لاہور کی حدود میں خاتون صحافی و دیگر افراد پر تشدد، مقدمہ اور حکومتی کارروائی کی تفصیل

*3819 محترمہ کنول نسیم: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 2۔ستمبر 2003 کو علاقہ تھانہ گڑھی شاہو لاہور میں فیملی میگزین (نوائے وقت، لاہور) کی خاتون صحافی محترمہ فرزانہ چودھری، اس کے شوہر اور بھائی کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا، خاتون صحافی کے کپڑے پھاڑ دیئے اور مار مار کر لہولہان کر دیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ خاتون صحافی پر تشدد کرنے والا گڑھی شاہو یونین کونسل نمبر75 کا ناظم اوراس کا والد ہے جبکہ اس جرم میں اس کے دیگر ساتھی بھی شامل ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تشدد کا نشانہ بننے والوں کا میو ہسپتال سے میڈیکل کروانے کے بعد ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک کتنے ملزم گرفتار کئے گئے، کتنے ملزم مفرور ہیں، اب تک کی گئی تفتیش سے کیا نتائج برآمد ہوئے، ملزمان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی اگر چالان مکمل ہو گیا ہے تو کس عدالت میں پیش کیا گیا؟

وزیراعلیٰ:

(الف) یکم ستمبر2003بوقت12:30 بجے دن علاقہ تھانہ گڑھی شاہو لاہور میں جب D.C.O صاحب لاہور کے حکم پر سیوریج سروے کے لئے متعلقہ ٹیم معT.M.O گلی ریلوے واشنگ لائن میں آئے تو فیملی میگزین نوائے وقت، لاہور کی خاتون صحافی فرزانہ چودھری اس کے خاوند اور بھائی کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ خاتون صحافی کی قمیض پوشیدنی پھاڑ دی گئی۔ اس کے خاونداور بھائی کو شدید مضروب کیا گیا۔

(ب) یونین کونسل نمبر75 کے ناظم محمد فیاض ورک اس کے والد اور چچا کے للکارنے پر محمد اسلم اور محمد انور ملزمان نے خاتون صحافی کی قمیض پوشیدنی پھاڑ دی۔ محمد منیر اور ثاقب ملزمان نے اس کے خاوند اور بھائی کو آہنی راڈ سے شدید مضروب کیا۔ اس جرم میں ناظم اوراس کا والد اور دیگر ساتھی شامل ہیں۔

(ج) تشدد کا نشانہ بننے والوں کا میو ہسپتال سے ملاحظہ کرانے کے بعد ملزمان کے خلاف مقدمہ نمبر210/03 مورخہ03-09-01 جرم 148/149,337 A1,AII,AIII ت پ تھانہ گڑھی شاہو لاہور درج رجسٹر ہوا۔

(د) مقدمہ ہذا میں13 ملزمان کو گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا ہے۔ کوئی ملزم مفرور نہ ہے۔ بعد تکمیل تفتیش چالان مرتب کر کے بعدالت جناب شاہد نصیر ASJ لاہور دیا گیا ہے۔ مقدمہ زیر سماعت ہے جس کی آئندہ تاریخ پیشی04-02-09 مقرر ہے۔

پنڈی بھٹیاں۔پٹوار خانہ کے چوری شدہ ریکارڈ سے متعلق حکومتی کارروائی کی تفصیل

*4001 ملک اصغر علی قیصر: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 03-08-03 کو پنڈی بھٹیاں کے ایک پٹوار خانہ سے محکمہ مال کا پورا ریکارڈ جس میں خصوصاً کوٹ نکہ کا مکمل ریکارڈ جو کہ پرت سرکار سے لے کر پرت پٹوار تک و انتقالات چوری ہو گئے جو پولیس نے مقدمہ نمبر 326/2003 مورخہ 03-08-04 کو درج رجسٹر کیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا اب تک مال مقدمہ برآمد ہوا اور ملزمان گرفتار ہوئے ہیں۔اگر ایسا نہیں ہوا تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ مال کے کوٹ نکہ کے پٹوار خانہ کا ریکارڈ چوری ہوا جس پر مقدمہ نمبر 326 مورخہ 03.08.03 جرم 409/380/457 ت پ، 5/2/47/PCA تھانہ پنڈی بھٹیاں درج رجسٹر ہوا۔

(ب) مال مقدمہ برآمد ہو چکا ہے۔ ملزمان محمد یوسف پٹواری اور محمد جہانگیر پٹواری گرفتار ہوئے۔ تفصیل مقدمہ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد۔ٹریفک پولیس کی تعداد اور ڈیوٹیز کی تفصیل

*4100: جناب محمد نواز ملک: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں ٹریفک پولیس کی نفری کتنی ہے اور کہاں کہاں تعینات ہے، کون کون سا علاقہ ان کے دائرہ کار میں ہے؟

(ب) مذکورہ شہر میں ون۔وے کئے گئے ایریاز میں ملازمین کو ڈیوٹی دینے کے لئے کس اتھارٹی / حکم سے تعینات کیا جاتا ہے۔تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) فیصل آباد میں ٹریفک پولیس کی نفری درج ذیل ہے۔

ایس پی	01

ڈی ایس پی	01
انسپکٹر	10
سب انسپکٹر	22
اے ایس آئی	27
ہیڈ کانسٹیبل	35
ایف سی	230

تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کسی بھی سڑک کو ون وے کرنے کا اختیار ٹریفک پولیس کے پاس نہ ہے بلکہ اگر ٹریفک کے بہاؤ کو بہتر کرنے کے لئے مجاز اتھارٹی کسی روڈ کو ون وے کر دے تو عمل درآمد کروانے کے لئے نفری تعینات کر دی جاتی ہے۔

فیصل آباد۔ وارداتوں میں اضافے اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*4101 جناب **محمد نواز ملک**: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں ڈکیتی، چوری اور قتل و غارت کی وارداتوں میں دن بہ دن اضافہ ہو رہا ہے، پولیس اور علاقہ وائز کمیٹیاں کیا فرائض انجام دے رہی ہیں۔ ان کی تعداد کیا ہے۔ ان میں سے کون کون ممبر ہیں۔ ان کی کارکردگی کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کمیٹیاں اپنے فرائض صحیح طور پر انجام نہیں دے رہیں، کیا حکومت ان کی جگہ نئی کمیٹیاں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ سال 2003 میں قتل ڈکیتی و چوری کی وارداتوں میں اضافہ ہوا ہے لیکن یہ اضافہ صرف اسی سال میں نہیں ہوا بلکہ یہ معمول کا اضافہ ہے جو کہ ہر سال گزشتہ سال کی نسبت ہوتا ہے جس کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

1۔ آبادی میں اضافہ

2۔ بے روزگاری

3۔ اخلاقی اقدار کی کمی

4۔ پولیس کے پاس آبادی اور جرائم میں اضافہ کی نسبت وسائل اور نفری کی شدید کمی۔

درج بالا وجوہات کے علاوہ ایک اور اہم وجہ یہ بھی ہے کہ فیصل آباد صنعتی اور کاروباری شہر ہے۔ پنجاب کے تقریباً تمام اضلاع سے لوگ روزگار کی خاطر نقل مکانی کر کے فیصل آباد میں آ رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے آبادی کی تعداد میں دن بدن غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ باہر سے آنے والے لوگ بھی جرائم میں اضافہ کا سبب ہیں۔ ضلعی حکومتوں کے انتخابات کے بعد ناظمین یونین کونسل و کونسلر حضرات جرائم کے انسداد میں اپنے اپنے علاقہ میں مقامی پولیس کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں اور ان کی رائے کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے۔ انتخابات کے بعد ناظمین و کونسلرز کی موجودگی میں ماضی میں قائم کی گئی کمیٹیاں غیر موثر ہو کر رہ گئی ہیں۔

(ب) انتخابات کے بعد ناظمین و کونسلر حضرات کے علاوہ کوئی علاقہ وائز کمیٹی کام کر رہی ہے اور نہ ہی ناظمین و کونسلر حضرات کی موجودگی میں نئی کمیٹیاں بنانے کی ضرورت ہے۔

خانیوال۔ سرائے سدھو اور دیگر تھانہ جات کی حدود میں ہونے والی وارداتوں کی تفصیلات

*4122 مخدوم سید محمد مختار حسین شاہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 26۔دسمبر 2003 سے آج تک ضلع خانیوال کے تھانہ سرائے سدھو، حویلی کورنگا اور عبدالحکیم میں ڈکیتی، راہزنی اور چوری کی کتنی وارداتیں ہوئیں۔ ان کی تفصیل تھانہ وائز فراہم کی جائے؟

(ب) ہر واردات میں کتنا سامان لوٹا گیا اور کتنا برآمد ہوا؟

(ج) آج تک کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے ابھی تک مفرور ہیں؟

(د) کیا حکومت ان علاقہ جات میں امن و عامہ کی صورت حال بحال کرنے اور ڈاکوؤں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) مورخہ 26۔دسمبر 2003 سے 04-02-16 تک تھانہ سرائے سدھو، حویلی کورنگا اور عبدالحکیم میں ذیل وارداتیں ہوئیں۔

1۔تھانہ سرائے سدھو:	ڈکیتی	01	راہزنی	02	چوری	12
2۔تھانہ حویلی کورنگا:	ڈکیتی	01	راہزنی	01	چوری	5
3۔تھانہ عبدالحکیم:	ڈکیتی	0	راہزنی	01	چوری	09

(ب)

1۔	تھانہ سرائے سدھو:	لوٹا ہوا مال کی مالیت	174900
		برآمدگی مال کی مالیت	154900
2۔	تھانہ حویلی کورنگا:	لوٹا ہوا مال کی مالیت	394900
		برآمدگی مال کی مالیت	159900
3۔	تھانہ عبدالحکیم:	لوٹا ہوا مال کی مالیت	274520
		برآمدگی مال کی مالیت	185200

(ج) مورخہ 26۔دسمبر 2003 سے 2004-02-16 تک تھانہ جات میں ملزمان گرفتار اور مفروران کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام تھانہ جات	ملزمان گرفتار شدہ تعداد	مفرور شدہ ملزمان
1۔	سرائے سدھو	32	09
2۔	حویلی کورنگا	09	10
3۔	عبدالحکیم	23	10

(د) اس بارے میں عرض ہے کہ مقامی تھانہ جات اپنے اپنے علاقہ میں امن عامہ قائم کرنے اور ڈاکوؤں کے خلاف بمطابق قانون مؤثر کارروائی کر رہے ہیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

بھکر۔ جیل کی تعمیر اور قیدیوں کو عدالتوں میں پیش کرنے پر ہونے والے اخراجات کی تفصیل

429جناب حفیظ اللہ خان نوانی: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بھکر میں جیل موجود نہ ہے قیدیوں کو میانوالی جیل میں رکھا جاتا ہے، بھکر سے میانوالی قیدیوں کو لانے اور بھکر میں عدالتوں میں پیش کرنے پر کتنے اخراجات سالانہ آتے ہیں؟

(ب) بھکر میں جیل کتنے عرصہ میں مکمل ہو جائے گی؟

وزیر جیل خانہ جات

(الف) جی ہاں۔ اس وقت ضلع بھکر میں کوئی جیل موجود نہ ہے اور قیدیوں کو میانوالی جیل میں رکھا جاتا ہے۔

بھکر سے میانوالی قیدیوں کو لانے اور بھکر میں عدالتوں میں پیش کرنے کی ذمہ داری محکمہ پولیس کی ہے ان اخراجات کی تفصیل صحیح طور پر محکمہ پولیس ہی دے سکتا ہے۔

(ب) ضلع بھکر میں تعمیر ہونے والی جیل کا تخمینہ 309.605 ملین ہے اور حکومت پنجاب نے رواں مالی سال کے لئے مبلغ 30.000 ملین فنڈز فراہم کئے ہیں یہ جیل انشاء اللہ تقریباً تین سال میں مکمل ہو جائے گی۔

بھکر۔ ڈی ایس پی لیگل، دیگر آفیسرز کی تعداد اور عرصہ تعیناتی

430جناب حفیظ اللہ خان نوانی: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بھکر میں DSPلیگل کے علاوہ کتنے افسران (لیگل) تعینات ہیں؟

(ب) یہ افسران بھکر میں کتنے عرصہ سے تعینات ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ کہ ڈی ایس پی لیگل بھکر کے علاوہ ضلع بھکر میں مندرجہ ذیل انسپکٹر لیگل تعینات ہیں:۔

1۔ محمد علی، انسپکٹر لیگل
2۔ رب نواز، انسپکٹر لیگل
3۔ محمد اصغر، انسپکٹر لیگل
4۔ تنویر حسین، انسپکٹر لیگل
5۔ محمد شعیب، انسپکٹر لیگل

(ب) ان انسپکٹران لیگل کا عرصہ تعیناتی درج ذیل ہے:۔

نمبر	نام	تاریخ تعیناتی
1۔	محمد علی، انسپکٹر لیگل	92-6-9 (جو اب بعدہ ڈی ایس پی لیگل ترقی پا چکا ہے اور اب اس کی پوسٹنگ بطور DSP/L انوسٹی گیشن راولپنڈی ہو چکی ہے)
2۔	ربنواز، انسپکٹر لیگل	29-11-1993
3۔	محمد اصغر، انسپکٹر لیگل	23-09-1999
4۔	تنویر حسین، انسپکٹر لیگل	24-05-2000
5۔	محمد شعیب، انسپکٹر لیگل	23-06-2000

فیصل آباد / راولپنڈی۔ خاتون قیدیوں کے لئے اضافی عمارت کی تعمیر اور دیگر تفصیلات

432 محترمہ شاہین عتیق الرحمن: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد اور راولپنڈی کی جیلوں میں (سزا یافتہ) خاتون قیدیوں کے لئے اضافی عمارت تعمیر کرنے کے بارے میں آئندہ کیا منصوبہ بندی کی گئی ہے جس کی انتظامی منظوری دی جا چکی ہے؟

(ب) بہاولپور اور فیصل آباد کی بورسٹل جیلوں میں نو عمر (15 سال سے کم عمر قیدی) بچوں کی تعداد کیا ہے، کیا حکومت 20 سال سے کم عمر لڑکیوں کے لئے کوئی بورسٹل جیل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) ساہیوال کے سرٹیفائیڈ سکول کی اس وقت کیا حالت ہے، اس کو بند کرنے کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) فیصل آباد میں ایک زنانہ جیل اور راولپنڈی جیل میں خاتون قیدیوں کے لئے اضافی بیرکس کے لئے ترقیاتی منصوبہ کی 05-2004 میں منظوری دی گئی تھی، سال 06-2005 میں ان سکیموں کو شامل نہ کیا گیا۔ تاہم آئندہ مالی سال 07-2006 میں ان سکیموں کو دوبارہ شامل کیا جارہا ہے تاکہ خواتین اسیران کے لئے علیحدہ جیل تعمیر کی جاسکے۔ جس کے لئے پرائیویٹ زمین کے حصول کے لئے مطلوبہ رقم ڈسٹرکٹ کلکٹر راولپنڈی کو بذریعہ ایگزیکٹو انجینئر پراونشل بلڈنگز ڈویژن راولپنڈی جون 2005 میں ادا کر دی گئی تھی۔ مزید برآں راولپنڈی جیل میں توسیعی منصوبے کے تحت اضافی بیرک برائے خواتین اسیران مطلوبہ فنڈز کی دستیابی پر شروع کر دی جائے گی۔

(ب) اس وقت بہاولپور بورسٹل جیل میں 03 نوعمر اور فیصل آباد بورسٹل جیل میں 260 نوعمر (15 سال سے کم عمر اسیران) موجود ہیں جن کو کمپیوٹر اور قالین بافی اور ٹیلرنگ کا کام سکھایا جارہا ہے اور کھیل کے مواقع بھی فراہم کئے جاتے ہیں۔ مزید برآں حکومت بیس سال سے کم عمر لڑکیوں کے لئے کوئی بورسٹل جیل بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی تاہم ایسی نوعمر لڑکیوں کو خواتین کی جیل کے اندر ہی علیحدہ احاطہ / بیرک میں رکھا جاتا ہے۔

(ج) یہ سوال محکمہ ریکلیمیشن پروبیشن سے متعلقہ ہے کیونکہ سرٹیفائڈ سکول اسی محکمہ کے ماتحت کام کرتا ہے جس کے بارے میں مکمل تفصیل وہی بتا سکتے ہیں۔

لاہور۔ جنوری 2004 تا اگست 2005، ایس ایس پی (انوسٹی گیشن) کی زیر سربراہی کیسز کی تفتیش اور متعلقہ دیگر تفصیلات

434: محترمہ شاہین عتیق الرحمن: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

لاہور کے ایس ایس پی (انوسٹی گیشن) کی سربراہی میں جنوری 2004 سے اگست 2005 تک کتنے کیس رجسٹر کئے گئے اور درج شدہ ایف آئی آرز کی تعداد کتنی ہے، ان میں سے کتنے کیسوں کی تفتیش کی گئی، کتنی ریکوریاں کی گئیں اور عدالتوں میں بھیجے جانے والے کیسوں کی نوعیت کیا ہے؟

وزیراعلیٰ:

سوال نمبر434 کے بارہ میں سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس انوسٹی گیشن برانچ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے اعداد وشمار اس طرح پائے گئے ہیں۔

کرائم فگرز از مورخہ 01-01-04تا31-08-05

عرصہ	نوعیت	کل	چالان	اخراج	عدم پتا	یکسوئے گئے مقدمات تعداد	زیر تفتیش
01-01-04 تا31-08-05	کرائم برخلاف اشخاص	18591	14743	2161	772	17676	915
01-01-04 تا31-08-05	کرائم برخلاف اشخاص	11465	3831	672	5729	10232	1173
01-01-04 تا31-08-05	کرائم برخلاف اشخاص	13930	3729	1328	293	11350	2580
01-01-04 تا31-08-05	کرائم برخلاف اشخاص	8108	2416	378	2479	5273	2835
01-01-04 تا31-08-05	میزان	52034	30719	4539	3273	44531	7503

کرائم برخلاف اشخاص

عرصہ	سزا	بری
01-01-04تا31-12-04	09	54

کرائم برخلاف پراپرٹی (برآمدگی)

عرصہ	مسروقہ	بازیافتہ
01-01-04تا31-12-04	14202794143	591443852

کرائم برخلاف اشخاص

عرصہ	سزا	بری
01-01-05تا31-08-05	01	09

کرائم برخلاف پراپرٹی (برآمدگی)

عرصہ	مسروقہ	بازیافتہ	سزا	بری
01-01-04تا31-06-04	1173455044	371640913	43	2

عرصہ زیر بحث کے دوران مجموعی طور پر فیصلہ شدہ مقدمات کی تعداد

سزا	بری
203	69

عرصہ زیر بحث کے دوران مجموعی طور پر کل 7503 مقدمات یکسو کئے گئے جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ انوسٹی گیشن ونگ اپنے پیشہ ورانہ امور کو محنت اور دلچسپی سے سرانجام دے رہا ہے اور عدالتوں میں مقدمات کی پیروی کا سلسلہ بھی قابل ذکر ہے۔

مزید برآں از مورخہ 04-01-01 تا 05-08-31 مجموعی طور پر 7503 مقدمات زیر تفتیش پائے گئے جن میں آج تک زیر تفتیش مقدمات میں کافی کمی پائی گئی ہے اور SSP انوسٹی گیشن ونگ کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کروائی گئی ہے جن کی سربراہی میں انوسٹی گیشن جملہ مقدمات کی یکسوئی کے لئے شب و روز سرگرم عمل ہے۔

صوبائی دارالحکومت میں جہاں جرائم پیشہ گروہوں کی بیخ کنی عوام کی جان و مال کی حفاظت کے حوالہ سے پہلے سے طے شدہ حکمت عملی کو مزید بہتر اور نتیجہ خیز بنایا جارہا ہے وہاں انوسٹی گیشن ونگ کے پیشہ ورانہ کام کے سلسلہ میں میٹنگوں کا سلسلہ جاری و ساری ہے اور کرائم کے حوالہ سے منعقدہ میٹنگوں میں آپریشنز اور انوسٹی گیشن ونگ کے اعلیٰ افسران کو پیشہ ورانہ امور میں بہتری پیدا کرنے کی خصوصی ہدایات دی جارہی ہیں۔

جیلوں میں بند منشیات کے عادی اور ذہنی معذور افراد کی تفصیل

439 محترمہ شاہین عتیق الرحمن: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ذہنی طور پر بیمار اور منشیات کے عادی بہت سے افراد کو جیلوں میں بند کر دیا گیا ہے؟

(ب) ایسے افراد کی کل تعداد کیا ہے اور وہ کون کون سی ڈسٹرکٹ جیلوں میں قید ہیں؟ ذہنی طور پر بیمار اور منشیات کے عادی افراد کے بارے میں الگ الگ تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) جی ہاں، یہ درست ہے کہ ذہنی طور پر بیمار افراد کسی نہ کسی جرم کی پاداش ہی میں پنجاب میں

جیلوں میں بند ہیں اور اسی طرح منشیات کے عادی افراد بھی منشیات کے کیسوں میں بند ہیں۔

(ب) اس وقت پنجاب کی جیلوں میں بند ذہنی طور پر بیمار افراد کی کل تعداد 121 ہے جن کی جیل وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب کی جیلوں میں بند ذہنی طور پر بیمار افراد کا باقاعدہ علاج کیا جاتا ہے۔ مزید برآں ہر ماہ ذہنی امراض کے ہسپتال کی ٹیم معائنہ کرتی ہے اور ان کی تجویز کردہ ادویات جیل ہسپتال سے مہیا کی جاتی ہیں۔ ان اسیران کی دیکھ بھال کے لئے خصوصی عملہ تعینات ہے جو کہ صفائی، خوراک اور لباس وغیرہ کا خیال رکھتا ہے۔

اس وقت پنجاب کی جیلوں میں بند منشیات کے عادی افراد کی کل تعداد 2403 ہے، جن کی جیل وار تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب کی جیلوں میں بند منشیات کے عادی افراد کے لئے جیل ہسپتال میں علیحدہ وارڈ موجود ہیں، جہاں پر میڈیکل آفیسر جیل ایسے افراد کا خصوصی معائنہ کرتے ہیں۔ علاج معالجے کے علاوہ اس سلسلہ میں اگر خصوصی خوراک کی ضرورت ہو تو وہ بھی مہیا کی جاتی ہے۔

ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی، اغواء شدہ نوزائیدہ بچے کی بازیابی کے لئے حکومتی اقدامات

445 محترمہ شاہین عتیق الرحمن: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نومبر 2005 میں ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی سے ایک نوزائیدہ بچے کو اغواء کر لیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے معوی نوزائیدہ بچے کی بازیابی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) گزارش ہے کہ ماہ نومبر 2005 میں نہیں بلکہ ماہ اکتوبر 2005 میں ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی سے ایک نوزائیدہ بچے کے اغواء کا وقوعہ سرزد ہونا پایا گیا ہے۔ تفصیل اس طرح ہے کہ مسماۃ صحیبہ نازنین زوجہ محمد آفتاب قوم مغل سکنہ دھمیال گاؤں موہڑہ فقیراں نے

مقامی پولیس تھانہ نیوٹاؤن کو تحریر کرایا کہ مورخہ 05-10-16 بوقت 12.00 بجے رات ڈیلیوری کیس کے سلسلہ میں ہولی فیملی ہسپتال وارڈ نمبر 278 بیڈ نمبر 3 پر ایڈمشن ملا۔ اس کے ہاں مورخہ 05-10-17 کو بوقت 7.00 بجے ایک بچے کی پیدائش ہوئی۔ قریب 8.30 بجے رات ایک عورت باحلیہ بھاری جسامت، کالی رنگت، شلوار قمیض برنگ سفید وارڈ میں آئی اور اسے کہا کہ اس کے بچے کو زکام ہو گیا ہے وہ بچے کو ہمراہ لے جا کر سٹیم کروا کر لاتی ہے جو اس نے اعتبار کرتے ہوئے اپنا بچہ اس کے حوالے کر دیا کافی دیر انتظار کے باوجود وہ عورت واپس نہ آئی جس پر مقدمہ نمبر 550 مورخہ 05-12-18 بجرم 363 ت پ تھانہ نیوٹاؤن درج کیا گیا۔

دوران تفتیش 2 مستورات 1۔ مسماۃ بشیراں بی بی المعروف نذیراں زوجہ یعقوب مسیح 2۔ مسماۃ صفیہ نصیر زوجہ منور مسیح سکنائے نیو کٹاریاں سابقہ ریکارڈ یافتہ کے گھروں پر ریڈ کئے گئے مگر پتا چلا کہ وہ سکونت ترک کر کے چلی گئی ہیں۔ آئندہ ان کا کوئی پتا نہ چل سکا ہے۔ تفتیش مقدمہ جاری ہے۔ بچہ/معنوی کی بازیابی اور نامعلوم ملزمان کی تلاش/گرفتاری کے لئے جملہ وسائل بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔

(ب) ہر ممکن کوشش جاری ہے۔ انشاءاللہ کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔

سیالکوٹ گوجرانوالہ روڈ پر ہونے والے حادثات اور متعلقہ دیگر تفصیلات

462 چودھری ممتاز علی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے 31۔دسمبر 2005 تک سیالکوٹ، گوجرانوالہ روڈ پر کتنے روڈز حادثات ہوئے ہیں۔ ان حادثات میں کتنے افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ ان کے نام، پتا جات کیا ہیں؟

(ب) اس سڑک پر روزانہ گزرنے والی گاڑیوں کی تعداد کتنی ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) اس ضمن میں گزارش ہے کہ سیالکوٹ، گوجرانوالہ روڈ پر ہونے والے حادثات کی

تفصیل درج ذیل ہے:۔

یکم جنوری2004تا31دسمبر2005

سال	کل حادثات	مقامی	غیر مقامی	ہلاک
2004	62	38	24	42
2005	74	52	22	66
میزان	136	90	46	108

ہلاک ہونیوالوں کی تفصیل سال2004اور سال2005ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گوجرانوالہ، سیالکوٹ روڈ پر چلنے والی گاڑیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ صبح7:00بجے تا7:00بجے شام57,600فی منٹ تقریباً80

2۔ شام7.00بجے تا بجے تا7.00بجے صبح21,600فی منٹ تقریباً30

راجہ ریاض احمد: فیصل آباد میں بھی کروڑوں روپے کا غبن ہوا ہے اور اس سلسلے میں ایک انکوائری کمیٹی بنی تھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! وہاں پر کروڑوں روپے کا غبن ہوا ہے اس لئے مہربانی فرما کر اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز اراکین کی دو رخصت کی درخواستیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس ایک سوال کو pending کر دیتا ہوں۔ اب آگے چلتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ آپ اس سوال کو کیوں pending فرما رہے ہیں؟ ہم نے اس سوال کا جواب دیا ہوا تھا۔ اس کا اگر موقع آتا تو ہم اس کا جواب بھی دیتے۔

جناب والا جو سوالات ایوان میں پیش نہیں ہو سکے میں نے ان کے جوابات ایوان کی میز

پر رکھ دیئے ہیں۔And that is now presumed to be answered sir.
میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا تھا۔(قطع کلامیاں)
جناب والا! رولز کے مطابق میں نے اس سوال کا جواب دے دیا ہے۔
جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں۔

I think it will be presumed as answered even on that day when it comes back again.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ آج جب وقفہ سوالات شروع ہوا تو آدھا گھنٹہ ہم نے پوائنٹ آف آرڈرز پر ضائع کیا۔ اگر پوائنٹ آف آرڈر پر یہ وقت ضائع نہ ہوتا تو شاید وہ question take up ہو جاتا۔ اب اس سوال کی باری نہیں آئی ہے۔ معزز رکن جو خود اس وقت پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے تھے اگر ان کو interest ہوتا تو اس وقت یہ کھڑے ہو کر کہہ سکتے تھے کہ اس سوال کو out of turn لے لیں۔ شاید میں اس میں agree کر جاتا لیکن جب وہ سوال نہیں آیا اور وقفہ سوالات ختم ہو گیا اب اس کے بعد وہ فرما رہے ہیں کہ اس سوال کو pending کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ قواعد و ضوابط کے مطابق بھی درست نہیں ہے۔ میں اس کا جواب دے چکا ہوں بقیہ سوالات ایوان کی میز پر lay کر چکا ہوں اور It is presumed to be answered. اگر اس سلسلے میں یہ مزید کوئی سوال کرنا چاہتے ہیں تو fresh question کریں تو میں اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔
جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ اس پر دوبارہ fresh question کریں۔(قطع کلامیاں)
راجہ ریاض احمد: جناب والا! آپ نے اسے مؤخر کر دیا ہے۔
جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں۔I am not allowing that thing. میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ نے یہی سوال raise کیا ہے کہ آپ اس پر بحث کروانا چاہتے ہیں۔ آپ fresh question کریں۔I will take it up. آج تو وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔
رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! بے شک راجہ صاحب کا پوائنٹ valid ہو گا لیکن آپ نے رولنگ دی ہے کہ یہ سوال pending ہو گیا ہے۔
جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ابھی رولنگ دی نہیں تھی ان کو ایک اجازت دی تھی اور اجازت

دینا.It was not a ruling. It was anاس اجازت کے ساتھ اب میں یہ کہتا ہوں کہ میں اس بات کی اجازت دے رہا ہوں کہ آپ fresh question put upکر لیں اس سے زیادہ اور کیا ہو؟(قطع کلامیاں)

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! آپ نے خود یہ کہا کہ میں اس سوال کو pendingکرتا ہوں۔ میں آپ کے اس رویہ کے خلاف واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن راجہ ریاض احمد ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو اب غلط بات ہے۔ یہ سوالات layہو گئے ہیں۔ میں اب سیکرٹری اسمبلی سے درخواست کروں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

درخواست ہائے رخصت

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب محمد یار ہراج

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد یار ہراج ایم پی اے پی پی۔215خانیوال کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

It is requested that my absence from the Assembly session from 14th to 24th November 2005, may kindly be excused and I may be granted the leave for the said period. Thanks.

جناب قائم مقام سپیکر: سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ میمونہ نبیل

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ میمونہ نبیل ایم پی اے W-347کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

With due deference, it is submitted that my one

year old son is suffering from severe burn injuries in an accident who needs my personal attention and care. In view of the foregoing, I shall not be able to attend the presently ongoing 24th session of the Assembly. It is, therefore, requested that I may be granted leave from attending the session.

جناب قائم مقام سپیکر: سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

سپیشل کمیٹی کی رپورٹ بابت نشان زدہ سوال نمبر 6036 پیش کردہ جناب سمیع اللہ خان کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد اجمل چیمہ وزیر انڈسٹریز سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

وزیر صنعت: میں نشان زدہ سوال نمبر 6036 پیش کردہ جناب سمیع اللہ خان کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔ ڈاکٹر فرزانہ نذیر مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ اس کو pending کرتے ہیں۔ اب آدھے گھنٹے کے لئے وقفہ نماز ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز عصر کے لئے آدھ گھنٹہ کا وقفہ کیا گیا)

(نماز عصر کے وقفہ کے بعد 5 بج کر 43 منٹ پر جناب قائم مقام سپیکر

کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

توجہ دلاؤنوٹس

ستو کتلہ روڈ(لاہور) پر بنک گارڈ کے قتل اور ڈکیتی پر حکومتی کارروائی

جناب قائم مقام سپیکر:اب ہم Call Attention Notices کو لیتے ہیں۔پہلا نوٹس حاجی محمد اعجاز کا ہے۔جی،حاجی صاحب!

حاجی محمد اعجاز:کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 10۔مارچ 2006 کو ستو کتلہ روڈ لاہور پر ڈاکوؤں نے بنک کے باہر گارڈ قتل کر کے چالیس لاکھ روپے لوٹ لئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے سٹی پولیس چیف نے ملزمان کی گرفتار کے لئے تین ٹیمیں تشکیل دی ہیں۔مگر اس کے باوجود پولیس ملزمان کو گرفتار نہیں کر سکی؟

(ج) کیا اس واقعہ کی ایف آئی آر درج ہوئی ہے اگر ہاں تو کس تھانہ میں درج رجسٹر ڈ ہوئی؟

(د) کیا اس واقعہ میں ملزمان نامزد ہیں۔اگر ہاں تو ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) ملزمان کو گرفتار کرنے کے لئے اب تک پولیس نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ذ) پولیس نے اب تک جو جو افراد گرفتار کئے ہیں ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل دی جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر:جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور:شکریہ۔جناب سپیکر!

(الف) مورخہ 10۔مارچ 2006 کو سکیورٹی گارڈ عسکری بنک سے چالیس لاکھ روپے کی رقم تھیلے میں ڈال کر کیش وین میں ڈال رہے تھے کہ دو کس نامعلوم مسلح ملزمان نے فائرنگ کر کے گارڈ کو ہلاک کر کے رقم لوٹ کر فرار ہو گئے۔

(ب) ملزمان کی گرفتاری کے لئے تین ٹیمیں تشکیل دی گئیں۔جو زیر نگرانی زاہد عباس ڈی ایس پی انوسٹی گیشن سٹی سرکل لاہور۔میاں خان ڈی ایس پی سٹی سرکل لاہور،اختر

علی خان ڈی ایس پی سی آئی اے لاہور کی نگرانی میں کام کر رہی ہیں۔

(ج) ایف آئی آر نمبر 79 مورخہ 2006-03-10 بجرم 302/394 ت پ تھانہ اکبری گیٹ لاہور درج رجسٹر کی گئی ہے

(ہ،و) ملزمان کی گرفتاری کے لئے بنک سے کیمرہ فلم حاصل کر کے ان کی گرفتاری کے لئے ہر ممکن وسائل استعمال کئے جا رہے ہیں۔ اب تک اس سلسلے میں کسی شخص کی گرفتاری عمل میں نہ لائی گئی۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض ہے کہ چونکہ ایف آئی آر میں کسی کو نامزد نہیں کیا گیا تھا لیکن اس کے باوجود ہمیں تھوڑا سا clue ملا ہے کیونکہ بنک کے باہر کیمرے نصب تھے ان کی وجہ سے یہ clue ملا ہے ان کی مدد سے ہم نے کچھ لوگوں کو حراست میں لیا ہے۔ اس وقت تک ان لوگوں سے تین ڈکیتیاں برآمد کر چکے ہیں اور ہمیں پورا یقین ہے کہ یہ ڈکیتی بھی ان سے ہمیں برآمد ہو جائے گی اس سلسلہ میں تفتیش کر رہے ہیں۔ اس وقت تک ہم نے دس لوگ زیر حراست لئے ہیں اور ان کے نام نہیں بتانا چاہوں گا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ان سے ہمیں مزید انکشافات کی توقع ہے۔ میں اتنا ضروری عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں positive clues ملے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس مقدمے کو یکسو کر لیا جائے گا۔ شکریہ

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ سکیورٹی گارڈز کا کام یہ ہے کہ کسی چیز کی حفاظت کرنا جبکہ یہاں پر یہ ہوتا ہے کہ جو بنک سے رقم لاتا ہے ایک طرف سکیورٹی گارڈ نے گن کو لٹکایا ہوتا ہے اور دوسری طرف اس نے رقم والا بیگ پکڑا ہوتا ہے۔ جب ایک سکیورٹی گارڈ گن کو استعمال نہیں کر سکتا اس کا یہ کام ہی نہیں ہے کہ وہ بنک سے رقم لائے اس کا کام تو یہ ہے کہ وہ پوزیشن سنبھال کر کھڑا ہو تا کہ جو آدمی بنک سے رقم لے کر آ رہا ہے تو وہ اس پر توجہ دے کہ کوئی آدمی اس کو چیک تو نہیں کر رہا۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ گن مین خود ہی اندر سے رقم لاتے ہیں، خود ہی رقم ڈالتے ہیں اور گن کندھوں پر لٹکائی ہوتی ہے۔ میری وزیر قانون سے گزارش ہے کہ ان باتوں پر توجہ دی جائے کیونکہ ڈکیتی اچانک نہیں ہوتی یا حادثے کے طور پر نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے ملزم باقاعدہ پلاننگ کرتے ہیں کہ کہاں کوئی خامی رہ گئی ہے وہیں وہ واردات کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے ٹیمیں تشکیل دی ہیں۔ آج اس واردات کو تقریباً دس دن ہو گئے ہیں مگر ابھی تک کوئی ملزم گرفتار نہیں ہوا۔ میری ان سے گزارش ہے کہ اس پر توجہ دیں۔ یہ پنجاب کے لوگوں کا پیسا ہے

اور چالیس لاکھ روپے کوئی معمولی رقم نہیں ہے۔اس لئے وزیر موصوف یہ فرمادیں کہ ملزم کب تک گرفتار ہو جائیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! معزز رکن نے دو نکات کی نشاندہی فرمائی ہے۔ پہلا یہ کہ سکیورٹی گارڈ کا کام نہیں ہے کہ وہ کیش کو ہینڈل کرے یا ٹرانسفر کرے۔ میں ان سے کلی طور پر اتفاق کرتا ہوں۔ بارہا تمام بنکوں کو ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ کیش ہینڈلنگ کے لئے اور کیش کی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی کے لئے باقاعدہ وضع کردہ طریق کار کے مطابق سکیورٹی ایجنسیوں کی بلٹ پروف گاڑیوں کے ذریعے کیش ٹرانسفر کریں۔ مگر اس کے باوجود اگر کوئی ان ہدایات پر عملدرآمد نہیں کرتا تو پھر اس کا یہی نتیجہ نکلتا ہے اور نقصان ان کا بھی ہوتا ہے۔ قابل افسوس بات یہ ہے کہ انسانی جانوں کا بھی ضیاع ہوتا ہے اس لئے میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے دوبارہ ہدایات جاری کی جائیں گی اور اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ جو بنک کیش کو deal کرتے ہیں وہ کیش کے ٹرانسفر اور ہینڈلنگ کے لئے باقاعدہ طریق کار پر عملدرآمد کروائیں۔ دوسری بات معزز رکن نے کہا ہے کہ ٹیمیں جو تشکیل دی گئی ہیں انہوں نے اب تک کیا کارروائی کی ہے؟ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ ان تینوں ٹیموں نے تقریباً دس کے قریب گرفتاریاں کی ہیں اور ان ملزمان سے ہم تین ڈکیتیاں برآمد کر چکے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ کیمرے کے ذریعے ہمیں جو clue ملا ہے ہمیں یقین ہے کہ یہ ڈکیتی بھی برآمد ہو گی۔ شکریہ

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! ہم تین سال سے جتنے بھی توجہ دلاؤ نوٹسز ہیں ان میں دیکھتے آئے ہیں کہ وزیر قانون ہمیشہ ہر نوٹس پر ہو جائے گا، انشاء اللہ ہو جائے گا۔ وزیر قانون صاحب پولیس کی کارکردگی کو اس طرح defend نہ کریں کیونکہ پچھلے دس ماہ کا لاہور پولیس کا جو ریکارڈ ہے اس میں جو ڈکیتیاں ہوئی ہیں اور لوگوں کا سامان جو کیش کی صورت میں، زیورات کی صورت میں، 15 کروڑ روپے سے زیادہ پچھلے 10 ماہ کے دوران جنوری سے اکتوبر تک کا جو انہوں نے جاری کیا ہے کہ لاہور میں کتنے کی ڈکیتی ہوئی اور پچھلے 10 ماہ میں 15 کروڑ روپے سے زائد مالیت کی چیزیں لوٹی گئی ہیں۔ خصوصاً میں کہوں گا کہ چونکہ یہ Call Attention Notice لاہور پولیس کے حوالے سے ہے اور لاء منسٹر صاحب نے یہ تین ٹیمیں تشکیل دی ہیں جن کا براہ راست تعلق

انوسٹی گیشن یا دیگر اداروں سے ہے لیکن میں ان کی توجہ چاہوں گا کہ بنیادی طور پر لاہور آپریشن ونگ کی کارکردگی جیسے میں ریکارڈ سے کہہ رہا ہوں کہ یہ 15 کروڑ روپے سے زیادہ کی مالیت کی چیزوں کی ڈکیتیاں پچھلے 10 ماہ میں ہوئی ہیں تو بدقسمتی سے آپریشن ونگ کو کچھ تو سیاسی ڈیوٹی دی جاتی ہے اور پھر کچھ ایسی چیزیں آ جاتی ہیں جیسے اگر وی آئی پی، وی وی آئی پی موومنٹ ہو تو ساری آپریشن پولیس وہاں چلی جاتی ہے۔ یہ بسنت آ گیا یہ issue نہیں ہے یعنی بسنت پر پولیس سارے کام چھوڑ کر سیڑھیاں لے کر بسنت کو کنٹرول کر رہی تھی تو میں سمجھتا ہوں کہ لاہور آپریشن کی کارکردگی نہایت ناقص ہے۔ لاء منسٹر اس حوالے سے اس کو بہتر بنائیں تاکہ ایسے واقعات کم سے کم ہو سکیں اور انسانوں کا ضیاع یقینی بات ہے کہ وہ پیسے سے زیادہ قیمتی ہے تو میں لاء منسٹر کی توجہ چاہوں گا کہ یہ جو ٹیمیں بنائی ہیں، ان کی کارکردگی بھی سامنے ہے اور ہمیشہ ہر Call Attention Notice کے پر لاء منسٹر ایک ہی طرح کا فقرہ کیونکہ تین سال کی لاء منسٹر کی گفتگو کا ریکارڈ نکلوا کر دیکھیں کہ اگر اس میں زیر زبر کا بھی فرق ہو گا تو مجھے آپ جو جرمانہ کرنا چاہیں میں دے دوں گا کہ لاء منسٹر نے فرمایا ٹیمیں تشکیل دے دی گئی ہیں، ایسے ہو جائے گا، ویسے ہو جائے گا۔ تین سال سے ہم سنتے آ رہے ہیں اور اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا، جب Call Attention Notice ہوتا ہے تو سنگین سے سنگین جرم اس Call Attention Notice میں آ جاتا ہے۔ یہ آپریشن ونگ کی دیگر دلچسپیوں اور سرگرمیوں کو کنٹرول کریں اور انہیں کرائم کنٹرول پر لگائیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں انتہائی معذرت سے گزارش کروں گا کہ معزز رکن کی یہ ایک جنرل آبزرویشن ہے کوئی specific بات نہیں ہے اور میں نے یہ قطعی طور پر نہیں کہا کہ یہ ہو جائے گا یا وہ ہو جائے گا۔ ہم یہ کر چکے ہیں اور میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اگر ہمارے ساتھ ابھی بیٹھ جائیں تو میں اس مقدمے کا پورا ریکارڈ آپ کو دکھا دوں گا اور اس ریکارڈ میں اب تک جو پیشرفت ہے اس سے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی تسلی ضرور ہو گی لیکن چونکہ ابھی میں نے پہلے یہ گزارش کی تھی کہ یہ واقعہ 3-10 کا ہے اور اب 20 تاریخ ہے۔ ابھی تو پہلا ریمانڈ بھی 14 دن کا پورا نہیں ہوتا تو اس لئے ہمیں یہ موقع تو دیں ان سے ہم نے مزید تفتیش کرنی ہے۔ ابھی سے اگر میں ان کا نام دے دوں تو صبح اخبارات میں نام آ جائیں تو پھر اس مقدمے کی تفتیش، نہ صرف اس مقدمے کی تفتیش بلکہ باقی جو انکشافات ہونے ہیں وہ بھی لازمی طور پر effect ہوں گے لیکن میں آپ کو تسلی

کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ آئیں، ہمارے ساتھ بیٹھیں۔اس کے بعد بھی جو Call Attention Noticeآ رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کرائم کو روکنا انسانی بس میں ہی نہیں ہے لیکن پولیس کی اصل کارکردگی آپ detection سے ہی دیکھ سکتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ detection کے حوالے سے میں نے آپ کو گزارش کی ہے کہ ہم اس معاملے کو تقریباً detect کر چکے ہیں۔ شکریہ

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میں اپنی اس تحریک کو stress نہیں کرتا لیکن میں صرف ایک بات راجہ بشارت صاحب سے کہنا چاہتا ہوں کہ جو قتل ہونے والے بیچارے سکیورٹی گارڈز کمپنیوں کے ملازم ہوتے ہیں اور کمپنیاں بنکوں سے تو زیادہ چارج کرتی ہیں لیکن انہیں نہایت کم تنخواہ دیتی ہیں۔ کیا قتل ہونے والے گارڈز کو compensation دینے کے لئے راجہ صاحب کوئی مہربانی فرمائیں گے ؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! کمپنیوں کے سیکورٹی گارڈز باقاعدہ insured ہوتے ہیں اور انہیں insurance money definitely ملی ہو گی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اسی حوالے سے میری بھی ایک گزارش ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! گزشتہ اجلاس کے موقع پر میں نے ڈاکٹر جاوید خواجہ صاحب لاہور کے بڑے مایہ ناز ڈاکٹر اور شریف آدمی تھے جو کہ روزانہ 300 سے زیادہ مریضوں کا مفت علاج کرتے تھے اور پاکستان کے top کے معدے کے سرجن اور سپیشلسٹوں میں سے ایک تھے لیکن کسی سے بھی ایک پیسا نہیں لیتے تھے جو کہ فجر کی نماز پڑھ کر اپنے کلینک پر جاتے تھے اور شام تک مریضوں کو دیکھتے تھے تو فجر کی نماز کے بعد کلینک پر جاتے ہوئے انہیں قتل کر دیا گیا اور میں نے یہ درخواست کی تھی کہ دو دفعہ اس حوالے سے میں نے Call Attention Notice دیا لیکن اسے نہیں لایا گیا اور آپ نے حکم فرمایا تھا کہ اگلی دفعہ لے آئیں لیکن اس کے باوجود نہیں لایا گیا تو اتنا بڑا آدمی جس کے جنازے میں 50 ہزار سے زائد لوگ شریک تھے اور سارا دن لوگ اتنے سوگوار تھے اور سارا دن ٹریفک بند رکھی ہے اور اتنا اہم واقعہ شہر کے اندر ہوا اور میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ خود چیف منسٹر صاحب کو اور لاء منسٹر صاحب کو ان کے گھروں میں جانا چاہئے تھا کہ

بین الاقوامی سطح کے معروف ڈاکٹر کو قتل کیا گیا اور کسی نے ان کا پوچھا تک نہیں ہے اور یہ سوال دیا تو اسے بھی یہاں پر نہیں لایا تو میں یہ درخواست کروں گا لاء منسٹر صاحب کہ ڈاکٹر جاوید خواجہ کے قتل کی تفتیش اور ملزمان کی گرفتاری کے لئے خصوصی ٹیمیں بنائی جائیں اور انہیں فوری طور پر گرفتار کیا جائے اور یہ سامنے لایا جائے کہ اتنے عظیم آدمی کو کس نے شہید کیا ہے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں معزز رکن کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا اور اس وقت مقدمہ کی تفتیش کرنے والوں کو بھی بلالوں گا اور اس سے پہلے بھی میرے قابل احترام رکن پولیس سے متعلقہ بے شمار معاملات میرے نوٹس میں لائے ہیں اور میں نے کوشش کی ہے کہ ان کی تسلی کرائی جائے۔ میں گزارش کروں گا کہ کل کسی وقت میرے ساتھ بیٹھ جائیں تو متعلقہ تفتیشی افسران کو بلا کر اس مقدمے میں اب تک ہونے والی پیشرفت سے ان کو آگاہ کر کے ان سے رائے بھی لی جائے گی اور ان کی مشاورت سے معاملات کو آگے بڑھایا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، Next is ملک محمد اقبال چنڑ اور شیخ تنویر احمد صاحب!

سرگودھا میں ڈاکوؤں کے ہاتھوں دو طلباء کی ہلاکت اور ملزمان کے خلاف حکومتی کارروائی

ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 9-مارچ 2006 کو سرگودھا میں ڈاکوؤں نے ڈی ایس پی کے بیٹے وسیم حسن شاہ سمیت دو طلبا کو قتل کیا اور ان کے استاد کو شدید زخمی کر دیا؟

(ب) پولیس نے اس سلسلے میں اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں ان کی تفصیل دی جائے؟

(ج) پولیس نے اس سلسلے میں جو ملزمان گرفتار کئے ہیں ان کے نام و پتا جات کی تفصیل بتائی جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر!

الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 9/8 کی درمیانی شب دو کس نامعلوم ڈاکوؤں نے گلی نمبر 4 بشیر کالونی سرگودھا میں کرایہ پر حاصل کردہ ایک بیٹھک میں رہائش پذیر دو طالب

علموں کو دوران ڈکیتی مزاحمت پر اسلحہ آتشیں کی مدد سے قتل کر دیا۔ ان میں سے ایک مقتول ڈی ایس پی کلور کوٹ جناب نیامت اللہ شاہ کا بیٹا وسیم حسن شاہ تھا، دوسرے مقتول طالب علم کا نام حافظ بلال احمد تھا۔ علاوہ ازیں ان دونوں کے ساتھ رہائش پذیر حافظ شیراز انسٹرکٹر گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ سرگودھا بھی دوران واردات زخمی ہوا۔

(ب) وقوعہ کی ایف آئی آر نمبر 143 مورخہ 2006-03-09 بجرم 302/394 ت پ تھانہ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا درج رجسٹر ہوئی۔ مقدمہ کی سنگین نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی تفتیش ایس پی انوسٹی گیشن صدر سرگودھا کر رہے ہیں۔ اس ٹیم میں کریم نواز ایس ڈی پی او، ڈی ایس پی صدر سرکل غلام جیلانی ٹوانہ اور انسپکٹر شیر احمد ٹوانہ، انسپکٹر ضرار احمد، ایس ایچ او تھانہ سیٹلائٹ ٹاؤن، سب انسپکٹر محمد اشرف، اے ایس آئی بشیر احمد، اے ایس آئی سجاد احمد اور دیگر افسران کر رہے ہیں۔

(ج) مقدمہ ہذا نا معلوم ملزمان کے خلاف درج ہوا تاہم مقدمہ ہذا کے سلسلے میں نہایت باریک بینی کے ساتھ مشتبہ افراد کو شامل تفتیش کیا جا چکا ہے اور اس وقت تک latest صورتحال یہ ہے کہ تین لوگ گرفتار ہوئے ہیں ان کے نام معزز رکن کو بتا دوں گا۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! دن بدن پنجاب میں کرائم کی شرح بڑھ رہی ہے۔ اس سلسلے میں حکومت پنجاب کیا اقدام کر رہی ہے؟ دن بدن ڈکیتی، car snatching، کار لفٹنگ، قتل اور دن دہاڑے سرعام ڈکیتیاں ہوتی ہیں تو اس سلسلے میں حکومت پنجاب نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ اس سے related تو نہیں ہے وہ علیحدہ آپ question raise کر رہے ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اگر اس سلسلے میں یہ general statement چاہتے ہیں تو میں دینے کے لئے تیار ہوں۔ پولیس کو ہم نے زیادہ وسائل فراہم کئے ہیں اور نئی گاڑیاں لے کر دی ہیں، تفتیش کے لئے پولیس کے اخراجات مزید بڑھائے ہیں، پولیس پٹرولنگ پوسٹ قائم کی جارہی ہیں، پولیس کی نفری کو بڑھایا جارہا ہے، نئی بھرتی کی جارہی ہے۔ سو بے شمار ایسے اقدامات ہیں جو ہم نے کئے ہیں۔ اگر آپ موقع دیں تو میں ان کی تفصیل بتانے کے لئے تیار ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس question سے وہ بات related نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

رپورٹ
(توسیع)

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر فرزانہ نذیر مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

The Punjab Prohibition on Use of Rubber and Plastic Cans for keeping Victuals Bill 2003 (Bill No.21 of 2003) moved by Mrs Maha Raja Tareen, MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب والا! ماحولیات کے بارے میں وقت چاہئے pollution کو ختم کرنا ہے اس لئے توسیع لے رہی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The Punjab Prohibition on Use of Rubber and Plastic Cans for keeping Victuals Bill 2003 (Bill No.21 of 2003) moved by Mrs Maha Raja Tareen, MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

The Punjab Prohibition on Use of Rubber and Plastic

Cans for keeping Victuals Bill 2003 (Bill No.21 of 2003) moved by Mrs Maha Raja Tareen, MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اب Privilege Motions لیتے ہیں۔ یہ تحریک محترمہ ثمینہ نوید کی ہے وہ تشریف نہیں رکھتیں اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب کی ہے۔

ڈی پی او ملتان کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار

(---جاری)

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! آج وزیر قانون صاحب نے ڈی پی او ملتان کو بلایا تھا اور اجلاس شروع ہونے سے پہلے ان کے دفتر میں ملاقات ہوئی۔ اس میں، میں نے ڈی پی او صاحب سے یہ پوچھا کہ جو وقوعہ ہوا ہے اس کے بارے میں کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ درست ہوا ہے یا غلط ہوا ہے جس پر انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایسا کوئی دانستہ نہیں کیا، انہوں نے مجھے کافی دیر انتظار کروایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا اور مزید یہ ہے کہ چونکہ میں نے اپنی تحریک 28-دسمبر کو جمع کروائی تھی اس تحریک کا اچھا فائدہ یہ ہوا کہ جب یہاں سے نوٹس گیا تو حکومت نے ان سے جواب طلب کیا تو جنوری کے مہینے سے ہی ان کا رویہ میرے ساتھ نہایت مثبت ہو گیا تھا تو تحریک استحقاق پیش کرنے کا اصل مقصد تو یہی ہوتا ہے کہ جیسے ہم منتخب نمائندے افسران کی عزت اور احترام میں کبھی کوئی کمی نہیں رکھتے اسی طرح ہم سمجھتے ہیں کہ جو افسران ہیں ان کے بھی فرائض میں یہ شامل ہے کہ وہ منتخب نمائندے کے احترام میں کسی قسم کی کمی نہ کریں کیونکہ ہمیں اجتماعی نمائندگی کے لئے جانا ہوتا ہے۔ دونوں ہی ایک نظام کے پہیے ہیں اگر دونوں مل جل کر ایک دوسرے کے ساتھ چلیں گے تو یہ گاڑی اچھے طریقے سے چلے گی۔ ان کی اس یقین دہانی پر کہ انہوں نے ایسا کوئی دانستہ نہیں کیا تھا اور آئندہ بھی ان کا رویہ ایک منتخب نمائندے کے ساتھ مثبت ہوگا اس

پر میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا اور میں وزیر قانون کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بلاتفریق منتخب نمائندے کی عزت کو اپنی عزت سمجھا اور اچھا کام کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک پیر رفیع الدین بخاری صاحب کی ہے۔

ای ڈی او (ہیلتھ) لودھراں کا معزز رکن کے ساتھ نامناسب رویہ

سید محمد رفیع الدین بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 2۔ جنوری 2006 کو میں اپنے حلقہ کے عوامی مفاد کے مسئلہ کے حل کے لئے ڈاکٹر حبیب الرحمٰن ای ڈی او (ہیلتھ) لودھراں کو فون کیا اور ان سے ملاقات کے لئے ٹائم لیا تو انہوں نے کہا کہ آپ میرے دفتر آ جائیں۔ میں فوراً ان کے آفس میں چلا گیا وہ مجھے دیکھتے ہی باہر چلے گئے میں تین گھنٹے تک ان کا وہاں انتظار کرتا رہا موصوف تین گھنٹے کے بعد دفتر واپس آئے تو میں نے اپنا مسئلہ ان کو بیان کیا انہوں نے مجھے ٹرخانہ شروع کر دیا کہ اب دفتر میں فلاں نہیں ہے، فلاں چھٹی پر ہے آخر کار انہوں نے مجھ سے لڑائی شروع کر دی کہ آپ ایم پی اے صاحبان بلاوجہ ہم جیسے افسران کو تنگ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جاؤ میں آپ کا کام نہیں کرتا آپ نے جو میرا کرنا ہے کر لیں اس کے علاوہ بھی انہوں نے میرے خلاف نازیبا الفاظ بولے اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! میرے ساتھ اس معاملے میں پیر صاحب کی discussion بھی ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دینی چاہئے۔

MR. ACTING SPEAKER: This is referred to the Privilege Committee.

اگلی تحریک سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔

ضلع ناظم اور پولیس انتظامیہ کی غفلت اور نااہلی کی وجہ سے شرپسندوں کا اسمبلی بلڈنگ کو نشانہ بنانا

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ تحریک پڑھی جا چکی ہے۔ یہ پنجاب اسمبلی پر حملہ کے بارے میں ہے اس کا جواب آج ارشاد فرمانا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں استدعا کروں گا کہ اس کو آپ اگلے اجلاس تک pendingفرمالیں کیونکہ اس وقت کچھ انکوائریاں بھی ہو رہی ہیں، کچھ لوگوں کی bail petitions pendingہیں، کچھ کو گرفتار کیا ہوا ہے، کچھ bailپر رہا ہو کر آ گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت میرٹ پر اس بات کو discussکرنا کہ کیا وجوہات تھیں، ابھی ہم خود بھی کسی حتمی نتیجے پر نہیں پہنچے، ابھی investigationجاری ہیں اس لئے میری استدعا ہو گی کہ اس کو اگلے اجلاس تک pendingفرما لیا جائے میں اس کا جواب دوں گا۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس پر پچھلے دنوں بھی میں نے discussionکی تھی کہ ہم ہر روز یہاں تحاریک استحقاق پیش کرتے ہیں کہ یہ اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ پنجاب اسمبلی پر حملہ ہونا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کا سب سے بڑا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ یہاں پر اس وقت میں بھی موجود تھا۔ میں تھوڑی دیر پہلے نکل گیا تھا۔ یہاں پر کافی ممبران موجود تھے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اس پر ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا دیں جو اگلے اجلاس تک بیٹھ کر فیصلہ کر لے اور fixکر لے کہ اس میں کون involveتھے یہ کس نے کیا اور کس کا قصور ہے۔ اس لئے میری درخواست ہے کہ اس کمیٹی کے بارے میں ہاؤس سے پوچھ لیں کیونکہ اگر یہ کمیٹی بن جائے تو اگلے اجلاس تک وہ رپورٹ بھی آ جائے گی اور اس پر کام بھی بہتر طریقے سے ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے اتفاق کرتا ہوں کہ جو بات احسان

اللہ وقاص صاحب نے تحریک استحقاق میں دی ہے اور صحیح معنوں میں یہ واحد ایسی تحریک استحقاق ہے جس میں یہ لکھا گیا ہے کہ اس سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور وہ حقیقتاً ہے کہ ہوا ہے۔ اگر اس معزز ایوان کی شان میں کوئی بات کی جاتی ہے اور اس کو نقصان پہنچایا جاتا ہے تو بلا شبہ وہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اس حد تک میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں اور اسی لئے میں اس پر وقتی طور پر کوئی ایسی بات غیر ذمہ داری سے نہیں کہنا چاہتا جو ultimately اس بات کو affect کرتی ہو کہ بارہا یہ واقعہ ہوا ہے اس سے کسی کو انکار نہیں اور اس واقعہ کے محرکات دیکھنا اور اس کی تہہ تک جانا میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے ہر رکن کا یہ حق بنتا ہے کہ اس کے محرکات کو جانے اور اس کو تفصیل بتائی جائے کہ کیا محرکات تھے، کس واقعہ کے نتیجے میں یہ سارے حالات پیدا ہوئے اس لئے میری آپ سے استدعا ہو گی کہ اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کریں جو investigation کی رپورٹ آتی ہے میں معزز ایوان کو بتاؤں گا اور اس پر میں خود آپ سے گزارش کروں گا کہ اس معزز ایوان کی کمیٹی بنا کر ان تمام محرکات کو دیکھا جائے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سمیع اللہ صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں تین ساڑھے تین سال سے دیکھ رہا ہوں کہ جو کام لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس کو پہلے pending کروایا آج تک اور اب اگلے اجلاس تک کہہ رہے ہیں۔ ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ یہاں پر کوئی ایسی بات نہ کہہ دی جائے جس کا حقائق سے تعلق نہ ہو تو جو استحقاق کمیٹی ہے میری بھی دو تحاریک گئی تھیں میں نے بھی دیکھا کہ وہ کس طرح سے کام کرتی ہے تو یقینی بات ہے کہ وہ یہی کام کرتی ہے جس کی طرف لاء منسٹر اشارہ کر رہے ہیں وہ وہاں شاہ صاحب کو بلائیں گے اور جو ممبرز موجود تھے ان کو بلائیں گے اور متعلقہ ایجنسی یا ادارے ہیں جو ذمہ دار ہیں ان کو بلائیں گے وہاں وہ سارا کریں گے ویسے یہ روٹین میں ہماری یہ روایت ہے کہ ہم نہ تو ہاؤس کی کوئی کمیٹی بناتے ہیں اور جو لاء منسٹر فرما رہے ہیں کہ اگلے اجلاس تک، یقینی بات ہے وہ استحقاق کمیٹی ہی اس کو دیکھ لے بجائے اس کے کہ ہاؤس کی کوئی کمیٹی دیکھے یا کوئی اور ادارہ دیکھے، یہ روایت ہے کہ وہ سارے معاملات جن کی طرف لاء منسٹر اشارہ کر رہے ہیں ان کو استحقاق کمیٹی دیکھے اور وہ دیکھتی رہی ہے یہ پریکٹس ہے اس لئے میری استدعا ہے کہ جب ہم چھوٹے چھوٹے مسائل پر

معاملات استحقاق کمیٹی کو بھیجتے ہیں تو جیسے لاء منسٹر نے یہاں برملا اعتراف کیا ہے کہ یہ پہلی تحریک ہے جس سے واقعی ایوان کا استحقاق حقیقی معنوں میں مجروح ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پچھلی بار انہوں نے اگر اس کو pending کروایا ہے تو اس ایوان کے تقدس کو دنیا کے سامنے اس طرح نہ رکھیں کہ ہم ایک انفرادی استحقاق کو تو فوراً accept کر لیں جیسا کہ ابھی یہاں ایک دو ہوئی ہیں، فوراً چلی گئی ہیں لیکن جو ایوان کا حقیقی معنوں میں تقدس مجروح ہوا ہے اس پر ایک بار pending ہوئی ہے، اب اگلے سیشن تک pending ہو گی اور پھر اس کے بعد بھی پتا نہیں ہے اس لئے اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ وہ سارے معاملات وہاں دیکھ لئے جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ میرے معزز بھائی میری بات کو شاید سمجھ نہیں سکے۔ میں نے کلی طور پر اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ یہ جو اسمبلی کو آگ لگانے کا واقعہ ہوا ہے اس سے اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ معزز رکن نے اس میں اس بات کا اظہار بھی کیا ہے کہ اس سلسلے میں کس کس کے خلاف کارروائی کی جائے۔ معزز رکن نے اس میں general بات نہیں کی بلکہ دو افراد کے متعلق specifically کہا ہے کہ یہ ان کی نااہلی کی وجہ سے واقعہ ہوا ہے اب ہم انکوائری کر رہے ہیں۔ انکوائری میں مثال کے طور پر ہم کسی اور کو ذمہ دار ٹھہراتے ہیں تو پھر already جو ہم ایک تحریک استحقاق کمیٹی کو refer کر چکے ہوں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے ایک دائرہ کار محدود ہو جائے گا تو میں نے صرف استدعا یہ کی ہے کہ اس کو pending کر لیں، پہلے ہمیں انکوائری کی رپورٹ آنے دیں، اسے ہم معزز رکن کی خدمت میں پیش کریں گے، مطمئن ہوئے تو ٹھیک ہے، نہیں تو یہ تحریک استحقاق Privilege کے پاس جائے، in any case Privilege Committee Committee فیصلہ کرے، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ شکریہ

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا اس سلسلے میں جو تجربہ ہے میں ان کے ساتھ exchange کر رہا ہوں۔ اسلام آباد میں آصف زرداری صاحب کی آمد کے موقع پر ہمارے ساتھ جو ہوا اس پر میں نے ایک تحریک استحقاق دی۔ اس میں ایک ڈی، ایس، پی کے سٹار لگا ہوا تھا، میں نے نام پڑھا اور میں نے وہ نام لکھ کر دے دیا کہ اس نے ہمارا breach privilege کیا ہے کہ وہاں جو گرفتاری کی یا جو بھی ہوا، جب وہ privilege کمیٹی کے پاس گیا تو پنڈی پولیس نے اس ڈی، ایس، پی کے بارے میں یہ کہا کہ جس کا آپ نے badge پر نام پڑھ کر استحقاق کمیٹی کو دیا ہے وہ ہم نے جب

اس دن کی ڈیوٹی چیک کی، جس دن آصف زرداری صاحب اسلام آباد آئے تو اس وقت وہ پریذیڈنٹ کی ڈیوٹی پر تھا اس لئے آپ نے جو اس ڈی، ایس، پی کا نام اپنی تحریک استحقاق میں لکھ دیا ہے وہ تو پریذیڈنٹ کی ڈیوٹی پر تھا، وہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ایئرپورٹ پر آئے اور آ کر آپ کے ساتھ بدتمیزی کرے یا اس کا جو بھی معاملہ ہوا؟ اس کے بعد یقینی بات ہے کہ اس ادارے نے پوری investigation کی اور پھر وہ نام ملتا تھا یا کچھ اور مسئلہ تھا، پھر وہ اصلی ڈی، ایس، پی جس کو ہم نے پہچان بھی لیا کہ ہاں یہ ڈی، ایس، پی تھا وہ نام شاید ایک طرح سے تھا یا جو بھی تھا تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر فرض کریں کہ انہوں نے کسی کا نام اس پر لکھا ہے تو اگر استحقاق کمیٹی میں، جیسا کہ میری استحقاق کمیٹی میں ہوا کہ نام میں نے کسی اور کا لکھ دیا اور وہ کسی اور ڈیوٹی پر تھا تو پھر اصلی بندہ سامنے آ گیا۔ اب اس میں بھی جن کے نام انہوں نے لکھے ہیں، فرض کریں کہ انہوں نے میری اطلاع کے مطابق میاں عامر کا نام لکھا ہے یا ضلعی ناظم کا لکھا ہے یا انہوں نے لاہور پولیس کو مورد الزام ٹھہرایا ہے تو اگر استحقاق کمیٹی میں یہ حقائق سامنے آئیں گے، یہ پریکٹس ہے کہ اگر حقائق سامنے آئیں اور پھر اصلی جو ایجنسی ہے یا اصلی جو اس کا ذمہ دار ہے اس تک پہنچیں تو استحقاق کمیٹی اس کو بلا لیتی ہے۔ یہ بڑا سادہ سا معاملہ ہے، یہ اتنا پیچیدہ نہیں ہے اس لئے میں لاء منسٹر سے بھی گزارش کروں گا کہ یہ غیر معمولی تحریک استحقاق ہے اس کو اس طرح سے زیر بحث لانا اور اس پر بار بار زور دینا مجھے بھی اچھا نہیں لگتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں پھر یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ شاید میرے معزز بھائی اس بات کو سمجھ نہیں رہے یا تو آپ یہ فرما دیں کہ ہم اپنی انکوائری کو ختم کر دیں اور استحقاق کمیٹی کو ہی چلنے دیں۔ اس کے ساتھ اور مزید بھی نقصانات ہوئے ہیں، اسمبلی کا نقصان سب سے مقدم لیکن اور بھی معاملات ہم دیکھ رہے ہیں۔ میں نے معزز رکن کی خدمت میں یہ نہیں کہا کہ اس کو withdraw کر لیں، pending کرنے کے لئے کہا ہے اور معزز رکن میری بات سے اتفاق کرتے ہیں لیکن سمیع اللہ صاحب جو ہیں، میں ان سے استدعا کروں گا کہ خدا کے لئے اس بات کو غلط معنوں میں نہ لیا جائے۔ میں تو یہ استدعا کر رہا ہوں کہ میں نے اس کو oppose نہیں کرنا، صرف اس کو pending کر لیں۔

جناب سمیع اللہ خان: [**********]

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جس انداز سے میں جواب دے رہا ہوں، وہ شخص جس کو حقائق کا علم نہیں وہ اگر یہ زبان استعمال کرے تو یہ غلط بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی سے expunge کیا جاتا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! شور سے اس کا فیصلہ نہیں ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ شور کی بات نہیں۔ بات یہ ہے۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان: لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ شاہ صاحب اس پر زور نہیں دے رہے ہیں۔ اگر شاہ صاحب زور نہیں دے رہے تو یقینی بات ہے کہ میں نے ساری بحث غلط کی ہے اور اگر شاہ صاحب اس کو press کر رہے ہیں تو پھر غلط بیانی پر لاء منسٹر صاحب معذرت کریں۔ (شور و غل)

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، انہوں نے ایسی بات کوئی نہیں کی۔ لاء منسٹر نے قطعاً یہ نہیں کہا کہ ان کی بات سے وہ disagree کر رہے ہیں، وہ یہ بات کہہ رہے ہیں کہ چونکہ یہ ایک اہم واقعہ ہے، پہلے ہی اس کی ایک investigation چل رہی ہے، unless اس investigation سے کوئی چیز سامنے نہیں آتی، باقی آپ کے point of view سے وہ متفق ہیں کہ It has to go to Privilege Committee اور یہ جائے گی لیکن اس رپورٹ کو آنے دیں اور اگلے سیشن تک اس کو pending کیا جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس سے کوئی ایسا مسئلہ پیدا ہو گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ 14۔فروری 2006 کا یہ واقعہ ہے اور دیکھ لیں کہ آج 20۔مارچ 2006 ہے۔ ایک مہینے سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے۔ یہ فرما دیں کہ investigation کے لئے ان کو کتنے مہینے چاہئیں، کتنے سال چاہئیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، وہ اگلے اجلاس کا کہہ رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے لیکن میری اس میں درخواست یہ ہے کہ اس کا طریق کار تو یہ ہے کہ یا اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ دوسرا اس میں یہ ہے کہ یہاں پر اس ہاؤس کی کمیٹی اس پر بنا دی جائے کیونکہ یہ مسئلہ تو بڑا اہم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سپیشل حالات میں اس پر سپیشل کام ہونا چاہئے کہ گورنمنٹ اگر سوا مہینے میں یہ determine نہیں کر سکی کہ اسمبلی پر کن لوگوں نے حملہ کیا تھا اور ان کو کتنے مہینے چاہئیں یہ determine کرنے کے لئے کہ

کون لوگ تھے جنھوں نے اسمبلی پر حملہ کیا تھا؟میں نے آپ سے پہلے جو درخواست کی تھی کہ اس میں آپ بیشک اپوزیشن سے کسی کو نہ رکھیں،اس میں ٹریژری بنچوں سے آپ ایک کمیٹی بنادیں، اپنی سر براہی میں بنادیں،وہ کمیٹی یہ probe کرے،یہ سارے سامنے آجائیں گے،سارے حالات، یہاں پر جو ایم پی اے موجود تھے ان کی statements آجائیں گی،یہاں پر اسمبلی کے جو لوگ موجود تھے ان کی statements آجائیں گی۔ سارا ریکارڈ ہاؤس کمیٹی کے سامنے آجائے گا اور اگلے اجلاس میں یہاں پر پیش ہو جائے گا۔ راجہ صاحب جو فرمارہے ہیں کہ میں اگلے اجلاس میں اس کمیٹی کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کر دوں گا۔ ہوتا یہ ہے کہ جب یہ وقت گزر جاتا ہے، معاملہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے، ماحول تبدیل ہو جاتا ہے تو اس وقت تو ہم بھی نہیں پوچھتے کہ آپ کمیٹی کی رپورٹ یہاں پر پیش کریں، کمیٹی کی اگر کوئی رپورٹ ہوتی بھی ہے تو وہ سرد خانے میں پڑی رہتی ہے۔ اگر آپ کی سر براہی میں یہ کمیٹی بنے گی یا یہ استحقاق کمیٹی میں معاملہ جائے گا تو یقینی طور پر وہ ہاؤس میں دوبارہ آئے گا۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے اور میں لاء منسٹر سے بھی یہ کہوں گا کہ ہم اس کو leak out نہیں کریں گے، کیا leak out ہو گا؟ کمیٹی نے تو یہ probe کرنا ہے کہ کون لوگ حملے میں ملوث تھے اور کن لوگوں نے حملہ کیا ہے؟ کن کی negligency تھی جس کی وجہ سے اسمبلی پر حملہ ہوا ہے تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اپنی سر براہی میں یہ کمیٹی تشکیل دے دیں جس میں دو تین آدمی گورنمنٹ کے رکھ لیں، ایک دو اپوزیشن کے رکھ لیں، وہ کمیٹی اگلے اجلاس میں اسمبلی میں رپورٹ پیش کر دے، معاملہ ختم ہو جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ معاملہ اتنا آسان نہیں ہے۔ اگر آپ تحریک استحقاق کو پڑھیں تو اس میں انہوں نے ایس ایس پی (آپریشن) کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے، انہوں نے ڈسٹرکٹ ناظم لاہور کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے، legally speaking اور rules کے مطابق اگر آپ اس کو کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں تو وہ دونوں حضرات جن کو ابھی تک۔۔۔

(اذان مغرب)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے جو باتیں کہی ہیں ان میں اس لحاظ سے weight ہے کہ 14۔ فروری کو صرف مال روڈ پر تقریباً 27/28 کروڑ روپے کا نقصان ہوا جس میں سے اس ایوان کے ایک رکن کی کمپنی کا بھی کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔ وہ لوگ کون تھے؟

حکومت کو اس بارے میں investigation کے لئے ٹائم ملنا چاہئے۔ اگر اسمبلی کے نقصان کی بات کی جاتی ہے تو درست ہے، ہونی چاہئے۔ ہمارے پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے لیکن آپ دیکھیں کہ اس دن لوگوں کے کوٹ اتروا کر پیسے لوٹے گئے، سیف توڑے گئے، خواتین سٹاف کو مارا گیا، گاڑیاں الٹائی گئیں، آگ لگائی گئی یعنی مال روڈ پر تباہی پھیر دی گئی اور اس کے بعد کوئی گاہک مال روڈ پر آنے کو تیار نہیں ہے۔ بزنس کمیونٹی بہت پریشان ہے۔ آج یہاں پر اسمبلی کے حوالے سے بات تو کی جا رہی ہے۔ جن لوگوں نے یہ حرکت کی ہے اگر حکومت یہ چاہتی ہے کہ وہ لوگ منظر عام پر آئیں تو پھر اس پر ضرور بات ہونی چاہئے۔ اس دن جو کچھ ہوا آپ یقین کریں کہ اس پر میرا دل روتا ہے۔ ہماری اسمبلی کے ایک رکن کی کمپنی کو clear cut لوٹا گیا، clear cut تباہی مچائی گئی، سٹاف کے بازو تک توڑے گئے لیکن وہ یہاں پر اسمبلی کا رکن ہونے کے باوجود کچھ نہیں کر سکا۔ اگر حکومت ان لوگوں کو پکڑنا چاہتی ہے، کچھ کرنا چاہتی ہے اور اس کے لئے کچھ وقت مانگتی ہے تو اس پر ہمارے اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو کیوں اعتراض ہے؟ اس دن مال روڈ پر ایسا لگ رہا تھا جیسے کہ کوئی بمباری ہوئی ہے۔ شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ میری تحریک استحقاق ہے اور میں اسے کسی قیمت پر، کبھی بھی واپس نہیں لوں گا۔ آپ نے reject کرنا ہے تو بے شک کریں لیکن میری گزارش یہ ہے کہ اس اسمبلی بلڈنگ کو بنے ہوئے 70 سال ہو چکے ہیں اور تاریخ میں ایسا واقعہ پہلی دفعہ ہوا ہے۔ دوسرا میں نے اپنی تحریک میں صرف یہ لکھا ہے کہ ضلعی ناظم اور پولیس کی نااہلی کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ میں نے کسی کا نام نہیں لکھا۔ میں خود یہاں پر اسمبلی میں موجود تھا، میرے ساتھ بریگیڈیر حسن صاحب یہاں اسمبلی میں موجود تھے۔ ہم نے خود اپنی آنکھوں سے جو کچھ دیکھا وہی بیان کیا ہے۔ میرے بھائی شیخ علاؤالدین صاحب نے جو کچھ بیان فرمایا ہے ہم اس سے پوری طرح اتفاق کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی بھی انکوائری کروائیں۔ جن لوگوں نے یہ سب کچھ کیا ہے حکومت کے پاس ساری کی ساری ویڈیو فلمیں موجود ہیں۔ جن لوگوں نے توڑ پھوڑ کی ہے، زیادتی کی ہے ان کی ویڈیو بنی ہوئی ہے لیکن انہوں نے سعد رفیق کو پکڑ کر اندر کر دیا ہے۔ اس طرح تو مسئلے کا حل نہیں نکلے گا۔ اگر پولیس اسی طرح کی ہی investigation کرنا چاہتی ہے تو پھر اس کا کیا فائدہ ہے؟ پولیس نے تو علماء کرام کو گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیا ہے۔ مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب کو جیل میں بند کر دیا گیا ہے۔ کیا ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب نے یہ توڑ پھوڑ کی ہے؟ اسمبلی پر

حملہ اتنا بڑا واقعہ ہے جبکہ آپ اس بارے میں سنجیدہ ہی نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ معزز رکن نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اس کے متعلق میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ اس سے نہ صرف آپ کا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لیکن اگر آپ اس کے ذریعے سیاست کرنا چاہتے ہیں تو پھر مجھے وقت دیں۔ جو حقائق ہیں وہ ہم سامنے لائیں گے۔ میں اس تحریک کو defend بھی کروں گا اور سارے حقائق بھی آپ کے سامنے رکھ دیئے جائیں گے۔ آپ مجھے کچھ وقت دے دیں، اگلے اجلاس تک اس کو pending فرما لیں۔ چونکہ آج اجلاس ختم ہو رہا ہے لہذا اس تحریک کو آپ اگلے اجلاس تک pending فرما لیں تو میں حالات و واقعات آپ کے سامنے رکھوں گا اور تمام دوست بھی اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں گے۔ یہ تو نہیں کہ اپوزیشن کی طرف سے تو سب دوست بات کرتے رہیں اور ہمیں جواب کا موقع ہی نہ دیا جائے۔ ابھی شیخ علاؤالدین صاحب نے بھی بات کی ہے۔ ہم اس کو باقاعدہ debate کریں گے، جو رپورٹ آئے گی اس کو debate کریں گے۔ آپ بے شک اس کے لئے کوئی دن مقرر کر دیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے تو تسلیم کر لیا ہے کہ ہمارے پاس سارا ریکارڈ موجود ہے۔ ہم وہ پیش کریں گے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ وہ پیش کریں۔ ہم کب منع کر رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ وہ سارا ریکارڈ استحقاق کمیٹی میں لائیں۔ پوری اسمبلی نے، ہم نے اس بات کی پہلے ہی مذمت کی ہے، جس نے بھی یہ کارروائی کی ہے، ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ تحریک ناموس رسالت ﷺ ہم سیاسی مقصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں اور نہ ہی ہم یہ چاہتے ہیں۔ جنھوں نے دکانوں کو لوٹا ہے ہم ان کی مذمت کرتے ہیں، جنھوں نے شرپسندی کی ہے ہم ان کی بھی مذمت کرتے ہیں۔ آپ اس کو کسی فورم پر لے کر تو آئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک خود حکومت کی طرف سے لائی جانی چاہئے تھی۔ مشترکہ طور پر یہ بات یہاں آنی تھی۔ یہ ایک بہت بڑا واقعہ ہے۔ پنجاب اسمبلی کی عمارت پر پتھراؤ کیا گیا ہے۔ میں یہاں پر موجود تھا، بریگیڈیر حسن صاحب یہاں پر موجود تھے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ دو سو پولیس والے اسمبلی کی بلڈنگ کے پیچھے کھڑے تھے۔ ہم ان کی منتیں کرتے رہے کہ یار سامنے سے بلڈنگ تباہ ہو رہی ہے آپ لوگ جا کر بچائیں تو انہوں نے کہا کہ ہم نہیں جاتے۔ اگر investigation ہو گی تو وہ پوچھیں گے کہ کس کی ڈیوٹی یہاں پر لگی ہوئی تھی؟ مجھے تو نہیں پتا کہ اس دن ڈیوٹی پر پولیس انسپکٹر صاحب کا کیا نام تھا؟ وہ بلڈنگ کے

پیچھے تھے جبکہ سامنے سے اسمبلی پر، ہم پر سنگ باری ہو رہی تھی۔اس وقت اسمبلی بلڈنگ کے اندر پانچ منٹ کے لئے کھڑا ہونا مشکل تھا کیونکہ یہاں پر بہت زیادہ آنسو گیس تھی۔ وہ پتھراؤ کرنے والوں پر آنسو گیس پھینکنے کی بجائے اسمبلی بلڈنگ پر پھینک رہے یہ اسمبلی کی تاریخ کا سب سے سنجیدہ واقعہ ہے اس پر جو بھی کارروائی کی جائے ہم ساتھ دیں گے۔ میرے سب ساتھیوں کا تو مطالبہ ہی یہی ہے کہ جو بھی اس کے ذمہ داران ہیں، جو بھی اس کے ملزم ہیں، جو بھی اس کے مجرم ہیں ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے، اس بارے میں ایمانداری کے ساتھ تحقیق ہونی چاہئے۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ اسمبلی کی جو تضحیک ہوئی، اسمبلی کا جو استحقاق پامال کیا گیا وہ باعث شرم ہے۔ تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے بطور مسلمان اس ہاؤس کے تمام ممبران اور عام شہریوں کا یہ ایمان ہے کہ:

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اسمبلی کو بنے ہوئے 64 سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے۔ تحریک ختم نبوت چلی، بنگلہ دیش نامنظور تحریک چلی، ایوب خان کی آمریت کے خلاف تحریک چلی، 1977 میں نظام مصطفیٰ تحریک چلی، مال روڈ پر جلسے جلوس ہوئے لیکن اتنی بڑی جرات، حماقت کبھی کسی نے نہیں کی۔ sanctity of the House اپنی جگہ لیکن یہاں تو اس August House کو آگ لگانے کی کوشش کی گئی۔ ہم ان تمام رویوں کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ ہماری یہ خواہش ہے کہ جو لوگ اس میں involve تھے ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میرے معزز بھائی نے یہ فرمایا ہے کہ پہلی دفعہ اسمبلی پر اس طرح حملہ ہوا ہے۔ 1929 میں بھگت سنگھ کے خلاف پرچہ درج ہوا تھا وہ بھی اسی اسمبلی پر حملہ تھا، اسے میانوالی جیل میں رکھا گیا اور کیمپ جیل میں شام پانچ بجے اسے پھانسی لگائی گئی وہ بھی پنجاب میں اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے خیال میں بہتر یہ ہو گا کہ پانچ دس آدمیوں کے نام ادھر سے لے لیں اور بیس پچیس کے ادھر سے لے لیں اور اس پر عام بحث کروا لیں کیونکہ ماحول

کچھ اسی طرح کا چل رہا ہے۔ میں اس تحریک کو oppose ہی نہیں کر رہا،اس کے باوجود آپ سب کو تقریر کے لئے وقت دے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے جو تجویز پیش کی ہے کہ اس پر عام بحث ہونی چاہئے، ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں، منظور کرتے ہیں اس پر عام بحث ہونی چاہئے۔ اس معاملے کا صرف ایک پہلو یہ ہے کہ اسمبلی حملہ ہوا جس سے تمام ہاؤس کا تقدس پامال ہوا یا استحقاق مجروح ہوا لیکن اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس بلڈنگ میں لگے ہوئے کیمرے اس بات کے گواہ ہیں کہ یہاں کوئی ہزار، دو ہزار یا دس ہزار کا mob نہیں آیا کہ جس نے آکر اسمبلی چیمبر پر حملہ کیا۔ ٹوٹل چھ سات آدمی تھے، ان کی تصاویر ویڈیو میں موجود ہیں۔ آخر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس دن کس کی ذمہ داری تھی کہ وہ اسمبلی چیمبر کو تحفظ فراہم کرتا اور کون اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں ناکام ہوا ہے؟ ان کے خلاف حکومت نے کیا ایکشن لیا ہے؟ کچہری میں صرف ریکارڈ کو آگ لگی تھی اور اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے لاہور کے تمام ذمہ داران آفیسرز کو معطل کر دیا تھا اور ان کے خلاف انکوائری کرائی تھی کہ کون آدمی ذمہ دار ہے لیکن یہاں پر حکومت نے یہ ایکشن لیا ہے کہ جس دن واقعہ ہوا ہے اس کے تمام ذمہ داران کو ایک ایک رینک ترقی دے دی گئی ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ اس پر سیاست نہیں ہونی چاہئے لیکن میں کہتا ہوں کہ حکومت اس پر سیاست کر رہی ہے اور انہوں نے بے گناہ لوگوں کو پکڑ کر جیلوں میں بند کیا ہوا ہے۔ 88 کے قریب کارکن اس وقت بھی کیمپ جیل میں بند ہیں۔ یہ ثابت کر دیں کہ ان میں سے کسی ایک آدمی کا بھی تعلق مسلم لیگ (ن)، پیپلز پارٹی یا ایم ایم اے سے ہے۔ وہاں پر اشرف رضوی صاحب اور ان کے ساتھ تقریباً چھ اور علماء ہیں جنھیں انہوں نے اب نظر بند کیا ہے۔ یعنی کب کا واقعہ ہے لیکن اب انھیں نظر بند کیا ہے۔ مولانا سرفراز نعیمی صاحب اور انجینئر سلیم اللہ صاحب کو ہسپتال میں ہتھکڑیاں لگائی ہوئی ہیں۔ یہ سیاسی استحکام ہے جو حکومت کر رہی ہے۔ زعیم قادری صاحب اور سعد رفیق صاحب نے on oath یہ کہا کہ ہم نہ صرف اس معاملے میں ملوث ہیں بلکہ ہم اس بات کا بھی oath دیتے ہیں کہ ہم نے کسی آدمی کو instigate کیا ہو۔ حکومت نے کم از کم اڑھائی تین سو آدمیوں کو موقع پر گرفتار کیا ہے یہ ان میں سے کسی ایک آدمی کا کسی بھی سیاسی جماعت کے ساتھ سیاسی تعلق ثابت کر دیں۔ یہ ثابت نہیں کر سکے۔

جناب سپیکر! جس دن یہ اجلاس شروع ہوا اس دن وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا کہ راجہ صاحب اور رانا ثناء اللہ صاحب بیٹھ جائیں تو ہم اس معاملے کو resolve کر دیں گے اور جو بے گناہ آدمی ہیں انہیں چھوڑ دیں گے۔ اب راجہ صاحب پچھلے سترہ دن سے میرے ساتھ صبح دوپہر شام کر رہے ہیں اب کل 11.00 بجے کا ٹائم مقرر کیا ہے لیکن ان کو پیچھے سے کوئی اجازت ملے تو تب بات بنے گی۔ ان کو پیچھے سے کوئی indication ہو تو تب بات ہے۔ حکومت اس معاملے کو صرف اور صرف سیاسی انتقام کے طور پر استعمال کر رہی ہے اور انہوں نے اپنے سیاسی مخالفین پر جھوٹے مقدمے درج کئے ہیں۔ انہوں نے ان کے خلاف دہشت گردی کی دفعات لگائیں۔ ان کے اوپر چادریں ڈال کر ان کو دہشت گرد بنا کر عدالتوں میں پیش کیا گیا۔ ان کی تضحیک کی گئی اور ایک ایک آدمی کو دس دس مقدموں میں گرفتار کیا گیا۔ اگر ان کو ناموس رسالت اور اس ہاؤس کے استحقاق کا پاس ہے تو انھیں اس معاملے کو سیاست کے طور پر استعمال نہیں کرنا چاہئے تھا۔ سیاسی انتقام نہیں لینا چاہئے تھا۔ اس دن قائد ایوان نے کہا کہ ہم کسی بے گناہ کو ایک دن بھی نہیں رکھیں گے لیکن انہوں نے آج تک اس بات کو فائنل نہیں کیا کہ اس میں کون گناہ گار ہے اور کون بے گناہ ہے؟ میں روزانہ ان سے ملتا رہا ہوں لیکن انہوں نے آج تک اس بات کو فائنل نہیں کیا کہ اس میں اتنے آدمی گناہ گار ہیں اور اتنے آدمی بے گناہ ہیں؟ صرف اسی بات پر لگے ہوئے ہیں کہ آج دیکھتے ہیں، کل دیکھتے ہیں پرسوں دیکھتے ہیں۔ ان کے پاس وڈیو موجود ہے۔ اس اسمبلی بلڈنگ کی وڈیو موجود ہے اور ایک ایک آدمی identifiable ہے۔ ایک ایک ملزم identifiable ہے۔ انہوں نے جو دو اڑھائی سو آدمیوں کو پکڑا ہوا ہے ان میں جو آدمی identify ہیں ان کی لسٹ دیں کہ یہ آدمی گناہ گار ہیں اور باقی آدمیوں کو چھوڑ دیں اور اگر کوئی نہیں پکڑا گیا تو اس کو پکڑیں لیکن خواہ مخواہ سیاسی لیڈروں کو سیاسی جماعتوں کے کارکنوں کو انتقام کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ یہ ناموس رسالت کو سیاسی انتقام کے حربے کے طور پر استعمال کر رہے ہیں جو کہ انتہائی قابل مذمت ہے اور یہ حکومت کر رہی ہے۔ مجھے پتا ہے کہ اس میں راجہ صاحب کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ مجھے پتا ہے کہ وہاں تک ان کی کتنی رسائی ہے؟ یہ روز اسی بات میں لگے ہوئے ہیں کہ آج بات ہو جائے، صبح بات ہو جائے، شام بات ہو جائے لیکن ان کی بات نہیں ہوتی۔ میں بالکل اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ اس پر بحث ہونی چاہئے اور اس کے لئے time limit مقرر کریں اور یہ بتائیں کہ دو دن میں یا چار دن میں فائنل کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے دونوں طرف کی باتیں سنی ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! رانا صاحب نے حکومت کو accuse کیا ہے کہ گورنمنٹ نے پکڑا ہوا ہے۔ میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی اسی لئے عرض کیا تھا کہ حکومت کو ایک ایسے issue پر embarrass کرنا جس کا حقائق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے مناسب نہیں ہے۔ اس دن وزیر اعلیٰ صاحب نے یہاں فرمایا تھا کہ جو لوگ اس میں ملوث نہیں ہیں ان کو رہا کیا جائے۔ میں رانا صاحب سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بتا دیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی اس سٹیٹمنٹ کے بعد ان کے کتنے لوگ رہا ہوئے ہیں، کتنے لوگوں کے detention order واپس کئے گئے ہیں؟ لیکن اگر یہ، یہ توقع کرتے ہیں کہ جو لوگ واقعتاً ان واقعات میں ملوث ہیں ان کا نام بھی درمیان میں سے نکال دیا جائے تو وہ نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے میں کہہ رہا ہوں کہ جیسے جیسے انوسٹی گیشن آگے جا رہی ہے اس میں جو لوگ ملوث نہیں ہیں وہ نکل رہے ہیں لیکن یہ اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے۔ یہ سعد رفیق کے متعلق بات کرتے ہیں کہ خواجہ سعد رفیق نے حلفاً یہ کہا کہ میں بے گناہ ہوں لیکن میں بھی یہ بات حلفاً کہنے کے لئے تیار ہوں کہ جب انہیں باہر سے سگنل آتا ہے تو وہ وہ کچھ کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں جو انہیں نہیں کرنا چاہئے۔ یہ ہوتا ہے، ہوا ہے اور میرے بھائی بھی اسی بات سے آگاہ ہیں۔ اس وقت مبارکیں دی جاتی ہیں، اس وقت کہا جاتا ہے کہ انشاء اللہ جمعہ کی بھی تیاری ہے۔ یہ کون کرتا ہے، ان کے پیچھے کون ہے؟ میں یہی تو آپ سے مہلت مانگ رہا ہوں کہ آپ ہمیں مہلت دیں۔ آج تک اپوزیشن نے ایک بندہ بھی nominate نہیں کیا کہ ہم اس کو پہچانتے ہیں اور اسے رکھ لیں۔ وہ لوگ باہر سے نہیں آئے تھے۔ اب یہ سارا گورنمنٹ کے کندھوں پر ہے اور گورنمنٹ ہی اس کے لئے کر رہی ہے۔ میں پھر وثوق کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ بے گناہ ہیں ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی لیکن جو لوگ اس میں genuinely involve ہیں وہ بھی اتفاق کرتے ہیں اور ہم بھی اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ ان لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچنا چاہئے لیکن اس کے لئے تھوڑا سا صبر کیجئے۔ تھوڑا سا صبر سے کام لیجئے، میرے پاس اس بات کا کوئی اختیار نہیں ہے کہ میں کہوں کہ کسی گناہ گار کو جیل سے باہر نکال دیا جائے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے پاس ایسا کوئی اختیار نہیں ہے۔ عدالتیں موجود ہیں۔ اگر

آج تک کسی کے خلاف کوئی ٹھوس شواہد موجود نہیں تھے تو ان کی مجاز عدالتوں سے ضمانتیں کیوں منسوخ ہوئیں؟ وہاں پر صفائی دی جاتی، وہاں سے ضمانتیں کروائی جاتیں۔ گورنمنٹ نے oppose کرنا ہے اور ہم نے oppose کیا اگر مواد موجود ہوتا تو وہاں سے ان کی ضمانتیں ہو جاتیں لیکن اگر یہ گورنمنٹ سے کوئی favour چاہتے ہیں کہ ہم عدالتوں کے فیصلوں کے باوجود extra judicial ان کے لیڈران کو باہر لے آئیں تو وہ نہیں ہو سکتا۔ اس میں ہم بے بس ہیں۔ اس لئے آپ سے میری استدعا ہو گی کہ جیسے شیخ صاحب نے کہا اور باقی دوستوں نے بھی کہا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس میں thorough probe کی ضرورت ہے کہ وہ کون سے عوامل تھے۔ اس وقت اسی ایوان میں یہ کہا جاتا تھا کہ حکومت کے خلاف یہ تحریک چل گئی ہے۔ یہ نظام مصطفیٰ کی تحریک ہے اور حکومت کو بہا کر لے جائے گی۔ یہ باتیں آپ لوگ کرتے رہے ہیں، ہم نہیں کرتے تھے اور یہ باتیں اخبارات میں آتی رہی ہیں۔ آپ نے ناموس رسالت کو حکومت کے خلاف تحریک کی بنیاد بنایا یہ ہم نے نہیں بنایا تھا۔ آپ کے قائدین کے بیان تھے کہ حکومت آج جانے والی ہے، کل جانے والی ہے، حکومت کا تختہ الٹ دیں گے۔ اخبارات میں ایسے ایسے بیانات بھی دیئے گئے جو treason کا باعث بنتے تھے۔ حکومت وقت کے خلاف بغاوت کے بیانات بنتے تھے لیکن ہم نے پھر بھی سیاسی رواداری کا ثبوت دیا۔ اس لئے میری استدعا ہے کہ آپ اسے pending فرما دیں اور جب اس پر بات ہو گی تو پھر کھل کر بات کر لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! راجہ صاحب کی بات سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے جو بیانات دیئے گئے ہیں ان سے متاثر ہو کر یا ان سے خفا ہو کر یہ مقدمات بنائے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اپوزیشن nominate کرے۔ کیا ملزمان کو ہم نے nominate کرنا ہے؟ انوسٹی گیشن ہماری ذمہ داری ہے؟ آج اس بات کو ایک مہینے سے اوپر ہو گیا ہے۔ لاء منسٹر صاحب مجھے یہ بتائیں کہ انوسٹی گیشن کے لئے ضابطہ فوجداری میں چودہ دن کا ٹائم دیا گیا ہے لیکن آج اس بات کو ایک مہینہ ہو گیا ہے۔ یہ چودہ دن میں ثابت کیوں نہیں کر سکے کہ یہ گناہ گار ہیں یا بے گناہ ہیں؟ یہ آج بھی کہہ رہے ہیں کہ جو بے گناہ ہوں گے ہم ان کو چھوڑ دیں گے۔ وزیر اعلیٰ آج سے سترہ دن پہلے کہتے ہیں کہ جو بے گناہ ہو گا اس کو ایک دن بھی نہیں رکھوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ہم نے ان کے لوگ چھوڑے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: وہ تو detainees تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: راناصاحب! ان کا مطلب یہی ہے۔ بات یہ ہے کہ۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ نے assist کرنا ہے کہ یہ لوگ ہیں۔ آپ جو کام کرواتے ہیں کم از کم ان کو تسلیم کریں۔ آپ نے میرے پاس بیٹھ کر خود کروائے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے دونوں اطراف سے points سن لئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اس اہم مسئلے میں جہاں آپ سب کی رائے یہی ہے کہ اس کے خلاف ایکشن ہونا چاہئے It should go to the Privilege Committee لیکن پورے ہاؤس سے میری ایک گزارش ہے کہ جہاں آپ نے اتنے دن صبر و تحمل دکھایا ہے وہاں اگر آپ کچھ عرصہ اور تحمل کر لیں تو کوئی حرج نہیں۔ I assure you that it will go to the Privilege Committee بلکہ اس کے بعد اگر آپ اس پر open discussion کرنا چاہیں گے تو ہم اس پر open discussion بھی کروادیں گے۔ اس وقت میں یہی گزارش کروں گا کہ اس کو فی الحال pending کیا جاتا ہے Till next session and I assure you that it will go to the Privilege Committee. (نعرہ ہائے تحسین)

راناثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں آپ کی اس direction کو appreciate کرتا ہوں لیکن میں آپ سے ایک استدعا کرتا ہوں کہ انہوں نے آج سے سترہ دن پہلے چیف منسٹر نے کہا کہ ہم ایک دن کسی بے گناہ کو جیل میں نہیں رکھیں گے۔ آج محترم وزیر قانون صاحب کہہ رہے ہیں کہ جو بے گناہ ہوں گے ہم ان کو چھوڑ دیں گے۔ یعنی آج تک تقریباً ایک مہینہ گزر گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ... after finding

راناثناء اللہ خان: جناب والا! اب فائنل یہ بتادیں کہ ایک دن سے مراد ان کی ایک مہینہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ان کے چمچوں کو چھوڑیں آپ یہ تو بتادیں کہ کتنے لوگ آپ کے چھوڑے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: راناصاحب! دیکھیں وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ جو بے گناہ ہیں ان کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! چھوڑے ہیں اور ان کے کہنے پر چھوڑے ہیں، ان کی لسٹ کے مطابق چھوڑے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! محترم وزیر قانون صاحب اس بات کو confus کر رہے ہیں۔ دیکھیں اس میں دو categories تھیں۔ایک لوگ وہ تھے جو مقدمات میں گرفتار تھے اور جن کا investigation میں یہ decide ہونا تھا کہ یہ گناہ گار ہیں یا بے گناہ ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی کل ان سے میٹنگ ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جی ہاں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کل ان سے مل لیں۔مزید اس پر discuss کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں تو ان سے روز ملتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، کل گیارہ بجے آپ نے ان سے ملنا ہے تو آپ اس مسئلے پر مزید ان سے discuss کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: لیکن ان کے پاس ہوتا کچھ نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان کے ساتھ discuss کر لیں May be many other things come.

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں ایک منٹ میں اپنی بات explain کر دیتا ہوں۔اس سلسلے میں دو categories تھیں۔ایک وہ لوگ تھے جن کے خلاف مقدمات ہیں جن کا investigation میں decide ہونا تھا کہ کون گناہ گار ہے اور کون بے گناہ ہے اور ایک category وہ تھی جن پر کوئی الزام نہیں تھا کوئی مقدمہ نہیں تھا اور ان کو صرف apprehension پر نظر بند کیا ہوا تھا۔ان لوگوں کو چھوڑا گیا ہے لیکن جو لوگ مقدمات میں گرفتار ہیں 88 تو ابھی کیمپ جیل میں پڑے ہیں۔ تقریباً دس کے قریب علماء جیل میں پڑے ہیں۔اس کے علاوہ ہمارے آدمی پڑے ہیں۔ان میں سے کسی آدمی کے متعلق انہوں نے ابھی decide نہیں کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جن پر آپ کا اعتراض ہے ان سے آپ مل لیں اور discuss کر لیں۔ اب چونکہ وقفہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔میں آدھے گھنٹے کے لئے وقفہ نماز کرتا ہوں اور اس مسئلے کو pending کر کے dispose of کرتا ہوں۔باقی اس کے بعد take up کیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے آدھ گھنٹے کا وقفہ کیا گیا)

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر

(7 بج کر 16 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ میں شیخ اعجاز صاحب کو دعوت دوں گا کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! جب تک مجھے کاپی ملتی ہے میں ایک مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ بعد میں take up کریں گے پہلے تحریک کو take up کرتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! بڑا اہم مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی پہلے اس کو take up کریں because we have to go long way. آپ نے move کی ہوئی ہے جو کہ pending تھی۔

شیخ اعجاز احمد: یہ سپورٹس کے متعلقہ ہے یا ہاؤسنگ کے!

جناب قائم مقام سپیکر: یہ سپورٹس کے متعلق ہے۔

نئے سپورٹس رولز کی تشکیل سے ٹیکنیکل سٹاف کی ترقی میں رکاوٹ کا خدشہ

(۔۔۔جاری)

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ہاؤس میں understanding بنی تھی کہ میں بطور محرک، منسٹر صاحب اور دو چار ساتھی جو سپورٹس سے متعلقہ ہیں وہ منسٹر صاحب کے کمرے میں مل بیٹھ کر detail discussion کرتے ہیں تو اس میں ہمارے علاوہ سیکرٹری سپورٹس، ایڈیشنل سیکرٹری سپورٹس بھی آئے ہوئے تھے اور ٹریژری بنچز سے بھی کچھ دوست شامل تھے تو ہماری ان رولز پر detail discussion ہوئی ہے۔ اس میں جو sense prevail ہوئی ہے وہ یہ تھی کہ منسٹر صاحب یہ assurance دے دیں کہ جو رولز محکمے نے بنائے ہیں اس کی بہتری کے لئے ہماری طرف سے اس کے بعد اگر کوئی تجاویز آتی ہیں یا ہم رولز کو for the welfare of the department amend کرنا چاہتے ہیں تو منسٹر صاحب اگر اس بات پر assurance دے دیتے ہیں تو پھر میں اس کو press نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر سپورٹس!

وزیر خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ فاضل ممبر نے آپ کی خدمت میں گوش گزار کیا ہے۔ آج ہماری تفصیلاً میٹنگ ہوئی تھی اور ان کے جو خدشات تھے کہ ایک رولز amend کئے گئے ہیں جن سے کہ employees کے تحفظات پوری طرح protect نہیں کئے گئے، میں نے اس سلسلے میں ان کو یقین دہانی بھی کرائی ہے اور سارے رولز بھی ان کو دکھائے ہیں۔

MR ACTING SPEAKER: He wants assurance in the House.

وزیر خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم: جناب سپیکر آئندہ بھی اس کی improvement کے لئے ان کی طرف سے کوئی تجاویز آئیں گی تو ہم ان کو رولز میں corporate کریں گے اور گورنمنٹ اس کو سنجیدگی سے take up کرے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک بھی شیخ اعجاز احمد کی ہے اور یہ بھی move ہو چکی تھی۔

فیصل آباد کی غلام محمد آباد کالونی کے نصف رہائشیوں کو مالکانہ حقوق سے محروم رکھنا(۔۔۔جاری)

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ جو تحریک التوائے کار تھی اس میں میرے حلقہ کے اندر گزشتہ چالیس سال سے معاملہ pending چلا آ رہا تھا اور ہزاروں لوگ اس کے متاثرین تھے، مالکانہ حقوق کے بارے میں متعدد بار کوشش کی گئی لیکن اس پر کوئی عملدرآمد نہ ہوا۔ میں نے ذاتی طور پر بھی تین چار مرتبہ منسٹر موصوف کو اس بارے میں توجہ دلائی اور بالآخر میں نے یہ تحریک التوائے کار پیش کی۔ یہ ہاؤس میں lay ہو چکی ہے اور آج وزیر صاحب نے اس کا جواب دینا ہے۔ ہاؤس شروع ہونے سے پہلے وزیر صاحب نے جو مجھے باتیں بتائی تھیں وہ پہلے اس کا جواب دے دیں پھر ایک دو معاملات ہیں جو کہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے اس کا جواب اس طرح ہے کہ غلام محمد آباد کالونی فیصل آباد E-Block کے کچھ حصہ پر 1958 اور 1962 میں لوگ غیر قانونی طور پر آباد ہو گئے۔ نتیجتاً موقع پر نقشے میں ردوبدل ہوا۔ مذکورہ بلاک کا ترمیمی نقشہ موقع کے مطابق مجاز اتھارٹی کے زیر غور ہے۔ جس کی منظوری کے بعد مکینوں کو پالیسی کے مطابق مالکانہ حقوق دیئے جا سکیں گے۔

جناب سپیکر! یہ جواب محکمے کی طرف سے آیا ہے اور اس میں، میں تھوڑا سا بتاتا چلوں کہ میری فاضل رکن کے ساتھ بات ہوئی ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کو approve کر دیا ہے اور اگلی کابینہ کی میٹنگ میں ہم اس مسئلے کو discuss کر رہے ہیں۔ اس کی جو price assessment ہے اور جو اس میں تاخیر ہے اور جو پیریڈ کی extension دینی ہے اس سلسلے میں کابینہ کی میٹنگ میں discuss کر کے کوئی فیصلہ کر سکیں گے۔ اس سے پہلے میں نے اپنے فاضل رکن کو بتا دیا ہے کہ اگر ان کو اس میں کوئی ترمیم یا کسی حوالے سے بات کرنی ہو تو وہ کر سکتے ہیں۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ یہ ان کی تحریک التوائے کار ہے اس لئے مجھے اپنی reservations سے آگاہ کر دیں اور میں پوری کوشش کروں گا کہ ان کو مطمئن کیا جائے۔

ملک اصغر علی قیصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ فیصل آباد کی بیشتر کالونیاں جس میں پیپلز کالونی، ڈی ٹائپ کالونی، سمن آباد وغیرہ ہاؤسنگ کے under آتی تھیں اس میں انہوں نے ایک تو time limit مقرر کی اور اس کی درخواستیں لے کر terms and conditions کے مطابق اس کو regularize کرنا تھا۔ ہم نے متعدد بار وہاں کے ڈائریکٹر سے بھی رابطہ کیا کہ جو سڑکیں رہ گئی ہیں ان کے لئے آپ ان کی تاریخوں کو دوبارہ کیوں announce نہیں کرتے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے سیکرٹری ہاؤسنگ کو سمری بنا کر بھیجی ہوئی ہے۔ اس بات کو تقریباً دو سال ہو گئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی چھ سات ماہ قبل وزیر صاحب سے درخواست کی تھی کہ یہ بڑا اہم issue ہے، وہ چونکہ regularlize نہیں ہوئیں، ان کی sale dead نہیں بنیں، نہ تو وہ اپنے گھروں کو بنانے کے لئے قرضہ لے سکتے ہیں، نہ کسی کی ضمانت دے سکتے ہیں۔ وہ ایسے ہی تصور کئے جا سکتے ہیں کہ جیسے غیر قانونی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس حوالے سے سمری تقریباً دو سال سے سیکرٹری

ہاؤسنگ کے پاس پھر رہی ہے۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ تحریک التوائے کار میں mover کے علاوہ کوئی دوسرا اس پر بحث نہیں کر سکتا یا بول نہیں سکتا اس حوالے سے میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! یہ میرا حلقہ ہے اور میں اس حوالے سے بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! آپ کی بات ٹھیک ہے مگر اصولاً یہ شیخ اعجاز صاحب کا معاملہ ہے اس لئے He should take up، ملک صاحب آپ تشریف رکھیں۔ جی، شیخ اعجاز صاحب! آپ بات کریں اور میں چودھری ظہیر الدین کا بھی point out کرنے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جو جواب دیا ہے کہ اس motion کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب نے باقاعدہ جو approved plan ہے، جو پہلے منظور ہوا تھا اس پر عملدرآمد نہ ہو سکا۔ انہوں نے اس نقشہ کی منظوری دے دی ہے۔ میری ایک تو ان سے درخواست یہ ہے کہ اب جو approved plan ہے کہ جس کی انہوں نے منظوری دی ہے اور ڈیپارٹمنٹ کا جو جواب ہے وہ مجھے فراہم کر دیں۔ دوسرا وزیر صاحب نے اس حوالے سے pain لی ہے اور باقاعدہ اس کو persue کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو کام کیا ہے وہ بڑی دیر تک لوگوں کو یاد رہے گا۔ میں اس پر وزیر موصوف کا بڑا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس معاملہ کو take up کیا اور نقشہ وزیر اعلیٰ پنجاب سے منظور کروایا۔ اس سے وہاں کے سینکڑوں مکین جو disturb تھے، جن کو مالکانہ حقوق نہیں مل رہے تھے اب وہ مل جائیں گے۔ اس سلسلہ میں میری درخواست یہ ہے کہ ایک تو approved plan مجھے دیا جائے جو انہوں نے منظور کر لیا ہے۔ دوسرا یہ کہ اس میں ایک دو باتیں انتہائی relevant ہیں۔ اس سے قبل بھی وزیر صاحب سے discussion ہوئی ہے۔ ایک بات یہ ہے کہ یہ specifically بتا دیں کہ کب تک یہ پلاٹس جن کا میں نے ذکر کیا ہے ان کو regularlize کر دیا جائے گا اور کب تک ڈی بلاک کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں گے۔ تیسری بات یہ کہ اب انہوں نے prices کو assess کرنا ہے کیونکہ یہ بڑی دیر سے

معاملہ پڑا ہوا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کریڈٹ ان کو جاتا ہے۔price assessmentکے حوالے سے ان کو چاہئے کہ دس مرلہ سے کم تو محکمہ کی پالیسی توdeclareہوئی ہے۔ایک تو دس مرلہ سے اوپر کی جو انہوں نےprice assessmentکرنی ہے اس میں سٹیٹ ہولڈرز کی شمولیت ضروری ہے چونکہ یہ میرا حلقہ ہے اور اس وجہ سے میرا اس معاملہ سے direct concern ہے اس لئے میری درخواست ہے کہ جب یہprice assessmentکرنے لگیں توPrice Assessment Committeeکا قیام عمل میں آنا چاہئے تاکہ اس میٹنگ میں، میں موجود ہوں تاکہ لوگوں کے تحفظات کا خیال رکھا جاسکے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ معاملہ کابینہ میں پیش ہو اور چونکہ متعلقہ وزیر صاحب اس حلقہ سے تعلق نہیں رکھتے اس لئے اس کمیٹی میں Moverبیٹھنا ضروری ہے۔یہtime limitبتائیں کیونکہ چالیس سال بعد ان غریب لوگوں کی سنی جارہی ہے تو یہ ضرور بتایا جائے کہ کب تک اس کوregularlizeکر دیا جائے گا اور ان کو sale agreementجاری کئے جائیں گے ؟ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی بات بڑی مثبت ہے اور ہاؤسنگ منسٹر کی بات بھی بڑی مثبت ہے۔ میں اپنے بھائی ملک قیصر صاحب کےpointکو بھی اس میں شامل کرنا چاہوں گا کہ جوpointانہوں نےraiseکیا ہے اس کو بھیconsiderکیا جائے جو کہ ایک اہم بات ہے۔ جب یہ پالیسی بنائی جائے اس میں قیصر صاحب کے پوائنٹ کو، آپ کی تجاویز کو اور ان کی اپنی جو تجاویز ہوں گی ان کو بیٹھ کر دیکھ لیا جائے کیونکہ یہ معاملہ بار بار نہیں ہوتا اس لئے اس پر ایسی پالیسی بنائی جائے کہ جس سے تمام لوگوں کو فائدہ پہنچے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک ایسےissueکی طرف دلانا چاہتی ہوں جس سے مجھے بڑاconcernہے اور وہ یہ ہے کہ جب میں نے آپ سے out of turn questionمانگا تھا اور آپ نے مجھے سارے ہاؤس کے سامنےflatly refuseکیا تھا۔ آج شیخ صاحب کا مسئلہ ٹھیک ہے وہ بہت اہم ہے لیکن کئی ایسے اہم مسائل ہیں جو ہم بھی ہاؤس کے اندر لے کر آئے ہیں۔ 869 کو آپ نےallowکیا ہے اور 831 میرے ہاتھ میں ہے اور 830بی بی کے ہاتھ میں ہے۔ یہ کیاdiscriminationہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بی بی میں نے نہیں کیا۔ اس وقت جناب چیئرمین نے کیا ہو گا۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ نے کہا کہ یہ ہاؤس کے رولز کے مطابق نہیں ہے۔ میری جو grievances اس پر ہیں ان کی remedy کون کرے گا یعنی This is very discriminating کہ جو بات ہم کرنا چاہتے ہیں اس کے بارے میں آپ allow نہیں کرتے اور ان کو out of turn Adjournment Motion پڑھنے کی اجازت دے دی۔ اگر میں رنگ روڈ پر out of turn question مانگ رہی تھی تو آپ نے مجھے اجازت نہیں دی۔ This is very strange میں اس پر protest کرتی ہوں کہ یہ بڑی غلط بات ہے کہ آپ خواتین کو اسمبلی میں بٹھا کر discourage کر رہے ہیں This is very strange یعنی 830,831 ہمارے ہاتھ میں ہے اور آپ نے 869 کو allow کر دیا ہے یعنی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔ I agree with you دیکھیں ناں! آپ نے جو point raise کیا ہے It should not have happened. I agree with you کہ It should not have happened but it has happened اگر now۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آج کے بعد کوئی بھی چیز out of turn نہیں لی جائے گی۔ It is justified اگر پھر یہی بات ہو تو آپ یہاں پر آج ruling دیں کہ out of turn question allow ہوگا اور نہ Adjournment Motion پڑھی جائے گی۔ پھر ٹھیک ہے۔ یعنی یہ تو عجیب سی بات ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر کوئی ایمرجنسی کا معاملہ ہے تو اس کا out of turn ہونا ضروری ہے تو اس کے لئے ہاؤس کی رائے لے سکتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں لیکن مجھے آپ کی بات سے اتفاق ہے اور آپ نے جو point raise کیا ہے۔

You are very much correct. I am with you and for this you will be compensted Inshallah.

ڈاکٹر اسد معظم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیں!

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! جیسے آپ نے ملک اصغر علی قیصر صاحب کی request پر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ملک صاحب کا ہی نہیں بلکہ جو اچھا پوائنٹ کسی طرف سے بھی raise ہو تو اسے consider کیا ہے۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! فتح آباد شرقی بھی اسی طرح کے مسئلے کا شکار ہے تو میری آپ سے درخواست ہے کہ وزیر موصوف کو کہیں کہ میرے بھی علاقے کو اس کے ساتھ consider کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان سے چیمبر میں مل لیں۔ بات کر لیں تو پھر اس کے بعد جیسے ہوگا When the turn comes, I will take it up اگلی تحریک محترمہ فرزانہ راجہ کی 830 ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات ہو گئی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ انتہائی اہم نوعیت کا معاملہ ہے اور آپ دیکھیں کہ چالیس سال بعد یہ حل ہونے جا رہا ہے۔ میں نے آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے assurance مانگی ہے کہ یہ کب تک اس کو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے تو آپ کو open چٹ دے دی ہے کہ آپ تجویز دیں۔ اس سے زیادہ آپ اور کیا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ جو تجویز دیں گے میں اس کو شامل کر لوں گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں کہ میں نے ان سے صرف اس سے relevant بات کی ہے۔ ابھی آپ نے اس کو dispose of کرنا ہے لیکن میں تو خود اس کو کسی اور طرف نہیں لے گیا بلکہ میں نے یہ بات کی ہے کہ ایک تو یہ بتا دیں کہ specific period دے دیں اور Price Assessment Committee کے متعلق میں نے گزارش کی ہے کہ وہ اس کو form کریں تاکہ ہم لوگ اس میں بیٹھیں، وہاں کی price کو set کریں اور approved plan کی کاپی مجھے دے دیں۔ یہ تین باتیں ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ اپنی تجاویز انہیں دے دیں اس کے بعد وہ آپ کو specific date دیں گے۔ پہلے آپ ان کو تجاویز تو دیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! پہلے یہ تین باتوں کا ہاؤس کے اندر جواب تو دے لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! یقینی طور پر میں شیخ اعجاز صاحب کا پہلے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے گورنمنٹ کے اس move کو appreciate کیا ہے اور اس کا یقینی طور پر میں اکیلا حق دار نہیں ہوں، پوری کابینہ، وزیر اعلیٰ صاحب بھی اس مبارکباد کے حق دار ہیں۔ میں یہ بھی بات بتانا چاہتا ہوں کہ جو بات شیخ اعجاز صاحب نے کہی ہے کہ Price Assessment Committee میں mover کو ضرور شامل کیا جائے اور یہ بات بھی میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ کابینہ میں اسی Price Assessment کے بارے میں ہی فیصلہ کرنا ہے کہ آیا کیا Price Assessment Committee ہی اس کو decide کرے گی یا چیف منسٹر صاحب یا کابینہ کوئی اور موقف پیش کریں گے۔ اگر کوئی ایسی بات ہے تو میں شیخ اعجاز صاحب کی as a mover یہ request ضرور کابینہ میں پیش کروں گا کہ Price Assessment Committee میں جب اگر تعین کیا جائے یا رکھا جائے تو انہیں ضرور اس میں شامل کیا جائے تاکہ یہ بھی اپنی رائے اس کمیٹی میں دے سکیں۔۔۔

ملک اصغر علی قیصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ کابینہ کے پاس اور کوئی کام نہیں ہے۔ ایک طریق کار کے مطابق پہلے ہی ڈی سی او چیئرمین ہوتا ہے اور وہ ہر ضلع میں Price Assessment Committee exist کر رہی ہوتی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس میں کافی بڑا finance involve ہے کیونکہ اس وقت کی اور آج کی پرائس میں بڑا فرق ہے لہذا ہمیں approval کابینہ سے ہی لینی پڑے گی تاکہ ہم اسی Price Assessment Committee سے اگر چیف منسٹر صاحب یا کابینہ approve کرتے ہیں تو ہم Price Assessment Committee سے کروالیں اگر کوئی اور تجویز بھی ہو گی تو یقینی طور پر میں یہ رائے ضرور پیش کروں گا کہ Assessment Committee میں mover کو رکھا جائے۔

جناب سپیکر: دوسری بات انہوں نے کہی ہے کہ جو نقشہ approve ہوا ہے انہیں وہ چاہئے تو میں ان سے request کروں گا کہ یہ میرے چیمبر میں تشریف لائیں تو میں انہیں دکھا سکتا ہوں مگر اس کی کاپی شاید میں فراہم نہ کر پاؤں کیونکہ ابھی وہ کمیٹی سمری کی صورت میں ہے اور ابھی ہم publically اس کو disclose نہیں کر سکتے۔ بہت شکریہ

جناب محمد عبداللہ وینس: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد عبداللہ وینس: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے میرے بھائی ہاؤسنگ منسٹر پر put question کر رہے ہیں تو یہ ان کی خوش بختی ہے کہ ماشاء اللہ ان کے پاس question تو ہے ناں۔ ان کے پاس ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ تو ہے ناں تو میری منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ پنجاب کے اندر ان کے ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ صرف لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی، گوجرانوالہ کے لئے ہیں تو انہوں نے چھوٹے شہروں کے لئے کیا کیا ہے؟ وہاں پر غریب لوگ بس رہے ہیں۔ میرے شہر بہاولنگر میں پتا ہی نہیں ہے کہ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کے اندر کوئی اس کا عمل دخل ہے یا نہیں ہے؟ میری منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ جب انہوں نے پورے پنجاب کو equal ساتھ لے کر چلنا ہے تو چھوٹے شہروں کے لئے ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کیا کر رہا ہے؟

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی نے جنوبی پنجاب کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ
ادھر بھی کچھ کریں تو جناب قائم مقام سپیکر مسکرائے)

جناب قائم مقام سپیکر: This is not question hour ویسے وہ آپ سے کوئی انفارمیشن لینا چاہتے ہیں تو وہ آپ کو علیحدگی میں دے دیں گے۔

جناب محمد عبداللہ وینس: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر تھا اور ماشاء اللہ منسٹر صاحب بڑی محنت کرتے ہیں اور وہ بڑے سمارٹ اور ینگ ہیں تو اگر یہ مجھے بتا دیں کیونکہ پتا نہیں کب ہاؤسنگ کی باری آئے اور ہو سکتا ہے کہ اسی بات پر تھوڑا بہت کام میرے ضلع کے اندر بھی شروع ہو جائے۔ ایک کوارٹر کے لئے مجھے ایک بندے نے کہا کہ ایک کوارٹر خالی ہوا جو 1934 کا بنا ہوا ہے جس کے اندر پاکستان کا نہ ہمارے منسٹر صاحب کا کوئی عمل دخل ہے تو اس پر میرے پاس 40 درخواستیں ہیں

اور میں وہ لے کر پھر رہا ہوں کہ وہ ایک کوارٹر مجھے الاٹ کیا جائے۔۔۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں نے اپنے فاضل رکن کی درخواست سنی ہے اور یہ پنجاب کی سطح پر کوارٹر کے مسئلے کو discuss کر رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ میرے چیمبر میں تشریف لائیں تو اس کوارٹر کے مسئلے کو حل کر دوں گا۔ بہت شکریہ

جناب محمد عبداللہ وینس: جناب سپیکر! یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ یہ چیمبر کا مسئلہ نہیں ہے۔ میں جو مسئلہ بیان کر رہا ہوں پورے ڈسٹرکٹ کا اور ماشاء اللہ ہمارے ڈسٹرکٹ سے پورے آٹھ ایم پی ایز ہیں اور ہماری ڈویژن کے اندر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کا مقصد یہ ہے housing policy in the major urban areas جو ہو رہی ہیں تو باقی اضلاع میں بھی کی جائے۔

جناب محمد عبداللہ وینس: جناب سپیکر! یہ پورا major issue ہے اور مجھے ہاؤس کے اندر منسٹر صاحب تھوڑا سا بریف کر دیں۔ سوال ہوا ہے تو صرف فیصل آباد، لاہور، گوجرانوالہ اور اس کے علاوہ کبھی اور کسی کی بات ہی نہیں ہوئی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب! مجھے یہ بتائیں کہ۔۔۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ تحریک التوائے کار کے ٹائم میں تحریک التوائے کار ہی مخصوص کی جائیں۔ میں فاضل رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے لئے بھی ہم نے پلان سوچ رکھا ہے اور اگر یہ کوئی نیا سوال put کریں تو میں اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں مگر اس وقت تحریک التوائے کار کا ٹائم ہے۔ یقینی طور پر بھی باقی اور بھی تحاریک التوائے کار pending ہیں۔ ذرا ان پر بھی discussion کی جائے۔ بہت شکریہ

جناب محمد عبداللہ وینس: جناب سپیکر! سوال تو میں تب کروں کہ اگر وہاں ہاؤسنگ ہو تو۔ میرے پاس تو کوئی سٹرکچر ہی نہیں ہے جس پر میں سوال کروں تو وہاں پر یہ کچھ دیں۔ جس طرح میرے

بھائی سوال کر رہے ہیں کہ یہ کالونی یہاں بننی چاہئے تھی، یہاں بنے اور وہاں کیوں بن گئی ہے۔ میرے پاس تو کچھ ہے ہی نہیں۔ تین چار ڈویژنوں میں کوئی نہیں بنی ہوئی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے آپ کو وضاحت کر دی ہے اور آپ ان سے مل لیں وہ آپ کی تسلی کرا دیں گے And then you can bring in a question on this issue آخری تحریک التوائے کار محترمہ فرزانہ راجہ کی ہے۔ Not present, disposed of اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2005

MR. ACTING SPEAKER: Now we take up the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2005.

Now we resume consideration on the Provincial Motor Vehcicles (Amendment) Bill 2005 on Friday 17th March 2006, the Minister for Law had moved the motion that the Bill be taken into consideration at once. There are three amendments in it. Rana Aftab Ahmad Khan or Rana Sanaullah Khan may move the first amendment.

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! یہ واک آؤٹ کر کے جا رہے ہیں۔

MR. ACTING SPEAKER: On what grounds?

رانا آفتاب احمد خان یا رانا ثناء اللہ خان جو move کرنا چاہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس پر آخری دن یہ بات ہوئی تھی کہ لاء منسٹر سے جس معاملے کی نشاندہی کی تھی تو انہوں نے کہا تھا کہ ٹھیک ہے ہم اس پر amendment لے آتے ہیں اگر یہ اس پر agree ہیں اور یہ amendment لے آئے ہیں تو باقی amendments ہم withdraw

کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر!اس میں استدعا یہ ہے کہ آج صبح ساڑھے دس بجے ہم نے میٹنگ رکھی تھی محض اتفاق ہے کہ اس میں رانا صاحب تشریف نہیں لا سکے۔اس میں ہم نے باقاعدہ بہت غور سے دوبارہ دیکھا ہے اور ارشد بگو صاحب بھی ہمارے ساتھ موجود تھے تو جن خدشات کا اظہار محترم رانا صاحب نے کیا تھا وہ تقریباً ہم نے پوری debate کر کے دور کرنے کی کوشش کی ہے اس میں ان کا سب سے بڑا point یہ تھا کہ اگر کسی کی موٹر سائیکل قبضے میں لی جاتی ہے تو جب تک اس کو سپرداری پر نہیں دیا جائے گا اس موٹر سائیکل کے نقصان کا احتمال ہے۔ہم نے اس کو باقاعدہ thrash out کیا اور ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ باقاعدہ CRPC میں اس کی provision موجود ہے کہ کس دفعہ کے تحت موٹر سائیکل واپس لی جا سکتی ہے۔لہذا ایک قانون کی موجودگی میں اس کو لانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اس کے باوجود میں گزارش کرتا ہوں کہ آج سے دو دن پہلے جب یہ بل پیش ہوا تھا تو محترم ارشد بگو صاحب نے فرمایا تھا کہ انتہائی محنت سے اس پر سٹینڈنگ کمیٹی میں کام کیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آج اگر ہم اس کو متفقہ طور پر پاس کر لیتے ہیں تو اگر اس کی implementation میں کسی بھی سٹیج پر ہمیں کوئی کمی محسوس ہوتی ہے تو we can also come back کوئی ایسی بات نہیں ہے لیکن ہماری پوری کوشش رہی ہے کہ اپوزیشن کے نقطہ نظر کو اس پر accommodate کریں اور ہم نے accommodate کیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!جس طرح اس آخری دن بات ہوئی ہے یہ جو محترم لاء منسٹر صاحب فرمایا ہے یہ اس spirit کے مطابق نہیں ہے۔جو انہوں نے فرمایا ہے دیکھیں یہ بڑے clear cut الفاظ ہیں۔

> If the motorcycle is owned by the accused of any of his blood relation the same shall not be released...

یہاں پر "shall" کا لفظ ہے جو یہ فرما رہے ہیں کہ CRPC میں پہلے سے موجود ہے، یہ "shall" اس کو روکے گا۔یہاں "shall" کا لفظ ہے shall not be released before or during the trial یعنی جب تک وہ کیس ٹرائل ہوتا رہے گا آپ کو تو پتا ہی ہے کہ ہماری عدالتوں

میں ٹرائیل کا جو معاملہ ہے کہ وہ سال بھی چلتا ہے اور دو سال بھی چلتا ہے اب اس کے بعد اگر accused جو ہے وہ acquit ہو جاتا ہے یا اس کا جرم ثابت نہیں ہوتا تو اس کی موٹر سائیکل اس وقت تک پرزوں میں بٹ چکی ہو گی اور اس کا نام و نشان بھی نہیں ملے گا۔ میں نے یہ عرض کی تھی کہ آپ موٹر سائیکل کو سپرداری پر رہنے دیں اس کو delete کر لیں۔ ایک آدمی کا چالان ہوتا ہے اس کے بعد اس کا ٹرائل ہوتا ہے اگر وہ مجرم ثابت ہو گا تو اس کو سزا ہو جائے گی اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی آدمی کسی اپنے عزیز کا موٹر سائیکل وہ یہ کہہ کر کہ مجھے فلاں جگہ جانا ہے، مجھے ہسپتال جانا ہے یا کسی کام کے لئے جانا ہے اور وہ کسی جائز کام کے لئے لے کر جائے اور راستے میں وہ ون ویلنگ کر لے یا اس شبے میں پولیس والا اس کو گرفتار کر لے تو وہ موٹر سائیکل سے بھی محروم ہو گیا اور اس مجرم کی یا تو bail ہو جائے گی یا پھر اس کو حوالات بھیجا جائے گا۔ اس دن یہ بات لاء منسٹر صاحب نے تسلیم کی تھی کہ یہ بات درست ہے اور ہم اس کی amendment لے آتے ہیں اور ہم نے کہا تھا کہ اگر آپ اس کی amendment لے آتے ہیں تو باقی amendment ہم واپس لے لیتے ہیں اور یہ بل پاس ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں رانا صاحب سے بالکل اتفاق کرتا ہوں اور میں اس میں گزارش کر رہا ہوں کہ آپ کے تمام خدشات کو دیکھا گیا ہے اور یہ آپ تصحیح فرمالیں کہ یہ بل جو ہم ابھی پاس کرنے جا رہے ہیں اس میں ہے کہ:

> the motorcycle ceased and detained under sub-section 3 by any Police Officer

(اذان عشاء)

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ accordingly اس کو دیکھا جائے تو

> We have taken care of that...so the motorcycle ceased and detained unders sub-section 3 by any Police Officer may not be released before or during the trial of the offence and may be forfeited at the time of conviction of the accused.

اس میں لفظ "may" آگیا ہے "shall" نہیں ہے اور اس کے بعد جس طرح میں نے CRPC کا ذکر کیا ہے اگر اگلی clause آپ ملاحظہ فرمائیں تو اس کے تمام offences under CRPC ہی ٹرائل ہونے ہیں تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جس خدشے کا اظہار آپ نے کیا ہے اس کا حل نکالا جا چکا ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں جس خدشے کا اظہار کیا گیا جس کو لاء منسٹر نے تسلیم کیا اب اس کو دوبارہ لاء ڈیپارٹمنٹ نے اس کے لفظ کو تبدیل کیا ہے لیکن اس سے purpose اور apprehension دور نہیں ہوتا۔ اب اس کو دیکھ لیں جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ:

> The motorcycle ceased and detained under sub-section 3 by any Police Officer may not be released before or during trial of the offence and may be forfeited at the time of conviction of the accused.

اب یہ جو ہے یہ discretion یا یہ عدالت کا اختیار کہ وہ سزا دے یا نہ دے اب legislation میں تو اس کو اس طرح سے نہیں لا سکتے کہ جی سزا عدالت لازمی دے گی اور نہ ہی یہ کہہ سکتے ہیں کہ لازماً اس کو forfeit کرے گی لیکن بات یہ ہے کہ جب انہوں نے ٹرائل کا لفظ درمیان میں ڈال دیا ہے کہ جب تک ٹرائل ہوگا اس وقت تک cease اور detain موٹر سائیکل کو release نہیں کیا جائے گا۔ اب اس کے پیچھے کوئی logic نہیں ہے۔ دیکھیں، آج تک کبھی یہ سنا ہے کہ ایک ملزم نے قتل کیا ہو اور اس کی سزا اس کی بندوق کو دی گئی ہو۔ اب موٹر سائیکل نے ویلنگ خود تو نہیں کی اس پر جو سوار ہے اس نے کی ہے موٹر سائیکل اگر از خود ہی wheeling کرنی جانتا ہے تو لاء منسٹر صاحب بتا دیں یا ان کا ڈیپارٹمنٹ بتا دے کہ موٹر سائیکل ایسے پائے جاتے ہیں کہ جو خود بخود ہی wheeling کرنا شروع کر دیتے ہیں تو پھر تو ٹھیک ہے کہ ان کو forfeit کرنا یا ان کو cease کرنا مناسب ہے، جب موٹر سائیکل کے اوپر بیٹھا جو سوار ہے اس نے غلطی کی ہے، اس نے جرم کیا ہے، موٹر سائیکل کو تو سزا ہونی نہیں ہے۔ سزا تو اس کے اوپر بیٹھا آدمی جو جرم کرے گا اس کو ہوگی تو اس لئے اس موٹر سائیکل کو پولیس کے پاس دے دینا، کیا اس بات سے لاء منسٹر صاحب انکار کریں گے کہ پولیس

آفیسروں کے پاس جتنی گاڑیاں ہیں ان سب کو انھوں نے اسی طرح سے cease یا detain کیا اور اس کے بعد وہ کسی کی سپرد داری کروا لیتے ہیں؟ یہ معاملہ پچھلے دنوں اخبارات میں بھی آیا اور بڑا debate ہوا کہ پولیس آفیسران کی اکثریت وہ گاڑیاں استعمال کرتی ہے جو گاڑیاں recover ہوتی ہیں اور recovery کے بعد مالکان کو نہیں دی جاتیں اور وہ پولیس آفیسران استعمال کرتے ہیں۔ اب اگر تو یہ پولیس کو موٹر سائیکل کی سہولت اس طرح سے دینا چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ نہ دے اور ان کو موٹر سائیکل کی جب ضرورت پڑا کرے گی تو وہ دس پندرہ موٹر سائیکلوں کا لکھ دیا کریں گے کہ انھوں نے wheeling کی ہے، بس ٹھیک ہے۔ پھر سال دو سال وہ موٹر سائیکل چلایا، اس کے بعد اس کی جو حالت ہوئی، اس کے بعد وہ واپس کر دیا یا وہ forfeit ہو گیا۔ اب اس میں یہ ہے کہ اس کے پیچھے کوئی logic نہیں ہے۔ یہ defective and faulty legislation ہے۔ آج تک کسی ایکٹ یا کسی legislation میں ایسا نہیں ہوا کہ جس اسلحہ سے یا جس ذریعہ سے کوئی آدمی جرم کرے اس کو سزا دینے والی بات ہو۔ موٹر سائیکل wheeling خود نہیں کرتا، wheeling اس پر بیٹھا آدمی کرتا ہے، وہ مجرم ہے، اس کا جرم ہے، اس کو سزا ہونی چاہئے۔ موٹر سائیکل کو نہ تو سزا بعد میں ہونی ہے، یہ تو صرف اس کے مالک کو سزا دینے والی بات ہے اور انھوں نے اس کے ساتھ یہ بھی رکھا ہے کہ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ موٹر سائیکل کے مالک نے wheeling کی ہے، ہو سکتا ہے کہ موٹر سائیکل کسی اور کا ہو، اس کے بھائی کا ہو، اس کے والد کا ہو یا اس کے کسی عزیز کا ہو کیونکہ اس میں blood relation کا لفظ بھی استعمال کیا ہوا ہے اب blood relation میں تو پورا خاندان آ جاتا ہے۔ اس لئے میں محترم لاء منسٹر سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک دو لفظوں کے آگے پیچھے کرنے سے اس apprehension کا جس کا میں نے اظہار کیا تھا اور محترم لاء منسٹر صاحب نے اس کو تسلیم کیا کہ یہ بات درست ہے اس کا ازالہ نہیں ہوتا، آپ ان دو لائنوں کو delete کر دیں، اس کے بعد ٹھیک ہے کہ جو آدمی جرم کرے گا اور جب وہ ثابت ہو جائے گا تو اس کے بعد اس کو آپ جرمانے کی سزا رکھیں، پانچ ہزار، دس ہزار، اب موٹر سائیکل تو تقریباً ساٹھ، ستر ہزار کی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں چونکہ اس کمیٹی میں شروع سے لے کر آخر تک شامل رہا ہوں اور میں نے اس دن بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا اس میں، میں نے برملا اس کا اظہار کیا تھا کہ اس بل پر جتنی محنت کی گئی ہے، مجھے کمیٹی میں بیٹھ کر بھی خوشی ہوئی تھی اور کیونکہ ہم mover

تھے اور ہم نے ہی یہ پرائیویٹ بل پیش کیا تھا کہ روز ایک تو نوجوان مرتے ہیں ان کو روکنے کے لئے خدا کے لئے قانون بنایا جائے۔ پھر ہمارے اس بل پر لاء منسٹر نے ہمیں کہا کہ ہم یہ بل لا رہے ہیں آپ ہمارے ساتھ co-op کر لیں، کمیٹی میں ہم آپ کو شامل کر لیتے ہیں۔ اب رانا صاحب نے جو دلیل یہاں پر دی ہے، وہ میرے بڑے بھائی بھی ہیں، ہم سے سینئر بھی ہیں، اگر یہ کمیٹی میں شامل ہوتے تو جس طرح ہمیں بریفنگ دی گئی تھی اور جس طرح ہمیں بتایا گیا تھا، شاید اس point سے یہ میرا خیال ہے کہ متفق ہو جاتے کہ یہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ one wheeling کو روکنا ہے۔ اس طرح تو جو teenager ہے وہ تو نہیں رکے گا۔ کون روکے گا؟ اس کا والد، اس کے gardian روکیں گے۔ وہ آدمی روکے گا کہ جس کی موٹر بائیک وہ لے کر آئے گا۔ اس کو موٹر سائیکل اگر نہیں ملے گی تو وہ رکے گا۔ اب رانا صاحب نے یہ کہا ہے کہ موٹر سائیکل کو تو سزا نہیں دی جا سکتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک آدمی کا لائسنسی ریوالور ہے اور وہ میرا ریوالور ہے اور کوئی آدمی جا کر کسی کو فائر مار دیتا ہے تو مجھے سزا ملے گی کیونکہ وہ میرا ریوالور ہے اور میرا ریوالور misuse ہوا ہے لہذا مجھے سزا اس میں ضرور ملے گی، قانون اس میں موجود ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آج جو one wheeling پر legislation ہے میں اس پر بہت interested ہوں، اس لئے میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ ہمارے جو میڈیکل افسر آئے تھے انھوں نے کہا تھا کہ صرف لاہور میں 79 نوجوانوں کی پانچ چھ مہینوں میں موت ہوئی ہے۔ اسی طرح 100 کے قریب serious injury جن کو آئی ہے اور وہ روز one wheeling teenagers کرتے ہیں۔ کمیٹی نے یہ سفارش کی تھی کہ خدا کے لئے اس بل کو جلدی لائیں اور اس پر سخت سے سخت ایکشن لینا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سمری ٹرائل ہونا ہے، یہ وہ ٹرائل نہیں ہے کہ اس میں سال لگے گا، دو سال لگیں گے، سمری ٹرائل میں تو اسی وقت مجسٹریٹ کہتا ہے کہ لائیں جی اس پر دو arguments کریں اور اسی دن اس کا فیصلہ ہو جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو amendments ہم نے دی ہیں، ہم نے اسی لئے گورنمنٹ کے ساتھ صبح 10 بجے، میں نے بھی بیٹھنا تھا، رانا صاحب نے بھی بیٹھنا تھا، ہم سب دوستوں نے بیٹھنا تھا، اس وقت لاء ڈیپارٹمنٹ کے لوگ بھی آئے ہوئے تھے، ٹرانسپورٹ کے لوگ بھی آئے ہوئے تھے، ہم نے اس پر discussion کرنی تھی، اگر رانا صاحب اس کمیٹی میں شامل ہوتے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا جو اختلاف ہے یہ definite ختم ہو جاتا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کسی کا ایک دفعہ موٹر سائیکل تھانے میں آ گیا تو کوئی آئندہ کسی کو موٹر سائیکل

نہیں دے گا، یہ بات طے ہے۔ نوجوان تو موٹر سائیکل لے جائیں گے تو میں اپنے دوستوں سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ بل بڑا اہم ہے اور اس پر ٹرانسپورٹ کے سیکرٹری آغا ندیم نے بڑی اچھی بریفنگ دی تھی، ان کے لاء ڈیپارٹمنٹ نے ہمیں بڑی بریفنگ دی تھی اور اس پر تین میٹنگیں ہوئی تھیں، اس میں ہم نے یہ سارا بل thrash out کر کے decide کیا تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بل پر یہ اضطراب چونکہ راناصاحب کا آگیا ہے اور "shall" کی جگہ گورنمنٹ نے "may" کر دیا ہے اور اس کے لئے C.R.P.C میں جو پراپرٹی ہوتی ہے اس کے لئے کوئی بندش نہیں ہوتی، C.R.P.C میں یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی سپرد داری پر کوئی چیز لینا چاہتا ہے تو وہ کورٹ میں application دے دے گا کہ مجھے سپرد داری پر یہ چیز دے دی جائے، یہ کورٹ کی discretion ہے کہ وہ اس کو دیتی ہے یا نہیں دیتی، میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کو آنا چاہئے، آج سیشن ختم ہو رہا ہے، اس بل کو منظور ہونا چاہئے ورنہ میں آپ سے کہتا ہوں کہ روز ایک دو بچے، ہمارے نوجوان expire ہوں گے۔ شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بگو صاحب نے جو فرمایا ہے، میں یہ گزارش کروں گا کہ انھوں نے جو یہ فریم کیا ہے، اس میں کوئی logic نہیں بنتی۔ اب آپ دیکھیں کہ ایک آدمی موٹر سائیکل اپنے کسی عزیز کی یعنی یہاں blood relation کا لفظ ہے تو blood relation کا لفظ جو ہے ایک تو یہ ہے کہ میرا اس پر apprehension یہ ہے کہ یہ misuse ہو گا یعنی یہ لازمی نہیں ہے کہ اگر ایک آدمی one wheeling کرتا ہے تو پولیس اس کا موٹر سائیکل پکڑے گی۔ ہمارے معاشرے میں ایسا ہوا ہے کہ جب حدود آرڈیننس آیا، جب کسی بھی جرم کی سزا کو enhance کیا گیا یا اسے سخت کیا گیا تو ہمیشہ اس کو پولیس نے یا متعلقہ جو لاء فورسنگ ایجنسیز ہیں انھوں نے اپنے ریٹ بڑھانے کے لئے اور اپنی کرپشن کو دوگنا کرنے کے لئے اس سختی کو in that way استعمال کیا۔ اگر ایسا نہیں ہوا تو میں غلط ہوں اور اگر ایسا ہوا ہے کہ جب بھی آپ نے کسی قانون کی سزا کو بڑھایا ہے تو اس کو otherwise بھی کچھ لوگوں نے، میں سب کی بات نہیں کرتا لیکن کچھ لوگوں نے استعمال کیا ہے۔ میرا اس میں استدلال یہ ہے کہ اس کو ہماری پولیس misuse کرے گی اور لوگوں کے موٹر سائیکل دانستہ طور پر cease اس لئے کرے گی کہ ان موٹر سائیکلوں کو بعد میں اپنے استعمال میں لائے گی یا ان نئے موٹر سائیکلوں کے پرزے نکال کر اپنے پرانے موٹر سائیکلوں میں replace کر کے اپنے استعمال میں لائے گی۔ ایک تو میرا یہ apprehension ہے کہ اس کا misuse ہو گا اور

اس misuse کو اس طرح سے روکا نہیں جا سکتا۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ آپ دیکھیں کہ اس میں یعنی کتنا difference ہے کہ ایک آدمی جو موٹر سائیکل پر one wheeling کرتا ہے، جو جرم کرتا ہے اس کو تو سزا صرف پانچ ہزار روپیہ جرمانہ ہے یعنی جیسا انھوں نے کہا کہ سمری ٹرائل ہو گا، ایک آدمی جس نے جرم کیا اس کا سمری ٹرائل ہو گا تو اس کو انھوں نے کہا ہے کہ یا تو اس کو چھ ماہ سزا ہو گی extended to six months or with fine of five thousand rupees یعنی کہ دونوں نہیں ہیں۔ اب اس میں یہ ہے کہ یہ ہو گا یہی کہ اس میں پانچ ہزار روپے تک ہے، وہ جرمانہ ہزار بھی ہو سکتا ہے، پانچ سو بھی ہو سکتا ہے، دو ہزار بھی ہو سکتا ہے، چار ہزار بھی ہو سکتا ہے۔ اب جس آدمی نے موٹر سائیکل کے اوپر جرم کیا ہے، اس کو تو صرف پانچ ہزار روپے جرمانہ ہے اور جس آدمی کا موٹر سائیکل وہ اس کی مرضی کے بغیر لے آیا ہے اور اس نے اسے یہ نہیں کہا کہ جاؤ میرا موٹر سائیکل لے جاؤ اور جا کر وہاں one wheeling کرو اس کو جرمانہ 65 ہزار روپے ہے تو یہ اس میں کوئی ratio نہیں بنتا، اس کا کوئی تک نہیں بنتا۔ اس میں اگر یہ بڑھانا چاہتے ہیں تو موٹر سائیکل کی قیمت کے برابر جرم کرنے والے کا fine بڑھا دیں۔ موٹر سائیکل کی قیمت اگر 65 ہزار روپے ہے تو یہ fine کو 5 ہزار کی بجائے 65 ہزار روپے کر دیں۔ اگر وہ دوسری دفعہ جرم کرتا ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ اسے جرمانہ 10 ہزار ہو گا تو آپ 10 ہزار کی بجائے ایک لاکھ کر دیں لیکن اس آدمی کو جرمانہ کریں جو جرم کرتا ہے۔ اب جرم کرنے والے کو تو 5 ہزار روپے fine ہے اور جس کا موٹر سائیکل ہے، جو گھر بیٹھا ہے، جسے پتا ہی نہیں ہے، جس نے اسے اس مقصد کے لئے بھیجا ہی نہیں ہے کہ one wheeling کرو تو اس کو 65 ہزار روپے سزا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ارشد بگو صاحب کے جو خدشات ہیں وہ اپنی جگہ پر صحیح ہیں مگر جو بات رانا صاحب نے کہی ہے وہ بالکل درست ہے۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ جرم کرنے والے کو تو 5 ہزار روپے جرمانہ جبکہ جس کی موٹر سائیکل ہے اسے 65 ہزار کی سزا ملے گی۔ پھر اس چیز کی کیا گارنٹی ہے کہ پولیس اسے misuse نہیں کرے گی۔ جب قوانین بنائے جاتے ہیں تو اس میں یہ بات مدنظر رکھی جاتی ہے کہ کسی کی victimization نہ ہو، unnecessary victimization نہ ہو۔ اس میں تو unnecessary victimization کا احتمال ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ teenagers کرائے کے موٹر سائیکل لے آتے ہیں۔ جو

موٹر سائیکل دیتے ہیں ان پر آپ یہ پابندی لگا دیں کہ وہ لائسنس دیکھ کر دیں۔ وہ لائسنس نہیں دیکھتے یا کسی دوسرے کا لائسنس دکھا کر وہ موٹر سائیکل لے آتے ہیں تو اس لئے اس میں بڑی discrepancies ہے۔ لہذا میں رانا صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔

MR. ACTING SPEAKER: Time is extended for half an hour.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ بل کے پرنسپلز پر جو اس وقت تک بات ہوئی ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ جن خدشات کا رانا صاحب نے اظہار کیا ہے میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ ہم اس کو دیکھ چکے ہیں۔ ابھی انہوں نے blood relation کی بات کہی ہے وہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ اس میں blood relation کا کہیں ذکر نہیں آتا۔

جناب سپیکر! ہم بل کے اصولوں پر تو بات کر سکتے ہیں لیکن آگے چل کر ترامیم ہم وہی لے سکتے ہیں جو ہم نے دی ہوں۔ اب میں انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری آپس کی بات چیت کا ایک علیحدہ پہلو ہے لیکن۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے ہم سے agree کیا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: اگر میری پوری بات سن لیں تو وضاحت ہو جائے گی۔ میں پھر اس بات کو دہراتا ہوں کہ جن خدشات کا آپ نے اس دن ذکر فرمایا تھا وہ ہم دیکھ چکے ہیں۔ آپ نے blood relation کے حوالے سے فرمایا تھا وہ اس میں موجود نہیں ہے۔ آپ کے خدشات کے پیش نظر وہ بات ختم ہو چکی ہے۔ دوسرا آپ نے یہ فرمایا تھا کہ موٹر سائیکل forefeit نہ کی جائے تو "shall" کی بجائے "may" آ چکا ہے۔ بگو صاحب نے فرمایا ہے، قانون میں درج ہے کہ سمری ٹرائل ہونا ہے۔ اس لئے اس بات کا خدشہ نہیں ہے کہ سالوں موٹر سائیکل وہاں پڑی رہے گی۔ اگر مجھ سے ذاتی حیثیت میں آپ پوچھتے ہیں تو اس میں سب سے بڑا اگر کوئی deterrant ہے تو وہ صرف اور صرف موٹر سائیکل کو ضبط کرنے کا ہی deterrant ہے۔ کیونکہ اگر کسی گھر میں شام کو موٹر سائیکل واپس نہیں جائے گا تو وہ دوسرے دن بچے کو کبھی one wheeling کے لئے نہیں آنے دیں گے تو یہ سب سے بڑا deterrant ہے لیکن اس کے باوجود ہم نے اس کو "may" کر دیا ہے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ یہ ایک نیک نیتی کے ساتھ قانون سازی کی جا رہی ہے۔ عوام کو تنگ کرنے کے لئے نہیں بلکہ ہم آئے دن دیکھتے ہیں اور اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ جوان بچے اس کی وجہ سے موت کے منہ میں جا رہے ہیں۔ یقین کیجئے کہ جو بچے اس میں ضائع ہوتے ہیں وہ

معصوم بچے نہیں ہوتے، وہ old age نہیں ہوتے بلکہ جوان بچے ہوتے ہیں جن سے ماں باپ نے ہزاروں امیدیں وابستہ کی ہوتی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا بل ہے کہ جس کو کم از کم عوام میں ضرور پذیرائی ملے گی اور لوگ آپ کے اس act کو appreciate کریں گے۔ میں پھر اپنی بات کو دہرانا چاہتا ہوں آج اس بل کے پاس ہونے کے بعد اگر آگے چل کر اس میں کوئی lacuna in its practical implementation نظر آیا تو اسے دور کرنے کے لئے ہر وقت ہمارے پاس فورم موجود ہے اور آپ کے پاس اختیار موجود ہے۔ اس لئے میری آپ سے استدعا ہو گی کہ آپ اس بل کو پاس ہونے دیں اور اگر implementation میں کہیں ہم اس میں کوئی خامی دیکھیں گے تو آپ ترمیم لے کر آئیے گا اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔ شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ایک تو وزیر قانون صاحب نے یہ کہا کہ اگر کوئی ترمیم کرنی ہے تو اسے یہ لے آتے۔ جب پہلے دن بات ہوئی ہے تو اس دن وزیر قانون صاحب نے میرے اس استدلال کو درست تسلیم کیا اور انہوں نے کہا کہ ہم اس کے مطابق اس کو amend کر دیتے ہیں۔ اب جو وہ وضاحت پیش کر رہے ہیں، مثال کے طور پر موٹر سائیکل میری ہے اور میرا کوئی عزیز اس موٹر سائیکل کو لے کر چلا گیا ہے، یا جس طرح شاہ صاحب نے کرائے کی مثال دی ہے یا even میں سمجھتا ہوں کہ اگر موٹر سائیکل باپ کی ہے اور وہ بیٹا لے گیا ہے تو کیا باپ یا والدین بچوں کو یہ کہتے ہیں کہ آپ جا کر one wheeling کریں؟ اگر کوئی بچہ ماں باپ کی مرضی کے بغیر یا ان سے چوری چھپے گھر سے موٹر سائیکل نکال کر لے جائے اور باہر جا کر one wheeling کرے تو اس کی سزا ماں باپ کو ملنی چاہئے؟ یعنی یہ تو وزیر قانون صاحب ایسا قانون بنا رہے ہیں کہ ماں باپ کو سزا دی جائے کہ آپ کے بچے جرم کیوں کر رہے ہیں؟ کل یہ کہیں گے کہ ان کو ایسی سزا دی جائے کہ وہ بچوں کو موٹر سائیکل تو کیا بلکہ بچوں کو پیدا کرنا ہی بند کر دیں کیونکہ جو بچے جرم کریں گے ان کے ماں باپ کو سزا دی جائے گی۔ یہ اس استدلال پر قانون سازی کر رہے ہیں کہ اگر کسی کا بچہ یا عزیز کوئی جرم کرتا ہے تو اس کی سزا والدین کو دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! حکومت کی اس کوشش کو جتنا بھی سراہا جائے کم ہے۔ میں نے ابھی یہ بل دیکھا ہے۔ عملی طور پر بھی جانتا ہوں اور آپ کی توجہ اس طرف چاہتا ہوں کہ جتنے بھی بچے موٹر سائیکلوں پر one wheeling کرتے ہیں ان میں سے اکثریت ان کی ہوتی ہے جنھوں نے موٹر

سائیکلیں کرائے پر حاصل کی ہوتی ہیں۔اب اس حوالے سے یہ بل بالکل خاموش ہے، کہیں کرائے کا!ذکر نہیں ہے۔جو کچھ راناثناء اللہ صاحب کہہ رہے ہیں میں اس سے توagreeنہیں کرتا کیونکہ deterrentہونا چاہئے ، موٹر سائیکل ضبط بھی ہونی چاہئے لیکن عملی طور پر یہ ہوتا ہے کہ اگر سو روپے فی گھنٹہ موٹر سائیکل کرائے پر ملتی ہے تواتوار والے دن بچوں کو وہی موٹر سائیکل دو سو روپے فی گھنٹہ میں ملتی ہے اور وہ لے لیتے ہیں۔ جب وہ لے لیتے ہیں تو اس پر جا کر وہ one wheelingکرتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کرائے پر موٹر سائیکل دینے والوں کو بھی پکڑا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ہم نے یہ نہیں دیکھنا کہ موٹر سائیکل کا مالک کون ہے۔ جس موٹر سائیکل پرone wheelingہو رہی ہے اس کو پکڑا جائے گا۔ بات تو سیدھی ہے چاہے وہ کرائے کی ہو یا اپنی ہو۔

میاں ماجد نواز: جناب سپیکر!اگر وہ کسی عزیز کی موٹر سائیکل لے کر گیا ہے، کرائے پر لی گئی ہے یا اسے غلط استعمال کیا گیا ہے تو جس نے اسے موٹر سائیکل دی ہے، جس کو یہ پتا ہے یہ teenager ہے یہ اس طرح کی حرکتیں کر سکتا ہے تو اس کو بھی سزا ضرور ملنی چاہئے۔اگر ان لوگوں کو سزا نہیں ملے گی، انھیں احساس نہیں ہو گا تو وہ پھر بچوں کو موٹر سائیکل دے دیں گے۔ کرائے کی وجہ سے دے دیں گے، پیسے کے لالچ میں دے دیں گے یا ان کےinsistکرنے پر دے دیں گے۔ان لوگوں کو اسی صورت میں احساس ہو گا جب ان کی موٹر سائیکل بند ہو گی۔یہ ٹھیک ہے کہ موٹر سائیکل استعمال کرنے والے کو تو سزا ملے لیکن جس نے موٹر سائیکل دی ہے اسے بھی احساس ہونا چاہئے،اگر اس کی موٹر سائیکل بند ہو گی تو اسے پتا چلے گا کہ میں نے موٹر سائیکل کسی غیر ذمہ دار آدمی یا بچے کو دی ہے اور اس نے اس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے۔یہ بالکل ہونا چاہئے اور ہم سمجھتے ہیں کہ جب تک موٹر سائیکل بند نہیں ہو گا اس وقت تک ان لوگوں کو احساس نہیں ہو گا کہ ہم کن بچوں کو موٹر سائیکل دے رہے ہیں اور اس وجہ سے کیسے کیسے حادثات ہو رہے ہیں۔ان کے اس عمل سے کسی بچے کی جان جا رہی ہے تو ان لوگوں کو بالکل احساس دلایا جانا چاہئے۔اس سلسلے میں اگر مزید سختی کی جائے تو وہ بھی بہتر ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں!یہ کوئی بحث تو ہو نہیں رہی۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ بل پیش ہوا ہے آپ اس کی رولز کے مطابق proceeding شروع کریں۔ اگر کسی کی ترمیم ہے تو وہ اس پر بات کرے۔ اگر کسی نے اس بل کے پرنسپلز کو oppose کرنا ہے تو جب آپ reading شروع کریں گے تو وہ اس وقت کر لے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ ابھی کس چیز پر بحث ہو رہی ہے؟ جب آپ اس کی reading شروع کریں گے اور جو جو مراحل آئیں گے، جو جو اس میں شامل ہو گا۔ وہ اس میں oppose کرے گا اور پھر اس پر بحث کرے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات بجا ہے لیکن میری کوشش تھی کہ consensus ہو جائے تو بہتر ہے۔ بلڈوز کرنا ہے تو پھر علیحدہ بات ہے لیکن اگر آپ نے ایک قانون لانا ہے۔

Then this House has every right to discuss on that. There is no harm in it.

(نعرہ ہائے تحسین)

میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر آپ اسے متفق ہو کر پاس کریں گے تو اس میں آپ کی عزت ہے آپ کی بہتری ہے اور ہاؤس کی بھلائی ہے۔ That's why I am giving floor to every body اگر نہیں سننا تو پھر نہیں سنتے۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب والا! مجھے اس پر اتنا بڑا objection ہے کہ یہاں پر جو بھی قانون سازی ہوتی ہے۔ اس رولز کی کتاب میں اس کا ایک طریق کار ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ بجا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: آپ اسی طریق کار کے تحت discussion کروا سکتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ابھی بل پیش ہوا اور سارے اٹھ پڑے۔ اگر میری کوئی ترمیم ہے اور میں نے اسے oppose کرنا ہے تو اس کا کوئی طریق کار ہے۔ اس طریق کار کے مطابق اسے oppose کریں گے اور اس پر discussion ہو گی۔ اگر رانا صاحب چاہتے ہیں کہ اس بل کے ذریعے کیس کی سماعت ہونے تک موٹر سائیکل پولیس کی تحویل میں نہ رہے تو اس کے لئے وہ ترمیم دیتے۔ ان کے ساتھ ایک consensus ہوا تھا اس پر انہوں نے کہا کہ اس میں blood relation کی بات نہ ہو تو وہ کاٹ دی گئی۔ انہوں نے "shall" کا کہا تو اسے "may" کر دیا کہ اب یہ عدالت کی صوابدید ہو گی۔ بگو صاحب نے کہا کہ اس کا summary trial ہو لیکن حکومت کہتی ہے کہ summary trial میں

delayہو جائے گا۔ جناب والا!اس میں توtotal discretionہے جب"shall"کو کاٹ کر "may"کر دیا جائے تو ساری صوابدید عدالت کی آ جائے گی۔ وہ اسےreleaseکر سکتی ہے۔ابھی یہاں پر بات ہوئی کہ جب ایک موزر سے فائر کیا جاتا ہے تو بندہ مر جاتا ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ جب تک کیس کا فائنل فیصلہ نہ ہو جائے وہ موزر کبھی مالک کو واپس ہوتا ہے ؟وہ موزر فائنل فیصلے تک ضبط رہتا ہے۔۔۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی(ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب!سب نے تقریریں کی ہیں ان کو بات کر لینے دیں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر!میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اور میرا جائز پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ جوproceedingہو رہی ہے یہ غلط ہو رہی ہے یہ رولز کے خلاف ہو رہی ہے۔ میں اسی کوpoint outکر رہا ہوں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب!پلیز تشریف رکھیں، میری بات سنیں۔ نوانی صاحب!آپ کی بات بالکل صحیح ہے اس کے مطابق ہو گا لیکن میں یہ بات کر رہا تھا کہ جب یہ بل میرے سامنے آیا تو اس میں یہ تاثر مل رہا تھا کہ اس پر An agreement has been reached. This is what I went through. لیکن اگر اس میں رانا صاحب نے ایکpoint raiseکیا ہے اور وزیر قانون نے اس کا جواب دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ دونوں نزدیک ہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس میں کوئی مخاصمہ کرنا ہے اس لئے میں اسی کوشش میں تھا کہ یہ دونوں اسی پوائنٹ پر متفق ہو جائیں تاکہ We shall go through it

وزیر جیل خانہ جات: جناب والا!یہ کامChairکا نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!میں صرف ایک لائن میں نوانی صاحب کی بات کا جواب دیتا ہوں۔ نوانی صاحب فرما رہے ہیں کہ آپprocedureکوfollowکریں۔last dayجب یہ بل پیش ہوا تو میں نے اس خدشے کا اظہار کیا اور لا منسٹر صاحب نے خودofferکی کہ ہم اس سے متعلقہ ترمیم لے آتے ہیں تو اس بات پر اتفاق ہوا تھا۔اب جو ترمیم وہ لائے ہیں میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ اس کاprocedureبھی یہی بنتا ہے اور on the floor of the House

commitment کے بعد طریق کار بھی یہی بنتا ہے کہ جب میں ان کی ترمیم سے مطمئن نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا تھا کہ یہ میرے اعتراض کے مطابق ترمیم لائیں گے تو آپ آج اس پر قانون سازی نہ کریں بلکہ اسے adjourn کریں اور میں اس پر ترمیم لے آتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: بالکل ٹھیک ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جو یہ ترمیم لائے ہیں انہوں نے اس پر میرے ساتھ consult نہیں کیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! consult کرنے کے لئے میٹنگ رکھی تھی لیکن اگر آپ تشریف نہ لائیں تو اس میں ہمارا قصور نہیں ہے۔ رانا صاحب! آپ کے جو خدشات تھے وہ دور ہو چکے ہیں۔ آپ نے blood relation کی بات کی وہ کاٹ دیا گیا، آپ نے "shall" کی بات کی وہ "may" کر دیا گیا۔ اب یہ کہنا کہ اس کو آپ کی وجہ سے pending کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: any how: رانا صاحب! جو بات آپ کر رہے ہیں۔ لا منسٹر صاحب نے already آپ کو ایک offer دی ہے۔ in the best interest of this House میں سمجھتا ہوں کہ

If you review what you have said and what the Law Minister has said, is the same thing.

آپ نے کہا کہ میں ابھی ترمیم پیش کرتا ہوں اسے pending کیا جائے لیکن انہوں نے کہا کہ اگر آپ اس میں کوئی سقم دیکھیں تو later on you can bring any amendment تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی اتنا بڑا سقم نہیں ہے۔ آپ سے میری استدعا ہے کہ اسے as it is کرنے دیں کیونکہ "shall" سے "may" ہو گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس میں کوئی بچ باقی رہ جائے گی تو

> This House is always there to look into that and we can always bring an improvement in that. This is what I want to make a request and this is my point of veiw.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے اس سے متعلقہ جتنے بھی اعتراضات کئے ہیں وزیر قانون نے

ان میں کسی ایک کو بھی rule out نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ یہ misuse ہو گا تو انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا کہ موٹر سائیکل destroy ہو جائے گا تو انہوں نے اس بات کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا کہ دیکھیں موٹر سائیکل میرا ہے اور لا منسٹر صاحب لے جاتے ہیں اور جا کر one wheeling کرتے ہیں اور یہ وہاں پر پکڑے جاتے ہیں۔ اب فیصلہ یہ ہوتا ہے کہ لا منسٹر صاحب کو دو ہزار روپے جرمانہ اور مجھے ساٹھ ہزار روپے جرمانہ۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ کو تو لاکھ روپے جرمانہ ہونا چاہئے جو غلط کام کروا رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: اگر میں ان کے لحاظ میں ان کو اچھا سمجھتے ہوئے چونکہ میری نظر میں یہ شریف آدمی ہیں اچھے آدمی ہیں میں نے کہا کہ ٹھیک ہے موٹر سائیکل لے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جو spirit آپ کی ہے۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: اب ان کو جرمانہ 2 ہزار اور مجھے 60 ہزار یا تو اس 5 ہزار کو 65 ہزار کر دیں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب والا! یہ لوگوں کو کرائے پر موٹر سائیکلیں دینا بند کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! جہاں آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ موٹر سائیکل کا غلط استعمال کیا جائے گا وہاں دوسری طرف بھی غلط استعمال ہو سکتا ہے۔ بفرض محال جب تک ایک بچے کو یہ خوف نہیں ہو گا اور یا اسے موٹر سائیکل دینے والے کو یہ خوف نہیں ہو گا کہ کل یہ موٹر سائیکل ضبط ہو گا اس وقت تک وہ بار بار دیتے رہیں گے اور وہ بچے بار بار غلط کام کرتے رہیں گے۔ لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ خدشہ دونوں طرف ہے۔ آپ سمجھ دار آدمی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

And you are a law knowing person. You know it very well. I would suggest.

کہ آپ اس پوائنٹ پر بضد نہ ہوں۔ اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ

It is being wrongly utilized then an amendment can come later.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ میں تو اس لئے موٹر سائیکل دوں گا کہ مجھے انہوں نے کہا کہ میں نے کسی عزیز کو ملنے جانا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ضروری نہیں۔ دوسرے دوست بھی لے جاتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ کا بیٹا، میرا بیٹا، آپ کا عزیز میرا عزیز، ہم دونوں اس بات پر

bound ہیں کہ ہم اس کو اچھی تربیت دیں، اس کو اچھی بات سمجھائیں۔ ورنہ آج سے چودہ سو سال پہلے اللہ کے نبی ﷺ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ باپ کے جرم کا بیٹا اور بیٹے کے جرم کا باپ سزاوار نہیں ہوگا۔ جو آدمی جرم کرے گا جو ون ویلنگ کرے گا وہی سزا پائے گا، دوسرا آدمی سزا نہیں پائے گا۔ اگر تو میں کہوں کہ یہ موٹر سائیکل لے جائیں اور جا کر مال روڈ پر ون ویلنگ کریں پھر تو ساتھ مجھے بھی سزا ملنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! آپ اسے دوسرے رنگ میں لے رہے ہیں لیکن میں کہہ رہا ہوں کہ بفرض محال اس بچے کو بار بار موٹر سائیکل مل رہا ہے پھر تو وہ یہ کرتا رہے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جو بچے ون ویلنگ کرتے ہیں ان میں سے 99 فیصد ایسے ہیں جن کا اپنا موٹر سائیکل نہیں ہوتا۔ باپ کا ہوتا ہے، بھائی کا ہوتا ہے یا چچا کا ہوتا ہے۔ ان کا قصور یہ ہوتا ہے کہ وہ صبح ساڑھے پانچ بجے موٹر سائیکل دے کر گھر سے انھیں نکالتے ہیں۔ کیا ان کو نہیں پتا کہ صبح نماز کے وقت ان کا بچہ موٹر سائیکل لے کر کہاں جا رہا ہے؟ ان کو پتا ہوتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! انہوں نے کوئی کام نہیں کرنا۔ حکومت مجرموں کے ماں باپ کے ذریعے کروائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کو ایک سبق دینے کے لئے۔

رانا ثناء اللہ خان: ایک ملزم 302 کا جرم کرے تو اس کے باپ کو پکڑ کر اس پر 302 لگا دیں۔ یہ بڑا آسان طریقہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بات نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر کسی چیز سے جرم ہو رہا ہے تو اس کو روک دیا جائے جس چیز سے جرم ہو رہا ہے۔ مثلاً ایک بندوق ہے اگر عام آدمی بغیر لائسنس اسے اٹھا کر پھرے گا تو وہ ایک جرم ہے لائسنس چاہے آپ کا ہوگا لیکن وہ بندوق تو ضبط ہوگی۔ It is the same thing.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بسیں ہیں ویگنیں ہیں یہ راہ چلتے آدمی کو ہلاک کر دیتی ہیں۔ کبھی اس کے مالک کو کبھی اس کی بس کو forfeit کیا ہے؟ ڈرائیور پر ہی مقدمہ ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بس یا ویگن بھی سپرداری پر جاتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: نہیں، کبھی نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہوتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: چلیں، اس کے متعلق جو متعلقہ قانون ہے اس کا وزیر قانون صاحب حوالہ دے دیں کہ روڈ پر جتنی بھی پبلک ٹرانسپورٹ چلتی ہے اور ڈرائیور لاپرواہی کرتے ہوئے ایک نہیں بلکہ کئی کئی بندے ہلاک کر دیتا ہے ڈرائیور پر جو مقدمہ ہوتا ہے وہ 302 کا نہیں ہوتا 322 کا ہوتا ہے۔ اس کی دوسرے دن تھانے میں bail ہو جاتی ہے اور اس کے علاوہ مجھے بتادیں کہ کسی کی بس آج تک forfeit ہوئی ہو؟ بس مالک تو کبھی دیت بھی نہیں دیتا۔ یہ اب ایک نیا طریقہ اپنا رہے ہیں۔ جو پبلک ٹرانسپورٹ ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں بھی اسی سلسلے میں ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں نے ابھی کسی کو floor نہیں دیا۔ ان کو بات کرنے دیں۔ میں آپ کو موقع دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں نے بھی اسی سلسلے میں ضروری بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہم اس پر عام بحث تو نہیں کر رہے۔ I am making a request اس میں جتنی بحث کریں گے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں بھی اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: مہربانی کریں، آپ بیٹھیں پلیز۔ شیخ صاحب! میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ پھر وہی بحث چلے گی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے ہی اسی قسم کا قانون موجود ہے۔ کسٹم کا جب مال پکڑا جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اس گاڑی کو بھی ضبط کیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! میں خصوصی طور پرChair کی جوspirit ہے اس کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح سے موٹر سائیکل کے دو پہیے ہیں اور اگر کوئی نوجوان اس موٹر سائیکل کو دو پہیوں پر چلانے کی بجائے ایک پہیے پر چلاتا ہے تو یقینی بات ہے کہ وہ جرم ہے۔اسی طرح اس ہاؤس کے بھی دو پہیے ہیں ایک اقتدار والا اور ایک اپوزیشن والا۔ ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ وزیر قانون صاحب یہاں پرone wheeling نہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ نہیں کر رہے۔وہ تو بار بارrequest کر رہے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! یہ صرفone wheeling کے شوق میں اس بل کو اس طرح سے نہ کریں کہ اس ہاؤس میں بھی ہمیں یہ لگے جس طرح روڈ پرone wheeling کرنا جرم ہے اسی طرح آپ کی جوspirit ہے کہ اس ہاؤس کے دونوں پہیے مل کر یہ قانون سازی کریں تو میری یہ گزارش ہے کہ وزیر قانون سوچیں اور جس طرح رانا صاحب نے اپناpoint of view پیش کیا ہے اس کے مطابق بل پر نظر ثانی کریں اور اس بل کوpending کریں تا کہone wheeling کے ذریعے اس بل کوbulldoze نہ کیا جا سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: خان صاحب! میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے رانا صاحب سے گزارش کی ہےHe will concede to my request کہ and I have full faith with this assurance کہ اگر اس میں کوئی نقص ہو گا تو بعد میں اس بل میں ترمیم لے آئیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! آپ دیکھیں کہ جب بھی آپ کوئی قانون بناتے ہیں تو قانون کی definition بڑیprecise سی یہ ہے کہ Where your common sense does not agree it means there is breach of some law. اب یہ فیصلہ خود میں آپ پر چھوڑتا ہوں۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ کیcommon sense اس بات پرagree کرتی ہے۔ جیسا کہ رانا صاحب نے کہا ہے کہ پبلک ٹرانسپورٹ ایک ڈرائیور چلا رہا ہے۔اب مالک اس کو اس لئے نہیں دیتا، ابھی ہمارے معزز رکن یہ کہہ رہے تھے اور 93 کے تحت

سمگلنگ کا حوالہ دے رہے تھے۔ سمگلنگ اور چیز ہے، پستول کا،weapon کا استعمال اور چیز ہے۔ ٹرانسپورٹ کا استعمال اور چیز ہے۔ قوانین جو بنتے ہیں وہ انسانوں کے لئے بنتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! ان کو بات کرنے دیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! اس لئے میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ جو بعد میں آپ نے کرنا ہے، بعد میں آپ کو احساس ہو کہ آپ نے یہ غلط فیصلہ کیا تھا اور اس کو ہم نے amend کرنا ہے تو اس کو آج ہی کیوں نہ کر لیا جائے۔ راناصاحب کی بات درست ہے آپ خود دیکھیں۔ اس میں آپ پولیس کو لائسنس نہ دیں۔ پولیس کے پاس جب موٹر سائیکل چلی جائے گی اور اس کی جو حالت ہو گی وہ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ اسی طریقے سے پھر یہ بھی قانون بنا دیں کہ اگر بس کا ڈرائیور کوئی حادثہ کرتا ہے تو بس کو بھی ضبط کر لیا جائے۔ بس بھی اس وقت تک واپس نہ جائے جب تک اس کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ اس ملک میں یہ قانون موجود ہے جب بس سپرداری پر مل سکتی ہے، کار سپرداری پر مل سکتی ہے، آپ کی گاڑی کا بھی اگر خدانخواستہ کوئی حادثہ ہوتا ہے تو آپ بھی اپنی گاڑی کو سپرداری پر لے کر آتے ہیں تو اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس سلسلے میں پولیس کو لائسنس نہ دیں اور اس بات کی راجہ صاحب سے بھی استدعا کریں گے کہ آپ خود ہی اس کو سوچیں۔ دیکھیں! آپ نے ہمیشہ اقتدار میں نہیں رہنا کل کو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم ادھر ہوں اور آپ ادھر ہوں۔

ایک معزز رکن: یہ نہیں ہو سکتا۔

سید ناظم حسین شاہ: چلو، راجہ صاحب کے ساتھ یہ نہیں ہو سکتا، پہلے بھی وزیر قانون تھے، اب بھی وزیر قانون ہیں پھر بھی وزیر قانون ہوں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ چلو hat-trick کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے مگر آپ یہ دیکھیں کہ اس پر آپ بھی اس چیز پر متفق ہوں گے کہ اگر ایک بس کا ڈرائیور کوئی accident کرتا ہے تو بس کبھی ضبط نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح سے موٹر سائیکل کے سلسلے میں بھی پولیس کو موٹر سائیکل ضبط کرنے کے اختیارات نہ دیں۔ ان کے ماں باپ کو اس کی سزا نہیں ملنی چاہئے۔ یہی میری گزارش ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: ملک نذر فرید کھوکھر!

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب والا! اب بحث کا جو لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا ہے میرے خیال میں اس کا ایک ہی حل ہے۔ one wheeling کو ہم نے ختم کرنا ہے تو پھر ایسا ہے کہ موٹر سائیکل تین پہیوں والا کر دیتے ہیں اس سے یہ ساری بحث ختم ہو جائے گی۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ بات کریں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس بات پر بہت زور دیا گیا کہ ہم نے "shall" کی جگہ "may" کر دیا ہے۔ حالانکہ قانون کی نظر میں "shall" بھی "may" ہوتا ہے اور "may" بھی "may" ہوتا ہے۔ اگر اس لفظ کی penalty نہ دی گئی ہو اور اگر penalty provide کی گئی ہو تو تب وہ "shall" ہو گا۔ اگر "shall" کی penalty نہیں ہے تو "may" ہو گا۔ اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ پولیس آفیسر جو ہے وہ موٹر سائیکل کو قبضے میں لے گا۔ اس کی سزا نہیں ہے۔ قانون کی نظر میں اگر کسی معاملے میں اور میں یہ بھی عرض کروں گا کہ وزیر مواصلات جناب ظہیر صاحب کے بس کی بات نہیں ہے۔ ظہیر صاحب "may" کو "shall" اور "shall" کو "may" کہیں گے اور ان کو سمجھ نہیں آئے گی۔ میں قانونی بات کر رہا ہوں کہ اگر تو اس میں یہ provide کیا گیا ہے کہ "shall" کے ساتھ penalty ہو گی تو وہ "shall" ہو گا۔ اگر وہ "shall" جس کے آگے penalty provide نہیں کی گئی یعنی پولیس آفیسر اس کو cease نہیں کرتا تو وہ "shall" بھی "may" ہی ہو گا لہذا اس بحث کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

ہمارے دوست نے بات کی ہے کہ ایک ہی مقدمہ جس کی سزا سزائے موت ہوتی ہے وہ مقدمہ attempt on life جس کی عمر قید ہوتی ہے کسی کو زخمی کرنے کی ہوتی ہے اور نار کوٹکس کیس میں جہاں death punishment دی جاتی ہے کسی ٹرک سے کسی کار سے کسی موٹر سائیکل سے اگر ہیروین یا چرس نکلتی ہے تو وہ پولیس اپنے قبضے میں نہیں رکھ سکتی۔ وہ مقدمہ جس کی سزا آپ دو ماہ یا چھ ماہ رکھ رہے ہیں اس کے لئے آپ اس کی موٹر سائیکل واپس نہیں کر رہے ہیں یہ قرین انصاف نہیں ہے۔ باقی تو جنرل لاز ہیں اس سے بھی یہ متصادم ہے اس لئے یہ زیادتی والی بات ہے اور تیسری یہ بات کہ آپ کے کہہ دینے سے کہ اس کا سمری ٹرائل ہو گا۔ پولیس آفیسر اگر میرا موٹر سائیکل لے جاتا ہے میں کہتا ہوں کہ I want to contest this case تو اس کا ٹرائل ہو گا اور full-fledged trial ہو گا اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ مقدمے کا جلدی

فیصلہ ہو لیکن ہو گا نہیں۔ سمری سے مراد سمری نہیں ہو گی۔ پنجاب پولیس کو کون نہیں جانتا پنجاب کی پولیس کیا کچھ نہیں کرتی۔ جب معاملہ سپریم کورٹ میں جاتا ہے تو وہاں پر عدالتیں پہلا سوال یہ کرتی ہیں کہ یہ مقدمہ کس صوبے سے ہے اس لئے کہ یہاں جتنی recoveries ہوتی ہیں ساری کی ساری fake and phoney recoveries ہوتی ہے۔ اس لئے وہ موٹر سائیکل بھی misuse کریں گے اور اس قانون کو بھی misuse کریں گے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس معاملے کو انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے۔ اگر 307 یا 302 کے کیس میں ایک آدمی موٹر سائیکل پر جا کر فائرنگ کر کے آتا ہے تو وہ موٹر سائیکل release ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ وزیر قانون صاحب! آپ نے کچھ کہنا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ساری جو بحث ہے ہم سیکشن 2 پر کر رہے ہیں۔ سیکشن 2 کی آگے پانچ سب کلازیں ہیں۔ جن میں اپوزیشن کی طرف سے ترامیم آئی ہیں اور اس وقت سب سے زیادہ جس بات پر اعتراض کیا جا رہا ہے وہ سب کلاز 4 ہے جس پر ہم بات کر رہے ہیں۔ رانا صاحب سے تو چونکہ ہاؤس میں بات ہوئی تھی لیکن ہاؤس میں بات اس وقت ہوئی تھی کہ جب یہ بل circulate ہو چکا تھا۔ میں اس کے بعد کی تو بات نہیں کرتا کیونکہ اس کے بعد ہاؤس میں یہ ہماری بات ہو چکی تھی اور ہم نے کہا تھا کہ اس پر consensus develop کر لیا جائے گا۔ اس سے پہلے رانا صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے میرے دوسرے معزز دوست بات کر رہے تھے ان میں سے کسی ایک دوست کی بھی اس پورے بل میں کوئی amendment نہیں آئی۔ کسی نے بات ہی نہیں کی اور شاہ صاحب کی طرف سے amendments موجود ہیں لیکن یقین کیجئے کہ جس پر آپ ابھی بات کر رہے تھے کہ رانا صاحب کا فرمانا بالکل درست ہے اس پر آپ نے خود amendment دی ہی نہیں ہے۔ جو بات آپ کے پہلے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی اور رانا صاحب کے point out کرنے کے بعد آپ نے کہہ دیا کہ یہ بھی ہونی چاہئے، یہ بھی ہونی چاہئے، اصولی طور پر اگر ہم بل کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں تو آپ میں سے ماسوائے رانا صاحب کے کوئی دوست بھی اس بات پر بات کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ اس لئے ہم نے آپ کو اتنی دیر اس لئے سنا کہ رانا صاحب کے ساتھ ہماری ایک gentleman promise تھی کہ انہوں نے دو خدشات کا اظہار کیا تھا اور ہم نے ان دونوں کو اپنی دانست کے مطابق حل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن باقی دوست کہتے ہیں کہ موٹر سائیکل ضبط کر لی جائے اور

درمیان میں پستول کی بھی بات آ گئی۔یہ بل آپ کے سامنے ہے کہ کسی دوست نے کوئی amendmentدی ہو۔ ابھی رانا صاحب جرمانے کی بات کر رہے تھے، اس میں جتنی amendmentsآئی ہیں آپ نے جرمانہ بڑھانے کی بات کی ہے، جرمانہ کم کرنے کی بات نہیں کی۔ ہم دسویں جماعت پاس بچے سے 5ہزار روپے جرمانے کی بات کر رہے ہیں اور آپ 10ہزار روپے جرمانہ لینا چاہتے ہیں تو اس طرح سے آپ اس کے والدین پر بوجھ نہیں ڈال رہے۔کیا وہ جیب تراش ہے کہ وہ جیبیں کاٹ کر وہ جرمانہ ادا کرے گا؟ خدا کے لئے اس کو تھوڑا ساrealisticہو کر سوچیں ہم نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ اس بات کا تدارک کیا جائے کہ جو بچے ون ویلنگ کرتے ہیں ان کے لئے بھیdeterrenceہو اور ان کے والدین کے لئے بھیdeterrenceہو اور اتنیdeterrenceہو کہ کل وہ بچہ کہیں عادی مجرم نہ بن جائے۔اس کے لئے سزا بھی مقرر کی جا سکتی تھی لیکن ہم نے سزا مقرر نہیں کی کہ کل وہ بچہ جیل میں جائے گا تو آج وہ مجرم نہیں ہے تو جیل میں جا کر وہ مجرم بن کر باہر نکلے گا تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ہمیں تھوڑی سی اچھی senseمیں لینا چاہئے اور میں پھر آپ کو یقین دلاتا ہوں اور میں رانا صاحب کو پھر علیحدہ کر کے بات کرتا ہوں کہ اس دن انہوں نے کھڑے ہو کرpoint outکیا اس کے علاوہ آپ کے کسی بھائی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہamendmentدینی ہے اور کسی نے دی ہی نہیں اور آج ہم تقریریں کر رہے ہیں کہ یہ ہو جائے گا، وہ ہو جائے گا، کیسے ہو جائے گا؟ اگر آپ نے amendmentدی ہوتی تو آپ اس پر بات کرتے۔اس لئے میں بالخصوص رانا صاحب سے استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے آپ کے خدشات کو دور کرنے کی نیک نیتی سے کوشش کی ہے۔اگر آپ دن میں تشریف لے آتے تو ہم شاید اس سے مزید آگے بڑھ کر آپ کوaccommodate کرتے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ .this is not end of the worldکہ آج یہاں پر یہ بات ختم ہو جائے گی.We are open to logicمیں پھر یہ دہراتا ہوں کہ میں نے بار ہا یہ کہا ہے اورChairنے بھی یہ فرمایا ہے کہ اگرimplementation sideپر کہیں کوئی lacunaنظر آتا ہے تو.We can again come backاورamendmentلا سکتے ہیں اس لئے میری یہ استدعا ہو گی کہ اس کو مزید آگے چلایا جائے اور اس کو پاس فرمایا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!اس سے پہلے بھی یہاں شادی بیاہ پر کھانوں کا ایک بل پاس ہوا تھا اور اس وقت بھی ہم نے جن خدشات کا اظہار کیا تھا اس وقت انہوں نے اس کو تسلیم نہیں کیا تھا لیکن بعد

میں وہ معاملہ جب سپریم کورٹ میں گیا تو پھر وہی باتیں درست ثابت ہوئیں۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب کی شاید کوئی مجبوری ہے کہ اجلاس شاید آگے نہیں چل رہا تو یہ چاہتے ہیں کہ کم از کم ایک بل پاس ہو جائے۔ میں ان کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ دیکھیں، بات یہ ہے کہ اگر کوئی practically violation کرتا ہے تو کانسٹیبل یا کوئی پولیس آفیسر روکتا ہے تو وہ سو، دو سو روپے رشوت لے کر اسے چھوڑ دیتا ہے یا اس کا چالان کرتا ہے تو اس کو سو دو سو جرمانہ ہو جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اب اس کے بعد کوئی موٹر سائیکل سوار بھی violation نہیں کرے گا کیونکہ اب صرف اور صرف الزام یہ ہو گا کہ اس نے ون ویلنگ کی ہے۔ یہ تو کہتے ہیں کہ teenager، میں کہتا ہوں کہ ہمارے پولیس آفیسر 60/60 سال کے بوڑھوں سے بھی ون ویلنگ کروائیں گے اور وہ جس موٹر سائیکل پر ہاتھ ڈالیں گے اس کی کم از کم رشوت 15/20 ہزار ہو گی کیونکہ انہیں پتا ہو گا کہ یہ ہمیں 60/70 ہزار کا فائدہ دے رہے ہیں تو 10/15 ہزار روپیہ لیں گے۔ موٹر سائیکل غریب کی سواری ہے اور یہ اس کی فیملی کار ہے۔ ایک آدمی صبح دفتر بھی موٹر سائیکل پر جاتا ہے، وہ اپنے بچوں کو سکول چھوڑنے بھی اسی موٹر سائیکل پر جاتا ہے، واپسی پر اسے سکول سے بھی لاتا ہے تو اب اس کا teenager بچہ اس موٹر سائیکل پر ون ویلنگ کرتا ہے تو وہ پوری فیملی disturb ہو گی۔ اگر انہیں اس بچے کا اتنا احساس ہے کہ اسے 5 ہزار جرمانہ کرنا ہے اس سے زیادہ نہیں کرنا ہیں تو اسے لوگوں کی جیبیں کاٹنا پڑیں گی، اس کو جیل نہیں بھیجنا وہ مجرم بن جائے گا تو پھر اس کے باپ کا کیا قصور ہے؟ اس کو آپ صرف ون ویلنگ کے اوپر 60/65 ہزار روپے کا جرمانہ لگا رہے ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ یہ بالکل logic نہیں بنتی۔ آپ نے اگر اس کو ہر قیمت پر ہی پاس کروانا ہے تو آپ ایسا کریں کہ چونکہ اس کے misuse ہونے کا احتمال ہے تو آپ اس کو delete کر کے پورا بل carry کرائیں، یہ within 5 minutes پاس ہو جاتا ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس لئے اس سے اتفاق نہیں کرتا کہ جب تک ملزم کے ساتھ موٹر سائیکل نہیں پکڑا جائے گا اس وقت تک آپ ون ویلنگ پر کبھی رکاوٹ نہیں ڈال سکتے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں پہلے اپنی بات مکمل کر لوں۔ یہ جو forfeited والی بات ہے اس کو اگر یہ delete کر دیں اور باقی within 5 minutes پاس ہو جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! forfeit کورٹ نے کرنا ہے یہ کورٹ کو پورا اختیار ہے۔ ہم کورٹ کے اختیارات اپنے ہاتھ میں کیوں لیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اتنا agree کر گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ فی الحال Let the Bill be passed unanimously.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! مجھے ان کی آخری بات کا جواب دینے دیں۔ یہ دیکھیں۔

Offence under the section shall be cognizable and the police officer may cease and detain the motorcycle.

یہ پولیس کو اختیار ہے۔ اس کو یہ نکال دیں اور باقی بل within 5 minutes پاس کروالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں پڑھ دیتا ہوں۔ یہ غلط فرما رہے ہیں۔ میں پڑھ دیتا ہوں آپ غور فرمالیں۔ جناب سپیکر! اس کی reading یہ ہے۔

> The motorcycle ceased and detained under sub-section (3) by any police officer may not be released before or during the trial of the offence and may be forfeited at the time of conviction.

جب اس کو سزا ہو جائے گی پھر وہ forfiet ہو گا اور وہ سزا عدالت نے کرنی ہے، پولیس افسر نے نہیں کرنی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ دیکھیں۔ انہوں نے یہ پڑھا ہے لیکن اس کا ترجمہ انہوں نے صحیح نہیں کیا۔ یہ ہے "The same shall not be released." یعنی same shall not be release ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: forfeited کی بات اور ہے۔ release ایک اور چیز ہے۔ (قطع کلامیاں)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ before trial اگلے کو سزا دینے والی بات ہے یعنی forfeited جب trial conclude ہو گا اس سے پہلے پوری فیملی اور اس مجرم کے ماں باپ کو سزا دینے والی بات ہے۔ یہ اس سے پہلے کی بات ہے۔ یہ ceased and detained, and may not released کے الفاظ کو نکال دیں، باقی بل کو پاس کروا لیں اور اگر یہ بعد میں دیکھیں کہ affective نہیں ہے آپ اس کو 3 or 6 months دیکھ لیں اگر یہ affective نہیں ہے

اور آپ سمجھتے ہیں کہ اس اختیار کو دیئے بغیر پولیس کام نہیں کر سکتی تو آپ اس پر amendment لے آئیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ تین مہینے میں دیکھ لیں، اس کے بعد آپ amendment لے کر آ جائیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس پر amendment لانا ان کے لئے آسان ہے یا میرے لئے آسان ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ ہم سے بات کر لیں پھر اس کو دیکھ لیں گے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ

You are a bridge between opposition and the treasury benches.

جناب والا نے اپوزیشن کو بڑی خوبصورتی سے assurance دی ہے کہ اگر اس میں کوئی lacuna رہ گیا تو آپ فرما رہے ہیں کہ میں آپ کو assurance دیتا ہوں کہ آپ اس پر جو بھی amendment لانا چاہیں وہ لے آئیں اور انہوں نے بھی کہہ دیا ہے کہ میں فوراً قبول کروں گا تو جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس کے بعد ضد برائے ضد آگے بڑھانا اور پھر ایوان کا وقت ضائع کرنا کوئی مناسب بات نہیں ہے۔ آپ کی assurance اس ہاؤس کے اندر سب سے بڑی assurance ہے You are Custodian of the House. اور آپ سے بڑی assurance اور کون سی ہو سکتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ اس کو آگے بڑھائیں اور میں رانا صاحب سے request کروں گا کہ سپیکر صاحب کی بات کو مانتے ہوئے اس کو آگے چلنے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ یہ اس ہاؤس کی history میں پہلی مرتبہ ہو رہا ہے کہ گورنمنٹ ایک legislation کروا رہی ہے اور legislation کرتے وقت وہ اس بات کی assurance دے رہی ہے کہ اگر اس میں کوئی defect ہو گا تو پھر بعد میں ہم آپ کی بات سن لیں گے اور بعد میں اس میں amendment کر دیں گے۔ اگر اس legislation میں کوئی defect ہو گیا تو بعد میں ہم آپ کی بات سن لیں گے اور بعد میں اس میں amendment ہو جائے گی۔ میرے خیال میں یہ تاریخ میں پہلی دفعہ ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے جو خدشہ ظاہر کیا ہے اس پر بات ہو رہی ہے۔ وہ تو کہہ رہے ہیں کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں یہ ہے کہ یا تو یہ کہہ دیں کہ یہ خدشہ غلط ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں دوبارہ ان الفاظ کو دہرانا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب کے جو خدشات ہیں اور وہ اس وقت بیان کر رہے ہیں۔ وہ بالکل بے بنیاد ہیں۔ ہم commitment کے مطابق amendments لے آئے ہیں۔ میں پھر اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ in the course of implementation اگر کوئی lacuna کہیں سامنے آتا ہے تو ہم اس میں مزید کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ ہر وقت amendment لا سکتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس سے پہلے انہوں نے مجھے چار مرتبہ یہ کہا ہے کہ اگر اس میں کوئی معاملہ ہے تو آپ amendment لے آئیں۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ بالکل بے بنیاد ہے۔ میں نے جن خدشات کا اظہار کیا ہے، انہوں نے کیا کسی ایک کا جواب بھی دیا ہے؟ انہوں نے ایک کا بھی جواب نہیں دیا پھر انہوں نے یہ کہا ہے کہ ماں باپ کو سزا دینا بڑا ضروری ہے۔

MR ACTING SPEAKER: I am of the view that after thorough discussion from both sides, the House should adopt this unanimiously in principle.

میں سارے ہاؤس سے request کر رہا ہوں کہ اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ جس پر مزید بحث ہو۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ریکارڈ پر آ گیا ہے لیکن جیسا کہ لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ کسی بھی stage پر اگر یہ محسوس ہوا تو it can be sent back to the House and House is giving the assurance ہم assurance دے رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: کیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: اگر ہاؤس کو کسی stage پر محسوس ہوا کہ یہ غلط ہے تو وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے جن خدشات کا اظہار کیا ہے کہ یہ by the Police

misuseہو گا۔ ایک بچے کی حرکت سے پوری familyکوpenalizeکیا جائے گا اور جرم کرنے والے کو جرمانہ ہو گا دو ہزار اور جس کا کوئی گناہ نہیں ہے جو پیچھے بیٹھا ہے اور جس کے علم میں بھی نہیں ہے اس کو65ہزار جرمانہ ہو گا۔ ان خدشات کا یا یہ اٹھ کر جواب دے دیں یا پھر یہ کہیں کہ یہ خدشات اگر درست ہوئے تو ہم اس پر۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ کےpoint of viewکے مطابق ایسے ہی ہوا۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہو گا لیکن اگر واقعی ایسے ہوا تو وہ اس چیز کیassuranceدے رہے ہیں کہ پھر اس میں مزیدamendmentکی جا سکتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! "اگر" کا کون فیصلہ کرے گا۔ کیا پولیس اس کوmisuseنہیں کرے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر ہوا تو ہم بھی موجود ہیں، آپ بھی موجود ہیں، لاء منسٹر بھی موجود ہیں اور ہاؤس بھی موجود ہے۔ I am giving the direction to the House

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! چودھری صاحب ابھی کھڑے ہوئے تھے تو میرے ذہن میں یہ بات آ گئی ہے کہ فیصل آباد میں کل سے تقریباً چار سو بسیں انہوں نے پکڑوائی ہیں۔ چودھری صاحب انچارج منسٹر ہیں اور جو23تاریخ کا جلسہ ہے اس کے لئے وہاں پر پانچ سو بسیں بھر کر لانا ان کی ذمہ داری ہے۔ انہوں نے کل کی چار سو بسیں پکڑوا کر بند کروائی ہوئی ہیں اور لوگ سڑکوں پر دھکے کھا رہے ہیں، لوگوں کو زبردستی بسوں سے اتار کر ڈرائیوروں کو وہاں پر بند کیا ہوا ہے، ان کی کاپیاں چھین لی گئی ہیں۔ یہ اس پولیس کی بات کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس بارے میں پہلےdiscussہو چکا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انہوں نے پٹواریوں، ٹیچروں اور سرکاری ملازمین کو بسوں میں بھر بھر کر23تاریخ کو لانا ہے اور اس کے لئے چار سو بسیں چار دن پہلے ہی پکڑ کر انہوں نے وہاں پر بند کروائی ہیں۔ یہ خود فون پر پوچھتے رہے ہیں کہ کتنی بسیں ہو گئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری صاحب۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ بالکل ایک الزام ہے اور رانا ثناء اللہ صاحب غلط بات کر رہے ہیں۔ کوئی بسیں نہیں پکڑی جا رہیں۔23مارچ کا دن جو کہ

ہمارے لئے۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ فیصل آباد میں بسیں اس وقت بھی کھڑی ہیں۔ یہ بھی کلمہ پڑھیں کہ نہیں پکڑی گئیں۔ جب لوگوں کو زبردستی وہاں پر بسوں سے اتار کر سڑکوں پر ذلیل کیا گیا ہے۔ لوگ کرایہ دے کر گھر کو جانے کے لئے بیٹھے تھے ان کو زبردستی تھپڑ مارے گئے ہیں اور ان کو گریبان سے پکڑ کر اتارا گیا۔ (قطع کلامیاں)

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں آپ سے اس بات پر ملتمس ہوں کہ یہ طریق کار ٹھیک نہیں ہے۔ انہوں نے تھوڑی دیر بعد واک آؤٹ کرنا ہے اس لئے یہ شور شرابہ کر رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ڈیڑھ گھنٹے سے انہوں نے مختلف وجوہات سے ہاؤس کو آپ کی leniency کی وجہ سے یرغمال بنایا ہوا ہے۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ نے جو assurance دی ہے۔ اس پر آپ implement کروائیں اور legislation کو شروع کیا جائے۔ یہ کبھی کوئی بات شروع کر دیتے ہیں اور کبھی کوئی بات شروع کرتے ہیں۔ یہاں پر ایسے ایسے لوگوں کو آپ نے بات کرنے کی اجازت دی کہ جن کی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ ابھی شفقت عباسی صاحب کی بات میں میں صرف اپنا نام سن سکا ہوں جو مجھے سمجھ آیا ہے۔ مجھے کسی نے بتایا تھا کہ یہ راولپنڈی میں پریکٹس کرتے ہیں اور ان کی تقریباً 95 فیصد bails accept ہو جاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جج صاحب کو ان کی بات کی سمجھ ہی نہیں آتی اور وہ کہتے ہیں کہ accepted اور وہ بے چارے اس وجہ سے بچ جاتے ہیں کہ ہمیں ان کی بات کی سمجھ نہیں آئی۔ آپ بھی اسی طرح کر رہے ہیں کہ جس کی بات سمجھ نہیں آتی۔ اس کے بعد آپ کہتے ہیں، accepted ۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بھی ان کو accept کر لیں۔ ایسی کیا بات ہے؟ (قطع کلامیاں)

جی، عباسی صاحب

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جس طرح انہوں نے فرمایا ہے کہ میں وکالت کرتا ہوں، فلاں کرتا ہوں۔ مجھے اپنی وکالت کے پیشے پر بہت خوشی اور ناز ہے۔ میں ایم پی اے سے پہلے بھی وکیل تھا اور آج بھی میں اپنے آپ کو سپریم کورٹ کا وکیل کہتا ہوں۔ مجھے ایم پی اے سے زیادہ خوشی ہے کہ میں پنجاب بار کونسل کا پانچ سال رکن رہا۔ آج بھی پورے پاکستان کی apex Bar ہے جس کو سینیٹ اور قومی اسمبلی سے بھی زیادہ عزت و احترام سے دیکھا جاتا ہے۔ پاکستان بار کونسل کے بیس لوگ ہوتے ہیں اور میں اس کا منتخب آدمی

ہوں۔ظہیر صاحب کو سمجھ نہیں آتی،ان کو کیا سمجھ نہیں آتا؟میں انھیں سمجھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔رانا ثناء اللہ نے لاالہ الا اللہ محمدرسول اللہ پڑھ کر کہا۔میں بھی کلمہ پڑھتا ہوں لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ[*****************]

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں،کسی کو جھوٹا مت کہیں۔

Now the motion moved and the question is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2005, as recommended by Standing Committee on Transport , be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

MR ACTING SPEAKER: Now we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Now Clause 2 of the Bill is under consideration. There are 8 amendments in it.

The first amendment is from......

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر!کورم پورا نہیں ہے گنتی کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

Movers press نہیں کرتے۔

The question is:

> "That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is-

"That Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move-

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2005 be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is-

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2005 be passed."

(The Bill was passed)

مسودہ قانون کریمینل پراسیکیوشن سروس (تشکیل، فرائض اور اختیارات) پنجاب مصدرہ 2005

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005 (Bill No.25 of 2005).

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move that:

> "The Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005, as recommended by Special Committee, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "The Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005, as recommended by Special Committee, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from Rana Sana Ullah Khan, Rana Aftab Ahmad Khan, Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi(Advocate), Mr Ehsan-ul-Haq Ahsan Noulatia, Rana Mashhood Ahmad Khan, Malik Asghar Ali Qaiser, Sh.Ejaz Ahmad, Ch.Zahid Pervaiz, Ms.Azma Zahid Bokhari, Mrs.Farzana Raja, Mr Ejaz Ahmad Samma, Syed Hassan Murtaza, Mr Amir Fida Piracha, Mr Ishtiaq Ahmad Mirza, Rana Sana Ullah Khan may move it or any other mover may move it.

RAJA MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI (Advocate): Sir, I move that:

> "The Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005, as recommended by Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31 May 2006."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is that-

> "The Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005, as recommended by Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31 May 2006."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it Sir.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ جو بل پیش کیا گیا ہے اس کا circulate ہونا بہت ضروری ہے۔ اس لئے کہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 140 میں ایڈووکیٹ جنرل کا ذکر ہے جو کہ ایک constitutional court ہے، جو حکومت پنجاب کا پرنسپل لاء آفیسر ہوتا ہے۔ اسی طرح آرٹیکل 100 اٹارنی جنرل اور اس کے فرائض کو deal کرتا ہے۔ فیڈریشن آف پاکستان کا جو پرنسپل لاء آفیسر ہوتا ہے Supereme Court, High Court and in all the courts یہ ایک ایسا قانون ہے جس میں ہم ایک پراسیکیوٹر جنرل لے کر آرہے ہیں وہ پراسیکیوٹر جنرل لے کر نہیں آرہے۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ابھی قانون نہیں بنا، پراسیکیوٹر جنرل کا لفظ کسی قانون میں defined نہیں ہوا لیکن ان کی بہادری اور دلیری کو ہم سلام کرتے ہیں کہ انہوں نے پراسیکیوٹر جنرل کو تمام conditions طے کرنے سے پہلے appoint کر دیا، notify کر دیا۔ یہ بھی اپنی مثال آپ ہے کہ آج تک اس طرح نہیں ہوا۔

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر! کوئی سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ کس چیز کو پوائنٹ آؤٹ کر رہے ہیں۔ آپ mike کے سسٹم کو سیکرٹری صاحب سے ensure کروائیں، تین سال سے mike ٹھیک نہیں ہو رہے۔ کوئی اچھی بات ہو رہی ہو تو اس کی بھی سمجھ نہیں لگتی۔ ابھی بھی جو فاضل ممبر بات کر رہے ہیں ان کی کسی بھی بات کی صحیح سمجھ نہیں آ رہی۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ mike کو صحیح طرح استعمال کریں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بعض دوستوں کو سمجھا سکتا ہوں، بعض کو نہیں سمجھا سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی آواز کم آ رہی ہے، آپ mike کو استعمال کریں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر یہ بل پنجاب کے 34 اضلاع کے ڈسٹرکٹ بار کو بھیجا جاتا، پنجاب کے تمام سیشن ججز کو بھیجا جاتا تو ان کا ایک ہی خیال ہوتا اور وہ اس کو oppose کرتے اس لئے کہ یہ ہم parallel نظام لے کر آ رہے ہیں۔ آج بھی ہر تحصیل اور ضلع کی سطح پر عدالت میں پبلک پراسیکیوٹر، ڈسٹرکٹ اٹارنی اور ڈپٹی ڈسٹرکٹ اٹارنی کام کر رہے ہیں۔ وہ صرف یہاں ہی نہیں بلکہ لاہور ہائی کورٹ میں بھی کام کر رہے ہیں۔ پنجاب میں چالیس سے زیادہ لاء آفیسر جس میں دس ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل اور تیس اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل یہی پراسیکیوشن کا کام کر رہے ہیں۔ ہم یہ سمجھنے سے ہی قاصر ہیں کہ آئین کا آرٹیکل 140 جو یہ کہتا ہے کہ ایڈووکیٹ جنرل صوبے کا سب سے بڑا constitutional court ہونے کے ناتے سے تمام معاملات میں حکومت کو advice کرے گا، تمام legal matters خواہ وہ فوجداری ہوں، دیوانی ہوں یا constitutional ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہاؤس کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس لئے اس بات کو ہمارے ٹریژری بنچز والے دوست سمجھ نہیں سکے کہ یہ معاملہ سپریم کورٹ سے strike down ہو جائے گا۔ آپ اسمبلی کی ایک لیجسلیشن سے پراسیکیوٹر جنرل لگا رہے ہیں۔ آئین پاکستان میں پراسیکیوٹر جنرل جس کو define کیا گیا ہے وہ پورے صوبے کا انچارج ہوتا ہے جو تمام معاملات کا انچارج ہوتا ہے اس پر یہ بل لے کر آ رہے ہیں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ سپریم کورٹ میں یہ معاملہ strike down ہو

جائے گا اس لئے کہ جس طرح رانا ثناء اللہ خان کہہ رہے تھے کہ شادیوں کا قانون جب آیا اور ہماری بات نہیں سنی گئی تو پھر وہ strike down ہوا۔ میرے ٹریژری بنچز کے یہ دوست اس وقت بھی مذاق کر رہے تھے جب یہ بہت جوش و خروش کے ساتھ نیو مری ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنا رہے تھے۔ ان کا یہ خیال تھا کہ اسمبلی قانون بنا دے گی تو اگلے چھ مہینوں میں لوگوں نے جو پلاٹ لئے تھے وہاں پر کام شروع ہو جائے گا۔ اس معاملے کو بھی سپریم کورٹ آف پاکستان نے روک دیا۔ اس لئے میں اپنے ٹریژری بنچز کے بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ وہ تنخواہ لیتے ہیں، ایم پی اے ہیں ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے کام چھوڑ کر، دل و دماغ کے ساتھ یہاں بیٹھا کریں کیونکہ جب جگ ہنسائی ہوتی ہے تو صرف حکومت کی ہی نہیں ہوتی پوری پنجاب اسمبلی کی ہوتی ہے۔ اب بھی ہم ایک ایسا قانون بنانے جا رہے ہیں جو کہ پاکستان کے آئین کے ساتھ متصادم ہے۔ اس لئے آرٹیکل 140 کہتا ہے کہ:

> 140.(1) The Governor of the Province shall appoint a person, being a person qualified to be appointed a Judge of the High Court, to be the Advocate General for the Province.
>
> (2) It shall be the duty of the Advocate-General to give advice to the Provincial Government upon such legal matters, and to perform such other duties of a legal character, as may be referred or assigned to him by the Provincial Government.

اسی طرح Provincial Law Officers کا ایک قانون 1938 سے چل رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ عباسی صاحب نے جو

amendment move کی ہے وہ یہ ہے کہ اس کو عوام الناس میں مشتہر کیا جائے۔ میں وقت کی کمی کے پیش نظر یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ عباسی صاحب اپنے آپ کو صرف اس تک ہی محدود رکھیں کیونکہ باقی جن امور پر وہ بات کرنا چاہ رہے ہیں ان کی آگے amendments ہیں۔ جس وقت relevant amendment آئے گی اس پر وہ بول لیں۔ یہ اس وقت پراسیکیوٹر جنرل پر بات کر رہے ہیں اس بارے میں ان کی آگے amendment ہے یہ اس وقت بات کر لیں مگر اس وقت یہ دلائل دیں کہ اس کو مشتہر کیوں کرنا چاہئے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہتر ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ یہ آئین سے متصادم ہے۔ جناب والا! پنجاب کے 34 اضلاع کے ڈسٹرکٹ بار سے پوچھا جائے کہ وہ کیا کہتے ہیں، پنجاب کے حاضر سروس سیشن ججز سے پوچھا جائے کہ وہ کیا کہتے ہیں، پنجاب کے ایڈووکیٹ جنرل سے پوچھا جائے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں عباسی صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ آئین کی متعلقہ شق بتادیں کہ جس کی خلاف ورزی کر کے ہم پراسیکیوشن سروس شروع کر رہے ہیں تاکہ ہم اس سے مستفید ہو سکیں، جو یہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ یہ آئین سے متصادم ہے، آئین سے متصادم ہے تو یہ اس شق کا حوالہ دے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ کوئی صاحب کہیں مہمان گئے اور میزبان نے ان کے سامنے کھانا رکھا تو مہمان جب تقریباً سارا کھانا کھا چکے تو میزبان نے ان سے کہا کہ جناب! جب کھانا کھائیں تو درمیان میں پانی بھی پی لیتے ہیں۔ مہمان نے کہا کہ جب درمیان آئے گا تو پی لیں گے۔ اس لئے جب وقت آئے گا تو وہ بتادیں گے کہ کون سی شق ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! وہ فرما رہے ہیں کہ یہ آئین سے متصادم ہے تو میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ مجھے کم از کم وہ شق بتادیں کہ جس کے تحت یہ آئین سے متصادم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ irrelevant بولے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت پنجاب کو اعزاز حاصل ہے کہ پورے پاکستان میں پنجاب حکومت پہلی حکومت ہے کہ جو ایک آزاد پراسیکیوشن سروس لے کر آ رہی ہے۔ ساری دنیا اس کو appreciate کر رہی ہے اور میرے بھائی اس کو آئین سے متصادم قرار دے رہے ہیں۔ میں اپنی education کے لئے ان سے پوچھ رہا ہوں کہ اگر وہ شق کا فرمادیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

وزیر مال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مال: جناب سپیکر! عباسی صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس بل کو عوام کے لئے مشتہر کیا جائے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ آئین کے لحاظ سے سات کروڑ عوام نے ہم لوگوں کو بھیجا ہے کہ ہماری طرف سے آپ جاؤ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہی عوام ہیں جو کہ اس ہاؤس میں بیٹھے ہیں۔ ہم لوگ عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہوں نے صحیح کہا کہ ہمیں لوگوں نے ووٹ دے کر اسمبلی میں بھیجا کہ ہم اسمبلی میں ان کی بات کریں۔ قانون اور رولز کے مطابق سنٹر سے حکم آئے اور ہم قانون بنادیں۔ وہ قانون سپریم کورٹ میں جا کر strike down ہو جائے۔ یہ ہماری ڈیوٹی نہیں ہے اور ہم ایسی لیجسلیشن کا حصہ نہیں بنیں گے جو سپریم کورٹ میں strike down ہو۔ کریمینل پروسیجر کوڈ کی شق 492,493,495 پراسیکیوشن کے لئے deal کرتی ہے۔ کریمنیل پروسیجر کوڈ سارا سسٹم، فوجداری نظام اس کا پروسیجر، عدالتوں کا پراسیکیوٹر کس طرح appoint ہوگا، کس عدالت میں کس طرح ہوگا، کس طرح اپنا مقدمہ واپس لے سکتا ہے یہ سب کچھ CRPC میں متعین ہے۔ اس کے علاوہ جتنی کریمینل پروسیجر کوڈ پر مرکز نے لیجسلیشن کی ہوگی تو یہ right بھی ان کا ہوگا۔ یہ جو لیجسلیشن بنا رہے ہیں یہ ساری کی ساری deal CRPC کرتا ہے۔ پہلے تو دیکھیں کہ CRPC شروع ہی پراسیکیوشن سے ہوتی ہے۔ پراسیکیوشن کی ہم definition کیا کر رہے ہیں اور CRPC میں کیا definition ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ نے to the point جو بحث کرنی ہے جلدی کر لیں کیونکہ اس پر انہوں نے بھی جواب دینا ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! CRPC کے پہلے Chapter کا سیکشن 4 definition کو deal کرتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ پراسیکیوٹر کون سا ہے اور جو ہم لے کر آرہے ہیں وہ کون سا ہے، کیا ایک ہی مقصد ہے، کیا انہوں نے پراسیکیوشن ہی کرنی ہے؟ سیکشن 4 میں پڑھ دیتا ہوں:۔

> "Public Prosecutor" means any person appointed under section 492, and includes any person acting under the directions of a Public Prosecutor and any person conducting a prosecution on behalf of the State in any High Court in the exercise of its original criminal jurisdiction.

یہ پراسیکیوشن کی جو definition ہے جو کہ ایک جامع ہے جو کہ آج سے سو سال پہلے CRPC میں انگریز دے کر چلے گئے۔ آج تک اسی طرح ہی ہے جو definition اس بل میں کی گئی ہے اس پر میں بعد میں آؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ساری چیزیں سپیشل کمیٹی میں تو ڈسکس ہوئی ہوں گی؟

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس میں party نہیں تھا۔ اسی طرح 492 CRPC کا Chapter 9 جو ہے وہ پبلک پراسیکیوٹر کو deal کرتا ہے۔

جناب محمد عبداللہ وینس: پوائنٹ آف آرڈر۔

!جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد عبداللہ وینس: جناب سپیکر! میرا بڑا valid point ہے۔ میرے بھائی جو بات on the floor of the House کر رہے ہیں یہ ویسے بھی illegal process ہے کہ جب بھی ملکوں کے سفیر ایک دوسرے کو ملتے ہیں جن کو ایک دوسرے کی زبان سمجھ نہیں آتی تو انہوں نے اپنے ساتھ ایک ٹرانسلیٹر رکھا ہوتا ہے، عباسی صاحب جو بول رہے ہیں وہ سمجھ میں تو آ نہیں رہا اور

رانا ثناء اللہ صاحب نے تو ٹرانسلیٹر رکھا ہوتا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کبھی serious بات بھی کر لیا کریں۔ تشریف رکھیں۔ جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! راجہ صاحب نے کہا تھا کہ کون سی provision ہے، میں بتا رہا ہوں کہ Criminal Procedure Code جو سو سال پہلے آیا اور ساری Criminal Proceeding کو پورے پاکستان میں regulate کرتا ہے تو کیا وہ اس معاملے میں خاموش ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ صرف وہ بات کریں کہ why do you want to oppose? آپ اس پر بات کریں، پچاس یا ساٹھ سال کی بات نہ کریں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): اس لئے کہ یہ آئین کے contrary ہے۔ یہ میں ان کو پڑھ کر سناتا ہوں کیونکہ ان کے پاس ٹائم نہیں ہے اور یہ ووٹ لے کر آ گئے ہیں اور یہ گھگھو شاہ ہیں انہوں نے نہیں پڑھنا اور میں انہیں پڑھاؤں گا اور سمجھاؤں گا اور رات بارہ بجے بھی بیٹھنا پڑا تو میں انہیں سمجھاؤں گا CRPC کیا ہوتی ہے اور چودھری ظہیر صاحب کو صحیح سمجھاؤں گا۔

> The Provincial Government may appoint, generally, or in any case, or for any specified class of cases, in any local area, one or more officers to be called Public Prosecutors.

اب اس میں appointment اور ساری چیزیں رکھی گئی ہیں۔

> The District Magistrate, or subject to the control of the District Magistrate, the Sub-Divisional Magistrate, may in absence of the Public Prosecutor, or where no Public Prosecurtor has been appointed, appoint any other person, not being an officer of Police below such rank as the Provincial Government may prescribe in this behalf to be Public Prosecutor for the purpose of any case.

آگے وہ کہتے ہیں کہ کن معاملات میں اس کا فنکشن کس طرح ہوگا، کیا اس میں وکالت نامے کی ضرورت ہو گی، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں کیا ایڈووکیٹ جنرل criminal side پر بھی appear ہو گا یا نہیں ہو گا اس لئے گزارش یہ تھی کہ CRPC کے chapter کا میں حوالہ دے رہا ہوں 492 سے 495 onword یہ deal کرتا ہے پراسیکیوشن کو اس لئے نہ صرف ڈسٹرکٹ بار میں کہتا ہوں کہ وکیلوں کی تمام انجمنیں پنجاب بار کونسل، پاکستان بار کونسل، تمام سیشن ججز، اس معاملے کے وقت ہمیں ایڈووکیٹ جنرل کو بھی یہاں بلانا چاہئے کہ ان کے اس پر کیا views ہیں اس لئے کہ ہم وہ چیز حاصل کرنے جا رہے ہیں جو آئین کے تحت ہم حاصل نہیں کر سکتے۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہوتا اگر ہم آئین کے اندر پراسیکیوٹر جنرل کی definition دے دیتے، آئین میں ترامیم کر کے پراسیکیوٹر جنرل کو آپ نے اتنی powers دے دی ہیں جس کو appoint کرنے سے لے کر کیس داخل کرنے تک، case withdraw کرنے تک سارے کے سارے معاملات اس کو دے دیئے ہیں اس لئے ضروری یہ ہے کہ اس معاملے کو سرکولیشن کیا جائے تاکہ ایڈووکیٹ جنرل کی رائے بھی آئے، اٹارنی جنرل آف پاکستان کی رائے بھی آئے اس لئے کہ اس قانون میں لکھا گیا ہے کہ پراسیکیوٹر جنرل پنجاب Liaison Officer ہو گا with Advocate General and Attorney General تو عام زبان میں Liaison Officer کسی محکمہ کے پیروکار کو کہتے ہیں۔ کیا پراسیکیوٹر جنرل کو پیروکار کے طور پر ہم یہاں لے کر آ رہے ہیں اس لئے یہ ضروری ہے کہ اس کی سرکولیشن کی جائے۔

جناب سپیکر! ضرورت اس لئے بھی ہے کہ سب نے حوالہ دینا تھا۔ 1937 کا پنجاب Law Department Manual 1938 یہ کہتا ہے کہ:

> Advocate General will be directly responsible for the conduct of criminal business of the crown in the High Court and in the ex-officio public procedure.

اب 1937 سے انڈیا پاکستان میں وہ Manual یہ کہتا ہے کہ ایڈووکیٹ جنرل responsible ہو گا تمام criminal business کا اور یہ قانون ہم آج لے کر آ رہے ہیں جس میں تمام criminal business اور criminal معاملات کو پراسیکیوٹر جنرل کے ہاتھ میں دے رہے ہیں اور اس پراسیکیوٹر جنرل کو right of appointment بھی دے رہے ہیں کہ وہ لاء آفیسر کو appoint کرے گا اس لئے انہوں نے اب وہ نقل کر لی کہ نیب آرڈیننس جو فوجیوں کے

زمانے میں آیا اور جسے آئین کے تحت پروٹیکشن حاصل ہے اس نیب آرڈیننس کو پاکستان کی پارلیمنٹ اور پاکستان کی اسمبلیاں touch نہیں کر سکتیں، اس میں ترمیم نہیں کر سکتیں، اس کا کام ہم change نہیں کر سکتے جب تک صدر پاکستان جنرل مشرف صاحب کا حکم نہ ہو، ان کی consent نہ لی جائے اور اس قانون میں لکھا یہ گیا تھا کہ پراسیکیوٹر جنرل اس لئے کہ وہ جنرل اس وقت بھی تھے جنہوں نے کہا کہ یہاں کا جو پرنسپل لاء آفیسر ہو گا جو نیب کو deal کرے گا احتساب کے کیسز میں اسی کی نقل کر کے پراسیکیوٹر جنرل appoint کرنے کے لئے اس میں کہا گیا ہے۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ C.R.P.C concurrent list میں آتی ہے Criminal Procedure Code جو فیڈرل نے amendments وقتاً فوقتاً کی ہیں لہذا یہ ان کا right ہے کہ Criminal Procedure Code میں ایسی conformity ہو جو چاروں صوبوں میں ہو، جو چاروں صوبوں میں ایک ہی قانون نافذ ہو۔ یہ ان کا right ہے۔ دوسرے نمبر پر یہ اس لئے کہ یہ strike down ہو جائے گا کہ آپ اس میں powers کو curtail کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس میں ایک provision ہے جس میں وہ deal کرتے ہیں ایڈووکیٹ جنرل اور کلاز 11 آپ curtail کر رہے ہیں اٹارنی جنرل کو جو constitutional post ہے جس کو آئین میں define کیا گیا ہے۔ اس میں آپ کہہ رہے ہیں کہ

> without prejudice to the power conferred under any law on the office of the Attorney General of Pakistan and the Advocate General, the Prosecutor General and the Additional Prosecutor General may depute any Prosecutor otherwise qualified for conducting the prosecution before the Supreme Court, the High Court and the Federal Shariat Court. The Prosecutor General shall keep liaison with the office of Attorney General of Pakistan and Advocate General in reaching the criminal matter, pending in a court.

جناب والا! پرنسپل لاء آفیسر (ایڈووکیٹ) پرنسپل لاء آفیسر (ایڈووکیٹ جنرل)، Principal Law Officer of the Federation of Pakistan, he is the Attorney General of Pakistan who can appear in any court of

law in Pakistan. ہم اس کی powers کو اس سے curtail کرتے ہوئے یہ سیکشن 11 لارہے ہیں جو ناانصافی ہے، جو unreasonable بات ہے جو اس معیار پر نہیں آتا اور یہ کیا کہتے ہیں کہ Prosecutor General shall keep liaison with the office of the Attorney General. کا ترجمہ رانا ثناء اللہ صاحب کریں گے۔ میں تو Liaison Officer کو پیروکار سمجھتا ہوں۔ اب ایک پیروکار کو آپ اتنے اختیارات دے رہے ہیں کہ وہ پراسیکیوٹر جنرل ایڈیشنل appoint کرے، ڈپٹی اٹارنی جنرل، ڈپٹی پراسیکیوٹر، ڈسٹرکٹ پراسیکیوٹر، اسسٹنٹ پراسیکیوٹر اور پراسیکیوٹر کی appointment کا ان کو right دے رہے ہیں اس لئے میں کہتا ہوں کہ اس پر جلدی نہ کریں کیونکہ یہ معاملات خراب ہو جائیں گے۔ اعلیٰ عدالتوں میں ایک لڑائی پیدا ہو جائے گی ان constitutional offices کے خلاف اس لئے اسی بات پر اتفاق کرکے یہ سرکولیٹ کریں اور اخبارات میں یہ شائع ہو، میگزین میں یہ شائع ہو جو jurists سزا دیں وہ آرٹیکل لکھیں، ریٹائرڈ سیشن ججز، ریٹائرڈ ہائی کورٹ والے اپنی opinion لکھیں۔ اگر وہ سارے کہتے ہیں کہ ماشاء اللہ بہت اچھا قانون ہے پھر تو ٹھیک ہے ورنہ اس اسمبلی میں تو ہماری پچھلے دو سال کی کارکردگی نیو مری ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے سامنے ہم نے جو کاوش کی وہ بھی آپ کے سامنے تھی۔ سپریم کورٹ نے اس کا کیا حشر کیا، شادی آرڈیننس کا کیا کیا؟ اس لئے اس کی سرکولیشن ضروری ہے۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ اس قانون میں یہ بات بھی کہی گئی کہ اٹارنی جنرل کسی ایک آدمی کو appoint نہیں کر سکتا۔ پراسیکیوٹر جنرل، ایڈووکیٹ جنرل کسی ایک آدمی کو appoint نہیں کر سکتا ہم یہاں سیکشن 8 میں کیا کہہ رہے ہیں کہ Government may appoint Additionl Advocate General اس لئے

> The Government shall appoint District Public Prosecutor in such Districts who shall be the officer-in-charge of the prosecution in the district within the meaning of the code.

اب آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم ان کی appointment کریں گے as may be prescribed کہ جو رولز میں prescribed ہو گا ہم اس کے تحت appointments کریں گے۔ یہ ایک اور خلاف ورزی ہے کہ پولیس کے ایک کانسٹیبل اور ایک اے ایس آئی کو پبلک سروس کمیشن کے

ذریعےinductکرتے ہیں اور یہاں آپ کہہ رہے ہیں کہ گورنمنٹ جو رولز بنائے گی، prescribeکرے گی اس کے تحت اپنے منظور نظر لوگوں کوinductکر دیا جائے گا یہ بھی properبات نہیں ہے، یہ بھی ٹھیک بات نہیں ہے اس لئے کہ جتنے معاملات ہیں وہ صاف ستھرے اور شفاف ہونے چاہئیں اس کے لئے ضروری ہے کہ regular appointmentsکی جائیں۔ شروع میںappointmentsپنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہونی چاہئیں۔ اگر ایک اے ایس آئی کے لئے ایف اے یا بی اے پاس کو لیتے ہیں اسی طرح پبلک سروس کمیشن کے ذریعے یہاں ہم کیا کہہ رہے ہیں کہ:

All the appointments except that of Prosecutor General to the various courts shall be made through the initial recruitment as may be prescribed.

عدالتیں یہ کہتی ہیں، قانون یہ کہتا ہے کہ چیزیں صاف ستھری اور شفاف انداز میں ہونی چاہئیں۔ اٹارنی جنرل کے پاسappointing authorityنہیں ہے لیکن ہم اس کو یہ اختیار دے رہے ہیں کہ وہappointکر سکتا ہے۔ پھر یہ ہے کہ اتنی terms and conditionsکہ Prosecutor کا اتنا بڑا آفس، اتنی فوج ظفر موج کے باوجود ہم نے اس کو یہ اختیار دیا کہ وہ پرائیویٹ وکیل engageکر سکتے ہیں، ایک پرائیویٹ وکیلengageکرنے سے کرپشن پیدا ہو گی بڑے بڑے وکیلengageکئے جائیں گے۔ سب سے زیادہ اعتراض والی بات یہ ہے کہ ہم ان کو پورے پنجاب کےprosecutionکا انچارج بنا رہے ہیں۔ تمام کورٹس میں، تمامcriminalمعاملات کا بھی انچارج بنا رہے ہیں اور ہم ان پر یہ قدغن نہیں لگا رہے ہیں کہ وہ اپنی پرائیویٹ پریکٹس نہیں کر سکتے۔ ہم ان کو یہ اختیار بھی دے رہے ہیں کہ آپprosecutionبھی کریں اور ساتھ ساتھ اپنے سول کیسز، ایل ڈی اے کے کیسز اور باقی معاملات بھی کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی مناسب بات نہیں ہے۔ قانون کسی ایک آدمی کو سامنے رکھ کر نہیں بنایا جاتا، یہاں آدمی پہلے رکھا جاتا ہے پھر قانون بنایا جاتا ہے اور اس قانون میں بھی یہی نظر آتا ہے کہ ہر جگہ جہاں گورنمنٹ کا ذکر ہے گورنمنٹ کے ساتھ prosecutionجنرل کا ذکر ہے وہappoint کرے گا، وہ یہ کرے گا، وہ کرے گا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ قانون بہت ضروری ہے کہ اس کوwidely circulate کرکے باقی صوبائی حکومتوں سے اور لاء آفیسرز سےopinionلی جائے کہ وہ اس معاملے میں کیا کہتے ہیں؟ پاکستان پینل کوڈ میںstrike downکیprovision

جو against human bodies کے جرائم deal کرتے ہیں، قتل اقدام قتل، کسی کو مارنا اور زخمی کرنا ان کا حق جو victim کو ہوتا ہے، legal heir کو ہوتا ہے، یہاں یہ اختیار prosecutor کو بھی دے رہے ہیں کہ وہ بھی ایسے مقدمات withdraw کر سکتا ہے اس لئے یہ ساری چیزیں سپریم کورٹ کی judgement کے خلاف اور قانون کے متصادم ہیں اس لئے بہت ضروری ہے کہ اس کو آج جلدی میں نہ کریں اس کو circulate کریں اور تھوڑا وقفہ لے لیں تاکہ اس میں opinions آ سکیں مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس میں میری استدعا یہ ہے کہ میں نے تو پہلے ہی گزارش کی تھی کہ یہ ایک ایسا قانون ہے جس کی اپنی افادیت ہے اور میں اپنے بھائی شفقت عباسی صاحب سے یہ استدعا کروں گا، یہ خود ایک وکیل ہیں اور انہیں اس بات کو appreciate کرنا چاہئے تھا کہ حکومت پنجاب نے یہ initiative لیا ہے اور ایسا قانون لے کر آ رہے ہیں جس میں ہم prosecution بہتر کرنے کی بات کر رہے ہیں اور جب prosecution بہتر ہو گی تو انشاء اللہ اس کے نتائج بھی بہتر ہوں گے اور اس صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بھی بہتر ہو گی اور عوام کے جان و مال کا تحفظ بھی ہو گا۔

جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے بھی یہ کہا ہے اور ہماری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے اور ہماری خواہش ہے کہ ہم بھی اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں اور ان کی طرف سے جو بہتر تجاویز آتی ہیں ان تجاویز کو ہم adopt کریں اور اس سے پہلے جو بل پیش ہوا ہے اس میں، میں نے آپ کی خدمت میں گزارش کی تھی اور ہم نے اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ آج صبح دس بجے ہماری ایک میٹنگ تھی لیکن رانا صاحب کی مصروفیت کی وجہ سے وہ میٹنگ نہیں ہو سکی اس لئے اس میں confusion ہوا اور اس بل میں بھی ہم نے آپس میں یہ طے کیا تھا کہ اس میں جو کچھ ترامیم ہیں اگر وہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہیں اور in the best interest of this legislation ہے تو ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ہم اس پر اعتراض کریں۔ آج سے تین چار دن پہلے جس دن رانا صاحب سے میری بات ہوئی تھی تو ایک appointment of Prosecutor General کے constitution پر بات ہوئی تھی پھر appointment کے حوالے سے بات ہوئی تھی تو میں نے رانا صاحب سے گزارش کی تھی کہ آپ amendment دیں اور بعد میں اس پر بیٹھ

کر بات کر لیں لیکن دن میں ہمیں موقع نہیں ملا تھا ابھی میری رانا صاحب سے بات ہوئی ہے تو ان کی دو amendments جو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی ہم نے agree کیا ہوا ہے وہ اگر آ جائے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ بل متفقہ طور پر پاس ہو گا تو اس legislation کی ایک اپنی creditability ہو گی۔ میں نے رانا صاحب اور باقی دوستوں سے بھی گزارش کی ہے اور ارشد بگو صاحب سے میری پہلے بات ہوئی تھی اور اس میں جو amendments اس سے پہلے suggest کی گئی ہیں وہ میری اور ارشد بگو صاحب کی طرف سے joint amendments ہیں کیونکہ ہم نے اس کو پہلے thrash out کر لیا تھا تو اس لئے وہ ہماری joint ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں سارے دوستوں کی input موجود ہے اور اگر آج ہم اس کو پاس کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا بل ہو گا جس میں صحیح معنوں میں یہ کہا جا سکے گا کہ اس میں تمام اس ہاؤس کی کاوشیں شامل ہیں اور اس کو ظاہری بات ہے کہ appreciate کیا جائے گا۔ میں نے رانا صاحب سے استدعا کی ہے انہوں نے اس پر مہربانی فرمائی ہے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہم نے اس طرح سے اس میں amendments دی ہوئی ہیں جو joint ہیں وہ اور جو رانا صاحب کی ہیں وہ ہم جو گورنمنٹ کی original clause ہیں ان کو vote out کروائیں گے اور پھر take up کروالیں گے۔

جناب سپیکر! عباسی صاحب میرے بھائی ہیں میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ ان کی بھی input اس میں شامل ہے آپ سے بھی میں نے دن میں گزارش کی تھی آپ نے جو فرمایا تھا سر آنکھوں پر انشاء اللہ اس کو بھی دیکھیں گے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سمیع اللہ صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ اپوزیشن کا حق ہوتا ہے کہ وہ کسی مسئلے کو oppose کرے، اس پر discussion کرے اور گورنمنٹ کو مجبور کرے کہ وہ better situation میں اور اس کو بہتر طریقے سے مزید refine کر کے اس بل کو لائے۔ جب یہ بل ابھی پیش نہیں ہوا تھا تو میں نے لاء منسٹر صاحب سے اور لاء ڈیپارٹمنٹ سے پوچھتا تھا کہ یہ بل کب آئے گا؟ جب سے میں اسمبلی میں آیا ہوں تو میں تین بلوں میں interested تھا ایک شادی کے کھانوں کا بل جو repeal ہوا اس پر مجھے بہت خوشی تھی کیونکہ نواز شریف صاحب کے دور میں لوگ اس کو دعائیں دیتے تھے۔

دوسرا جوون ویلنگ کا بل پیش ہوا ہے اور تیسرا یہ والا بل۔ میں اپنے دوستوں سے کہوں گا بد قسمتی یہ ہے کہ ہمارے دوست پڑھتے بھی نہیں ہیں اکثر دوست پڑھتے نہیں ہیں۔ یورپ کے بعد اگر اچھی efforts کی ہے تو وہ پاکستان میں پنجاب اسمبلی نے کی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

یورپ میں prosecution بالکل علیحدہ ہے، پولیس کا اور انوسٹی گیشن کا علیحدہ علیحدہ ڈیپارٹمنٹ ہے۔ میں نے اس کی background پڑھی ہے، یہ 1986 میں بھی پیش ہوا تھا لیکن اس وقت بیوروکریسی اس کو پاس کرنا نہیں چاہتی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ یہ اختیار بھی ہم سے چھینا جائے اس لئے وہ بل پیش کرنے نہیں دیا اور وہ پس دیوار زندہ چلا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ راناصاحب بھی وکیل ہیں، میں بھی وکیل ہوں اور جتنے ہم وکیل ہیں اس سے وکیلوں کو بہت روزگار ملنا ہے۔ ہر ڈسٹرکٹ میں دس سے بیس وکیلوں کی Prosecutor Branch میں appointments ہونی ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل بہت اہم ہے۔ پہلے ہوتا یہ تھا کہ 302 کا مقدمہ درج ہوتا تھا اگر کوئی بے گناہ ہوتا تھا تو پولیس لکھ دیتی تھی۔ کورٹ اس کو مانتی نہیں تھی۔ اب ایسا نہیں ہوگا۔ یہ بل جب prosecutor کے پاس جائے گا تو prosecutor انوسٹی گیشن افسر سے پوچھے گا کہ بتاؤ تمہارے پاس کیا شہادت ہے جو تم نے اس بندے کو involve کیا ہے۔اس کے ثمرات بہت ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپوزیشن کے ہی سہی لیکن ہمیں گورنمنٹ کی اچھی باتوں کو بھی appreciate کرنا چاہئے اور ہم سب کر رہے ہیں اور میں اس بل کے حوالے سے لاء ڈیپارٹمنٹ، اس ہاؤس اور وزیراعلیٰ پنجاب کو مبارک باد دیتا ہوں کہ یہ ایک بہترین effort ہے اس کا سارا کریڈٹ گورنمنٹ کو جاتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ اعجاز صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! اگرچہ میری بل میں amendment نہیں ہے لیکن میں نے صرف ایک بات ہاؤس کے علم کے لئے اور اپنے علم کے لئے بھی لاء منسٹر صاحب سے آپ کی وساطت سے پوچھنی ہے کہ جب یہ amendments آ رہی ہیں اور یہ بل آج ہاؤس کے اندر lay کیا گیا ہے اور اس کے lay کئے جانے سے قبل جبکہ آج ہم اس پر amendments لے کر آ رہے ہیں اور آج یہ بل lay ہوا ہے اس سے قبل پراسیکیوٹر جنرل کا جو تقرر ہے وہ قانون کے مطابق کیا جا سکتا ہے۔ مجھے صرف اس بات کا جواب دے دیں اور آیا پراسیکیوٹر جنرل کا تقرر کر دیا گیا ہے اور اگر کر دیا

گیا ہے تو وہ کس قاعدے اور قانون کے تحت کیا گیا ہے اور اگر نہیں کیا گیا تو اس کا جواب دے دیں اور اگر کر دیا گیا ہے تو ان کا نام بتادیں؟ یہ میری آپ سے گزارش ہے کیونکہ یہ معزز ایوان جس کے اندر آج ہم بیٹھ کر legislation کرنے جارہے ہیں۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس legislation سے قبل ہی پراسیکیوٹر جنرل کا تقرر کر دیا گیا ہے تو یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ اگر کر دیا گیا ہے تو ان صاحب کا نام بتادیں اور اگر نہیں کیا گیا تو یہ بھی on the of the House لاء منسٹر صاحب اس کے بارے میں روشنی ڈالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آپ شروع کریں، میں محترم بھائی کو جواب دے دیتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اس بات کا جواب پہلے floor پر آ جانا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ باقاعدہ ایک پوسٹ ہوتی ہے۔ لیجسلیشن ابھی ہو رہی ہے اور اس کو باقاعدہ ہم نے regularize بھی کرنا ہے لیکن اس سے پہلے ہم نے ایک post create کی تھی اور میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرتا چلوں کہ یہ بل ہم آج پاس کر رہے ہیں لیکن اس کے لئے محکمہ خزانہ کی طرف سے باقاعدہ ہمیں رقوم بھی مل چکی ہیں، اس کا بجٹ بھی منظور ہو چکا ہے کیونکہ ہم یہ دیانتداری کے ساتھ محسوس کرتے تھے کہ ہم کوئی غلط کام کرنے نہیں جارہے اور یہ اس صوبے کی requirement تھی تو post create کی گئی تھی اور اس created post پر ایک صاحب کی تعیناتی کی گئی اور وہ جو صاحب ہیں ان کا نام چودھری مشتاق ہے، وہ ہائیکورٹ کے ایک ریٹائرڈ جج ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا ہے اور آج چونکہ بڑا اچھا ماحول جارہا تھا، اس سے پہلے جو one wheeling کا قانون آیا ہے اس پر بھی یہاں پر بھرپور بات ہوئی ہے اور اس کو بالآخر اکثریت کی بناء پر پاس کر لیا گیا ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ یہ post create کرنا administrative matter ہے اور no doubt کہ سی ایم صاحب کو اختیار ہے اور حکومت پنجاب کو اختیار ہے کہ پوسٹیں create کرے اور صوبے کی ویلفیئر کے لئے، قانون کی عملداری کے لئے اور اس کو بہتر کرنے کے لئے یہ کام کرے۔ ہم ہر اچھے کام کے لئے ان کے ساتھ ہیں لیکن آپ یہ بتائیں کہ جس سیٹ کو create کیا گیا ہے اور جس پر راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ محکمہ خزانہ نے ہمیں اجازت دے دی ہے اور اس پر ہم نے چودھری مشتاق صاحب کو appoint کر دیا ہے میرا سوال یہ ہے کہ یہ جب

ہم اس پر بحث کر رہے ہیں، ابھی ہماری amendments آ رہی ہیں اور آج کے اس اجلاس کے اختتام تک ہم اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ یہ بل پاس ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے لیکن کیا اس سے پہلے یہ تقرری ہو سکتی ہے؟ صرف دو لفظوں میں یہ جواب دے دیں کہ جس کی ابھی ہم legislation کرنے جا رہے ہیں اس post کی تقرری ہو سکتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ تقرری جو ہم نے کی ہے وہ باقاعدہ قانون کے مطابق کی ہے، created post کے against کی ہے۔ دوسرا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس پراسیکیوٹر جنرل کی آج آپ qualification منظور کر رہے ہیں، جس شخص کا ہم نے تقرر کیا ہے اگر وہ اس required qualification پر پورا نہ اترتا ہوا تو ہم اسے واپس لے لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! محترم راجہ صاحب نے وضاحت فرمائی ہے کہ ہم نے تقرری قانون کے مطابق کی ہے اور جن صاحب کی تقرری کی ہے وہ ایک ریٹائرڈ جج ہیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر وہ اس معیار پر پورے نہ اترتے ہوئے تو ہم ان کو فارغ کر دیں گے۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ چودھری مشتاق صاحب جو ہیں یہ ریٹائرڈ جج ہیں یا ان ججوں میں سے ہیں جو مجھے یاد آ رہا ہے کہ جو ججز، ججز کیس میں فارغ ہوئے تھے on the ground of corruption or any other case کہ ان لوگوں کو ہائیکورٹ میں as Judge غلط طور پر appoint کیا گیا تھا اور اس کے بعد ان ججز پر کیس ہوا تھا اور اس کیس میں پھر وہ فارغ کر دیئے گئے تھے، یہ کنفرم جج نہیں تھے، یہ ریٹائر نہیں ہوئے بلکہ ان کو اس ججز کیس کی وجہ سے فارغ کر دیا گیا تھا، کیا یہ وہی مشتاق صاحب ہیں یا کوئی اور ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں جب تک اپنی معلومات کو update نہ کر لوں میں کچھ کہنا نہیں چاہوں گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ وہی ہیں تو پھر کیا یہ معیار کے متعلق ہاؤس کو آگاہ کر دیں گے؟ پھر واقعی وہ معیار پر تو پورے نہیں اترتے ہوں گے، پھر یہ ان کو فارغ کر دیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے گزارش یہ کی ہے کہ جب ایک اچھا gesture آ رہا ہے، ہم ایک بہتر ماحول میں اس لیجسلیشن کو لے کر جا رہے ہیں تو بعد میں ہم دیکھیں گے۔ میں پھر یہ دہرانا چاہتا ہوں کہ آج آپ جو qualification طے کر رہے ہیں اسی معیار کے مطابق وہ لوگ ہوں گے اور اگر ہمیں قانونی طور پر کوئی بار ہوا تو ہم کیوں کریں گے؟ شکریہ

MR ACTING SPEAKER: Time is extended for another half an hour.

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ جو ہم legislation کر رہے ہیں یہ آپ اندازہ کریں کہ اتنی اہم post ہے جس پر پورے پنجاب کا ایوان بیٹھا ہے، رو کھڑی صاحب نے کھڑے ہو کر کہا ہے کہ ہمیں بھوک لگی ہوئی ہے اور باقی منسٹر بھی بڑے بیچارے تنگ پڑے ہوئے ہیں، کچھ باہر بیٹھے ہوئے ہیں، اتنی اہم legislation ہم کرنے جا رہے ہیں اور اس legislation کے لئے جس کے لئے اس پورے ایوان کا آپ نے تیسری مرتبہ ٹائم بڑھایا ہے کیونکہ آج اجلاس نے prorogue ہونا ہے اور آج ہم اس کو نمٹانا چاہتے ہیں۔ اس legislation کے واسطے جس شخصیت کو ہم صوبہ کے اندر لانا چاہتے ہیں یہ حکومت پنجاب پر question mark ہے کہ اتنی جلدی کس بات کی تھی؟ اب ہم نے کہا کہ اس کو circulate کرنا چاہئے، جو اس کے stakeholders ہیں ان کا point of view سامنے آنا چاہئے، یہ amendments ہم لے کر آ رہے ہیں تو یہ بہت بڑا question mark ہے کہ اگر آپ لوگوں نے اس amendment کے پاس ہوئے بغیر ہی ایک صاحب کی تقرری بھی کر دی ہے اور تقرری بھی اس صاحب کی کر دی ہے جو ہمارے علم میں بات آئی ہے کہ جن پر reservation ہے---

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس کو clarify کر چکا ہوں اور assurance دے چکا ہوں کہ اگر وہ متعلقہ جو معیار آج ہم مقرر کر رہے ہیں اس پر پورے نہ اترتے ہوئے تو ان کی تقرری ختم کر دی جائے گی۔ دوسرا اگر ان کی کوئی ایسی حیثیت جو qualification کے ساتھ متصادم ہوئی تو وہ بھی automatically ختم ہو جائے گی۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ کوئی جواز نہیں ہے۔

شیخ اعجاز احمد: چلیں۔ جناب سپیکر! اب آخری بات یہ ہے کہ اس میں ہمارا point of view یہ ہے کہ چاہئے تو یہ تھا کہ جب تک اس ہاؤس کے اندر یہ legislation نہ ہو جاتی اس وقت تک

تقرری نہیں ہونی چاہئے تھی۔ اگر انہوں نے کر لی ہے تو چلیں ٹھیک ہے، جو راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر وہ مقررہ معیار کی اہلیت جو انہوں نے اس legislation کے اندر رکھی ہے اس پر پورا نہیں اترتے تو انہوں نے اس ہاؤس کو ensure کرایا ہے کہ وہ ان کو remove کر دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ وہ qualification پر پورا اترتے ہیں، اگر آپ point out کر دیں گے کہ وہ پورا نہیں اترتے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> 'That the Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005, as recommended by Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31 May 2006.'

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from Rana Sanaullah Khan, Rana Aftab Ahmad Khan, Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi(Advocate), Mr Ahsan ul Haq Ahsan Noulatia, Rana Mashhood Ahmad Khan, Malik Asghar Ali Qaiser, Sh Ejaz Ahmad, Ch Zahid Pervaiz, Ms Azma Zahid Bokhari, Mrs Farzana Raja, Mr Ejaz Ahmad Samma, Syed Hassan Murtaza, Mr Amir Fida Piracha, Mr Ishtiaq Ahmad Mirza, Sh Ejaz Ahmad or any other member may move it.

SH EJAZ AHMAD: Sir, I move -

> "That the Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005, as recommended by Special Committee, be

referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report up to 15 May 2006:"

1. Mr Afzal Sultan Dogar, MPA
2. Haji Muhammad Ijaz, MPA
3. Mr Arshad Mehmood Baggu, MPA
4. Mr Sibghat Ullah Chaudhry, MPA
5. Mr Najaf Abbas Sial, MPA
6. Syed Abbas Mohi-ud-Din, MPA
7. Mirza Furqan Ali Mughal, MPA
8. Mr Yasir Arfat Khan Jatoi, MPA
9. Mian Saif Ullah Owaisi, MPA
10. Mr Javed Hassan Gujjar, MPA
11. Miss Shaheen Atiq-ur-Rehman, MPA
12. Miss Samina Naveed, MPA

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005, as recommended by Special Committee, be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report up to 15th May 2006"

1. Mr Afzal Sultan Dogar, MPA
2. Haji Muhammad Ijaz, MPA
3. Mr Arshad Mehmood Baggu, MPA
4. Mr Sibghat Ullah Chaudhry, MPA
5. Mr Najaf Abbas Sial, MPA

6. Syed Abbas Mohi-ud-Din, MPA
7. Mirza Furqan Ali Mughal, MPA
8. Mr Yasir Arfat Khan Jatoi, MPA
9. Mian Saif Ullah Owaisi, MPA
10. Mr Javed Hassan Gujjar, MPA
11. Miss Shaheen Atiq-ur-Rehman, MPA
12. Miss Samina Naveed, MPA

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I oppose it.

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے یہ جو amendment دی ہے اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ یہ Select Committee میں پیش کی جاتی ہے۔ وزیر صاحب نے اس کو oppose کیا ہے لیکن میں اس کو press کرتا ہوں کہ اسے Slect Committee کو بھجوایا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ یہ پہلے سے ہی Standing Committee سے ہو کر آئی ہے اس لئے مزید Select Committee کے پاس بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is -

> That the Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005, as recommended by Special Committee, be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report up to 15 May 2006:-

1. Mr Afzal Sultan Dogar, MPA
2. Haji Muhammad Ijaz, MPA
3. Mr Arshad Mehmood Baggu, MPA

4. Mr Sibghat Ullah Chaudhry, MPA
5. Mr Najaf Abbas Sial, MPA
6. Syed Abbas Mohi ud Din, MPA
7. Mirza Furqan Ali Mughal, MPA
8. Mr Yasir Arfat Khan Jatoi, MPA
9. Mian Saif Ullah Owaisi, MPA
10. Mr Javed Hassan Gujjar, MPA
11. Miss Shaheen Atiq-ur-Rehman, MPA
12. Miss Samina Naveed, MPA

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: Now the motion moved and the question is -

“That the Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005, be taken into consideration at once.”

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Now we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

“That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill.”

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now Clause 4 of the Bill is under consideration. There are three amendments in it. The first amendment is from Rana Sanaullah Khan.

RANA SANAULLAH KHAN: Sir, I move:

> That in clause 4 of the Bill, as recommended by Special Committee, the words "and such other Public Prosecutors as the Prosecutor General or the Government may appoint from time to time" be omitted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> That in clause 4 of the Bill, as recommended by Special Committee, the words "and such other Public Prosecutors as the Prosecutor General or the Government may appoint from time to time" be omitted.

The amendment moved and the question is -

> That in clause 4 of the Bill, as recommended by Special Committee, the words "and such other Public Prosecutors as the Prosecutor General or the Government may appoint from time to time" be omitted.

(The motion was carried.)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ amendment carry ہوئی ہے میں اس مرحلے پر وزیر قانون کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس ترمیم پر اچھے طریقے سے غور و فکر کیا۔ میں ہاؤس کے ان ممبران کو جو صرف "Ayes" اور "Noes" میں لگے رہتے ہیں، دو لفظوں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ

Additional Prosecutor General کی تعیناتی ہونی ہے۔ اس کے بعد پھر Prosecutor General, Deputy Prosecutor Gerneral and Assistant Prosecutor General کی تعیناتی ہونی ہے اور اس کے بعد یہ بات بھی ساتھ رکھی گئی تھی کہ اس کے علاوہ اور جتنے بھی کوئی Special Prosecutors حکومت یا Prosecutor General مقرر کرنا چاہے تو کرے۔ اس سے اس پوری سروس پر negative impact آنا تھا اور یہ لوگ پھر خود کام کرنے کے عادی نہ رہتے بلکہ ہر ایک کو یہ سہارا ہوتا کہ وہ باہر سے کوئی Special Prosecutor مقرر کر لیں۔ ہمارے ملک میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ اس اختیار کو، اس discretion کو غلط استعمال کیا گیا اور بعض cases میں وکلاء کو پچاس پچاس لاکھ روپے تک بھی فیس دی گئی اور اس طرح سے سرکاری خزانہ کا نقصان کیا گیا۔ میری اس ترمیم کے ذریعے یہ دروازہ اب بند ہو گیا ہے۔ وزیر قانون صاحب نے اس ترمیم کو منظور کیا ہے تو میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from Minister for Law and Parliamentary Affairs or Mr Arshad Mehmood Baggu. Minister for Law and Parliamentary Affairs or Mr Arshad Mehmood Baggu may move it.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: Sir, I move:

> That in Clause 4 of the Bill, as recommended by Special Committee, for the words “from time to time”, appearing at the end, the words "under section 8(6) of this Act" be substituted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is-

> That in Clause 4 of the Bill, as recommended by Special Committee, for the words "from time to time", appearing at the end, the words "under section 8(6)of this Act" be substituted.

The amendment moved and the question is-

> That in Clause 4 of the Bill, as recommended by Special Committee, for the words "from time to time", appearing at the end, the words "under section 8(6) of this Act" be substituted.

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: The third amendment is from Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi.

RAJA MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI(Advocate): Sir, I move:

> That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Special Committee, after the words "time to time" appearing at the end, the words “through Public Service Commission” be added.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Special Committee, after the words "time to time" appearing at the end, the words “through Public Service Commission” be added.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it, sir.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بل میں اس طرح دیا گیا ہے کہ:

> "4. **CONSTITUTION:** The service shall consist of the Prosecutor General, Additional Prosecutor General, Deputy Prosecutors General, District Public Prosecutors, Deputy District Pulic Prosecutors, Assistant District Public

Prosecutors and such other Public Prosecutors as the Prosecutor General or the Governemnt may appoint from time to time

اس کے مطابق ہمProsecutor General کو یہrightدے رہے ہیں دنیا کے کسی قانون میں یہ بات نہیں ہے کہProsecutor General کو بھی یہrightدیا جائے کہ وہ بھی Public Prosecutors, Deputy District Public Prosecutors or Assistant District Public Prosecutors بھرتی کرے۔ اگر یہ واقعی اپنے من پسند لوگوں کو نہیں لانا چاہتے اگر ہم واقعی اس کو بہت خوبصورت اورeffectiveبنانا چاہتے ہیں تو پھر ضروری ہے کہ ہم بہت لائق اور اچھے لوگوں کو بڑے ہیtransparentطریقے سے لائیں جو میری nomination پر نہ ہو، وزیراعلیٰ کی نامزدگی کی وجہ سے نہ کسی اور بڑے کی نامزدگی کی وجہ سے بلکہ ان کیinductmentپنجاب پبلک سروس کمیشن کے امتحان کے ذریعے آنی چاہئے جبکہ اس قانون میں یہ دیا گیا ہے کہ:

"Prosecutor General or the Government may appoint from time to time

اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ جتنی بھی بھرتیاں ہوں ساری کی ساری پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہونی چاہئیں۔ جس طرح کہ باقی نوکریوں میں ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے اس ترمیم کوopposeکیا اور میں اپنے بھائی سے درخواست کروں گا کہ وہ اسی بل کےSection-8کیsub-clause-4پڑھ لیں۔

(4) No direct recruitment shall be made on regular basis to the posts of District Public Prosecutor, Deputy District Public Prosecutor, Assistant District Prosecutor, Additional Prosecutor General and Deputy Prosecutor General except on the recommendation of the Punjab Public Service Commission.

So already this is catered for.

بہت شکریہ

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں کلاز 8 کا سیکشن 1 پڑھتا ہوں

(1) The Government may appoint Additional Prosecutors General and Deputy Prosecutors General to conduct criminal cases in the Supreme Court, the High Court, the Federal Shariat Court or any other Special Court.

اس میں "may" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

(2) The Government shall appoint a District Public Prosecutor in each district who shall be the officer in charge of the prosecution in the district within the meanings of the Code.

اس میں وہ appointments ہیں جو کہ regular ہیں

Those appointments which are regular in nature, those will be made through Public Service Commission.

جو inintial appointments ہوں گی وہ گورنمنٹ appoint کرے گی یا پھر پراسیکیوٹر جنرل کریں گے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ کوئی بھرتی

Whether it is the initial appointment; whether it is regular appointment; that should be made through Public Service Commission.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اگر initial appoint کو بھی دیکھا جائے تو اس وقت already جو ہمارے پراسیکیوٹر کام کر رہے ہیں جنھیں ہم نے اس سروس میں induct کرنا ہے وہ already پبلک سروس کمیشن سے ہی clear ہو کر آئے ہیں، ہمارے ڈسٹرکٹ اٹارنی، ڈپٹی ڈسٹرکٹ اٹارنی

which are already recommended by Public Service Commission.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہاں دیا گیا ہے کہ:

(3) All the appointments, except that of the Prosecutor General, to various posts in the Service shall be made through initial recruitment in the manner as may be prescribed.

Who will prescribe those rules? Government will not make the rules, it is the Prosecutor General who has got the power to make the regulation...

اب تو پراسیکیوٹر جنرل رولز اور ریگولیشن بھی فریم کرے گا۔ اسی طرح initial appointments بھی وہی کرے گا۔

That's why I say that initial appointments should be made through Public Service Commission.

تمام کی تمام پوسٹس امتحان کے ذریعے، پبلک سروس کمیشن کے ذریعے fill کی جانی چاہئیں نہ کہ حکومت یا پراسیکیوٹر جنرل ان کو appoint کرے۔ جب گورنمنٹ کی اپنی wish, will یا discretion ہو گی تو پھر اس کی ساکھ نہیں رہے گی۔ جس چیز کے لئے ہم اتنی بڑی exercise کر رہے ہیں کہ ہم ایڈووکیٹ جنرل کو بھی by pass کر رہے ہیں، ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل جو بطور لاء آفیسر کام کر رہے ہیں، اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کام کر رہے ہیں ہم ان کے parrallel ایک پوری فوج ظفر موج لا رہے ہیں اور اس کی appointing authority پراسیکیوٹر جنرل کو دے رہے ہیں اسی لئے میں کہہ رہا ہوں کہ تمام appointments پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کی جائیں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! عباسی صاحب تو لمبی بات کر رہے ہیں۔ ہم نے جو consensus develop کیا تھا وہ اسی لئے کیا تھا کہ اپوزیشن کی جو logical amendments بنتی تھیں وہ ہم نے own کر لیں لیکن اگر ہم نے سبھی ترامیم کو اسی طرح لینا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ consensus کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ عباسی صاحب سے میری استدعا ہے کہ ہم نے بڑے غور سے اس کو دیکھا ہے اور میرے بھائی وکیل بھی ہیں۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ ہمارے پاس already جو لوگ سروس میں ہیں ہم نے ان کو بھی دیکھنا ہے تو بعد ازاں اس

میں جتنی بھی recruitments ہوں گی وہ تمام پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہوں گے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Special Committee, after the words "time to time appearing at the end, the words "through Public Service Commission" be added.

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-5

MR ACTING SPEAKER: Now Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-6

MR ACTING SPEAKER: Now Clause 6 of the Bill is under consideration. There are three amendments in it. The first amendment is from Rana Sanaullah Khan.

RANA SANAULLAH KHAN: Sir, I move:

That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Special Committee, for sub-clause (5), the following be substituted:-

(5) The Prosecutor General shall not be removed prior to the completion of his tenure.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Special Committee, for sub-clause (5), the following be substituted:-

(5) The Prosecutor General shall not be removed prior to the completion of his tenure.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it, sir.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ترمیم move کی تھی کہ یہ جو ایک اتنا high office ہے اس پر جو آدمی کام کرے اسے اپنے tenure کی satisfaction ہو اور اسے تحفظ حاصل ہو۔ اس کے متعلق راجہ صاحب نے کہا ہے کہ ہم رولز بنائیں گے اور ان رولز میں ہم اس بات کو مد نظر رکھیں گے کہ اس آدمی کو اپنا پیریڈ مکمل کرنے سے پہلے بلا جواز اسے اس آفس سے remove نہ کیا جا سکے تاکہ وہ اپنے فرائض اس انداز سے ادا کر سکے کہ وہ effective بھی ہوں اور independent بھی ہوں۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is -

That in Clause 6 of the Bill, as recommended by Special Committee, for sub-clause (5), the following be substituted:-

(5) The Prosecutor General shall not be removed prior to the completion of his tenure.

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from Minister for Law and Parliamentary Affairs and Mr Arshad

Mehmood Baggu.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: I move:

> That in Clause 6 of the Bill, as recommended by Specail Committee, in sub-clause (6), after the words High Court, appearing in line 2, the comma and words, the Federal Shariat Court be inserted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is -

> That in Clause 6 of the Bill, as recommended by Specail Committee, in sub-clause (6), after the words High Court, appearing in line 2, the comma and words, the Federal Shariat Court be inserted.

The amendment moved and the question is -

> That in Clause 6 of the Bill, as recommended by Specail Committee, in sub-clause (6), after the words High Court, appearing in line 2, the comma and words the Federal Shariat Court be inserted.

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: The third amendment is from Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi.

RAJA MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI (Advocate) Sir, I move -

> That in Clause 6 of the Bill, as recommended by Special Committee, after sub-clause (7), the following new sub-section (8) and (9) be added namely:-

" (8) The Prosecutor General shall hold full time office and shall not hold any other office nor he shall appear in any private case in any court of law.

(9) the Prosecutor General shall seek advice from time to time from the Advocate General Punjab upon legal matters. "

MR ACTING SPEAKER: The motion is -

That in clause 6 of the Bill, as recommended by Special Committee, after sub-clause (7), the following new sub-section (8) and (9) be added namely:-

" (8) The Prosecutor General shall hold full time office and shall not hold any other office nor he shall appear in any private case in any court of law.

(9) the Prosecutor General shall seek advice from time to time from the Advocate General Punjab upon legal matters. "

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it, sir.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا یہ یقین ہے کہ اس پر لاء منسٹر صاحب کو اعتراض نہیں ہو گا کیونکہ ہم پراسیکیوٹر جنرل کو ایڈووکیٹ جنرل سے بھی بڑا آفس دے رہے ہیں اس کی terms and conditions کے حوالے سے گزارش ہے کہ وہ صاحب پرائیویٹ پریکٹس نہ کریں تاکہ وہ fulfledged prosecution کے بزنس کو سنبھالیں۔ اگر وہ

سول کیس کرے گا، ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ میں اپنی پرائیویٹ پریکٹس بھی کرے گا تو یہ معاملہ suffer کرے گا اس لئے میں باقی ساری باتوں کو چھوڑ دیتا ہوں لیکن اس بات پر insist کرتا ہوں کہ اگر یہ واقعی کہتے ہیں کہ اس بل سے بہت بڑا انقلاب آئے گا تو اس وقت تک انقلاب آ نہیں سکتا جب تک وہ اپنے آفس کو fulfledge نہ دیکھیں۔ He shold not appear in any court of law in private cases.

جناب والا! مجھے بھی پتا ہے اور آپ کو بھی بخوبی علم ہے کہ وکلاء صاحبان بیٹھے ہیں۔ ان کی پرائیویٹ پریکٹس زیادہ چلتی رہے گی کیونکہ اسے علم ہو گا کہ پیچھے ایڈیشنل پراسیکیوٹر جنرل کام کرتے رہیں گے اور میری پرائیویٹ پریکٹس ہوتی رہے گی اس لئے بھی ضروری کہ not only in the criminal cases تمام کیسز خواہ وہ ایل ڈی اے کے ہوں یا پنجاب گورنمنٹ کے وہ ان کی پوری concentration سے پیروی کرے۔ اگر وہ fulfledge ٹائم دے گا تو وہ اپنے محکمے کو صحیح طریقے سے run کر سکے گا، اس کو supervise کر سکے گا اور اپنے ماتحت عملے کو دیکھ سکے گا اس لئے اس میں انا کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں باقی ترامیم چھوڑنے کے لئے تیار ہوں اگر یہ اس کو induct کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ہم نے اس میں exactly وہی terms and conditions رکھی ہیں جو ایڈووکیٹ جنرل کے لئے ہیں تو جیسے ایڈووکیٹ جنرل گورنمنٹ کی اجازت کے بغیر پیش نہیں ہو سکتا اس کے لئے بھی وہی رکھا گیا ہے کہ وہ گورنمنٹ کی اجازت کے بغیر پیش نہیں ہو گا۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ کہاں رکھا گیا ہے؟ ایڈووکیٹ جنرل تو ایک آئینی پوسٹ ہے۔ Constitution میں نہیں لکھا جاتا ہے لیکن ایڈووکیٹ جنرل پیش نہیں ہوتا۔ اگر یہ اس میں رکھ لیں تو اس کا کیا نقصان ہے؟ اور گورنمنٹ کی کیا جگ ہنسائی ہونی ہے؟ یہ تو فائدے کی بات ہے کہ وہ fulfledge ٹائم اس سروس کا ایڈوائزر اور انچارج ہو گا اور باقی معاملات دیکھے گا ہی نہیں، سوچے گا بھی نہیں۔ آج اگر مسٹر A لگا ہے کل مسٹر B ہو گا اور پرسوں مسٹر C ہو گا۔ اس لئے اگر ہم یہاں provide کر دیں گے۔ یہ کلاز add کر دیں گے کہ وہ کسی کورٹ آف لاء میں پریکٹس نہیں کرے گا تو اس سے کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ بلکہ اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ راجہ شفقت عباسی صاحب کو اگر ensure کروا دیا جائے کہ یہ مستقبل میں پراسیکیوٹر جنرل ہوں گے تو میرے خیال میں سارے معاملات بہتر ہو جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون صاحب کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: نہیں۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Special Committee, after sub-clause (7), the following new sub-clauses (8) and (9) be added namely:-

" (8) The Prosecutor General Shall hold full time office and shall not hold any other office nor he shall appear in any private case in any court of law.

(9) The Prosecutor General shall seek advice from time to time from the Advocate General Punjab upon legal matters. "

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The question is -

"That Clause 6 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now clause 7 of the Bill is under consideration. There are seven amendments in it. The first amendment is from Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi.

Time is further extended for further half an hour.

RAJA MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI(Advocate): Sir, I move -

> That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, after the word years appearing in line 3, the words and not more than fifty five years be inserted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is -

> That in Clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, after the word years appearing in line 3, the words and not more than fifty five years be inserted.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it, sir.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! یہ ترمیم میں نے اس لئے پیش کی ہے کہ کوئی ایسی گورنمنٹ نہ آ جائے کیونکہ یہ تو بڑے سمجھدار لوگ ہیں جس طرح راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ جس پر اسیکیوٹر جنرل کا تقرر کیا گیا ہے میں اسمبلی کو بتاؤں گا۔ان کا میرے دل میں احترام ہے لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ upper age limit must be 55 years تاکہ وہ صحت مند ہو، توانا ہو اگر کوئی 62 سال کا بزرگ appoint ہو گا تو پھر وہ اپنے کام کے ساتھ انصاف نہیں کر سکے گا۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس کی عمر 45 سال سے کم نہ ہو اور 55 سے زیادہ نہ ہو۔ تاکہ وہ اپنے آفس سے اور اس نئی سروس کے ساتھ انصاف کر سکے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر:وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میرے خیال میں یہ جناب شفقت عباسی صاحب کی طرف سے زیادتی ہے کہ میرے خیال میں 55 سال سے اوپر کے لوگ آج اس ملک میں اور صوبے میں یعنی جتنے بھی اچھی پریکٹس والے لوگ ہیں وہ تمام 55 سال سے زیادہ کی عمر کے ہیں اس لئے اس کو 55 سال تک limit کرنا quality کے لحاظ سے پراسیکیوٹر جنرل کا راستہ روکنے والی بات ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ اعجاز احمد!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! جیسا کہ راجہ صاحب نے کہا ہے کہ 55 سالہ جو ہمارے ساتھی ہیں وہ quality کو maintain کرنے کے لئے بہتر ہیں اور راجہ شفقت عباسی صاحب کی ان کے ساتھ زیادتی ہے۔ میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو ہمارے پچاس سالہ یا پچپن سالہ وزیر ہیں یا ممبر ہیں ان کے ساتھ بھی بڑی زیادتی ہے کہ ان کو یہاں پر اس وقت تک بھوکا بٹھایا ہوا ہے۔ ان میں جناب والا! کئی شوگر کے مریض بھی ہیں تو اللہ نہ کرے کہ ان کو کوئی ایسا problem ہو تو اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس وقت کھانے کا وقفہ کرنا چاہئے۔ میں یہ بڑی serious بات کر رہا ہوں۔ خاص طور پر کچھ وزراء نے مجھے اس حوالے سے اشارے بھی کئے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نیچے کیفے ٹیریا کھلا ہوا ہے جس کو بھوک لگی ہے وہ وہاں پر جا سکتا ہے۔

شیخ محمد اعجاز: جناب والا! اس کے علاوہ ہماری جو خواتین اراکین ہیں ان کو تو جانے کی اجازت دے دی جائے۔ "Ayes" اور "Noes" ہم کہہ لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیونکہ یہ ایک بہت important matter ہے

And I think for the first time the Assembly is sitting so long because it is a very important matter.

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! یہ بڑی سنجیدہ بات ہے اور خاص طور پر جو above 50 years لوگ ہیں ان پر خصوصی توجہ دی جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is -

> That in Clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, after the word years

appearing in line 3, the words and not more than fifty five years be inserted.

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from Rana Sanaullah Khan.

RANA SANAULLAH KHAN: Sir, I move:

That in clause 7 of the Bill, as recommended by Special Committee, in para (a), the expression, "or for the periods aggregating" appearing in line 1, be deleted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is -

That in clause 7 of the Bill, as recommended by Special Committee, in para (a), the expression, "or for the periods aggregating" appearing in line 1, be deleted.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it, sir.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے یہ ترمیم اس خیال سے move کی ہے کہ اس میں دس سال کا تجربہ رکھا گیا ہے یعنی جس شخص کا بطور ایڈووکیٹ دس سال کا تجربہ ہو تو وہ اس پوسٹ پر تعینات ہو سکتا ہے۔اب اس میں aggregate کرنے سے اس بات کا احتمال ہے کہ ایک آدمی تین سال پریکٹس کرتا ہے اس کے بعد وہ بزنس کرنے کے لئے چلا جاتا ہے پھر تین سال بعد واپس آتا ہے پھر آکر چار سال پریکٹس کرتا ہے پھر بیرون ملک بھاگ جاتا ہے وہاں سے واپس آتا ہے اور پھر دو سال پریکٹس کرتا ہے اور اس طرح سے اس کا aggregate period اگر شامل کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے low quality کے لوگ اس profession میں آنے کے امکانات ہیں اور پھر ایسا ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ جن کے پاس سفارش ہو، جن کے پاس otherwise وسائل ہوں اور اثر انداز ہو کر اس پوسٹ پر تعینات ہو سکتے ہیں اس لئے یہ مناسب

ہوتا کہ جو آدمی مسلسل دس سال سے اس profession میں ہو تو وہ ہی ان عہدوں پر آ کر کام کرے۔اسی سے اس سروس کی کارکردگی بہتر اور effective ہو سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 193 میں یہ الفاظ موجود ہیں اور جو ایک ہائی کورٹ کے جج بننے کے لئے qualification ہے اسی کے مطابق یہ same ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in clause 7 of the Bill, as recommended by Special Committee, in para (a), the expression "or for the periods aggregating" appearing in line 1, be deleted.

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The third amendment is from Rana Sanaullah Khan.

RANA SANAULLAH KHAN: Sir, I move -

> That in clause 7 of the Bill, as recommended by Special Committee, in para (a), for the word "ten appearing in line 2, the word "fifteen" be substituted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is -

> That in Clause 7 of the Bill, as recommended by Special Committee, in para (a), for the word "ten appearing in line 2, the word "fifteen" be substituted.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it, sir.

جناب قائم مقام سپیکر: رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ جو میں نے دس سال کی جگہ پندرہ سال کا کہا ہے تو اس میں ہائی کورٹ کے جج کی جو qualifications ہیں ان میں بھی پندرہ سال لکھا ہوا ہے۔ پندرہ سال کسی کی بطور لاء آفیسر، بطور وکیل پریکٹس ہو تو اسے ہائی کورٹ میں elevate کیا جاتا ہے۔ یہ بھی چونکہ بہت اہم ذمہ داری ہے تو اس میں بھی میرا خیال ہے کہ دس سال کا تجربہ تھوڑا ہے اگر پندرہ سال کا تجربہ کر لیا جائے تو اس کے بہتر نتائج ہوں گے۔ ویسے بھی جیسا کہ راجہ صاحب نے کہا کہ 55 کے level پر جا کر لوگ کافی تجربہ کار اور جہاں دیدہ ہو جاتے ہیں۔ یہ جو تقریباً پچاس اور پچپن تک ہے یہ کم از کم پندرہ اور بیس سال کا تجربہ بنتا ہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ دس سال کی بجائے پندرہ سال کر دیا جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! Again for the sake of repetition, I would say کہ آئین کے آرٹیکل 193 میں already دس سال ہی mention ہے ہم نے وہیں سے لے کر اس کو دس ہی لکھا ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is -

> That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in para (a), for the word "ten" appearing in line 2, the word "fifteen" be substituted.

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The fourth amendment is from Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi.

RAJA MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI(Advocate): Sir, I do not press it.

MR ACTING SPEAKER: The fifth amendment is from Minister for Law Parliamentary Affairs and Mr Arshad Mehmood Baggu.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: Sir, I move -

> That in Clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in para (a), the words "or has performed functions as a prosecutor in the Punjab, under any law, for such period" appearing in lines 2-4, be omitted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is -

> That in clause 7 of the Bill, as recommended by Special Committee, in para (a) the words or has performed functions as a prosecutor in the Punjab, under any law, for such period appearing in lines 2-4, be omitted.

The amendment moved and the question is.

> "That the clause 7 of the bill as recommended by the Special Committee, in para (a), the words "or has performed functions as a Prosecutor in the Punjab, under any law, for such period" appearing in lines 2-4, be omitted."

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: The 6th amendment is from Minister for Law Parliamentary Affairs and Mr Arshad Mehmood Baggu.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: I move:

That in Clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, for para (b), the following be substituted:-

(b) he is a Law Graduate and has for a period of not less than seventeen years, been a member of the prescribed civil service; or”

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, for para (b), the following be substituted:-

(b) he is a Law Graduate and has for a period of not less than seventeen years, been a member of the prescribed civil service; or”

The amendment moved and the qeustion is that:-

That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, for para (b), the following be substituted:-

(b) he is a Law Graduate and has for a period of not less than seventeen years, been a member of the prescribed civil service; or

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: The 7th amendment is from Minister for Law Parliamentary Affairs and Mr Arshad Mehmood Baggu.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: I move that:

That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in para (c), the full-stop appearing at the end, be substituted by a semi-colon and the word or be added and the following new paras (d) and (e) be added thereafter:-

(d) he has, for a period not less than five years, performed functions of and Additional Prosecutor General; or”

(e) he has, for a period not less than seven years, performed the functions of a District Public Prosecutor or has performed functions of a Prosecutor in the Punjab, under any law, for a period of not less than fifteen years.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in para (c), the full-stop appearing at the end, be substituted by a semi-colon and the word or be added and the following new paras (d) and (e) be added thereafter:-

(d) he has, for a period not less than five years, performed functions of and Additional Prosecutor General; or

(e) he has, for a period not less than seven years, performed the functions of a District Public Prosecutor or has performed functions of a Prosecutor in the Punjab, under any law, for a period of not less than fifteen years.

The amendment moved and the question is that:-

That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in para (c), the full-stop appearing at the end, be substituted by a semi-colon and the word or be added and the following new paras (d) and (e) be added thereafter:-

(d) he has, for a period not less than five years, performed functions of and Additional Prosecutor General; or

(e) he has, for a period not less than seven years, performed the functions of a District Public Prosecutor or has performed functions of a Prosecutor in the Punjab, under any law, for a period of not less than fifteen years.

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: The question is:

That in clause 7 of the Bill, as recommended, do stand part of the Bill.

(The Motion was carried)

CLAUSE-8

MR ACTING SPEAKER: Now, clause 8 of the Bill is under consideration. There are 4 amendments in it. The first amendment is from Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi.

RAJA MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI (Advocate): I move:

> that in Clause 8 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), for the words "in the manner as may be prescribed" appearing at the end, the words "through competitive examination to be held by the Punjab Public Service Commission" be substituted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved:

> That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), for the words "in the manner as may be prescribed" appearing at the end, the words "through competitive examination to be held by the Punjab Public Service Commission" be substituted.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ:

> The government shall appoint District Public Prosecuter in each district, who shall be the Officer Incharge of the prosecution in the district within the meaning of that court. All the appointments except Prosecuter General to

various posts in service shall be made through initail recruitment in a manner has may be prescribed.

جناب! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ پورے پنجاب میں جو initial recruitments کرنے جا رہے ہیں، وہ right اپنے پاس کیوں رکھ رہے ہیں؟ راجہ صاحب نے جواب دیا تھا کہ regular appointments through Punjab Public Service Commission ہوں گی لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ ساری کی ساری initial appointments through competitive examination of Punjab Public Service Commission ہونی چاہئے تاکہ چیزیں transparent رہیں۔ اس لئے جیسا انہوں نے کہا کہ Government may appoint Additional Prosecuter General اس لئے ضروری ہے کہ transparensy اور اس سروس کے مفاد کے لئے کسی کی ذاتی پسند اور ناپسند سے بالاتر ہو کر اچھے اور قابل لوگ exam پاس کر کے initial recruitment میں بھی جائیں اور regular میں بھی جائیں جو re-provide کیا ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ regular appointments through Punjab Public Service Commission کر رہے ہیں تو یہ initial appointments کیوں اپنے پاس رکھ رہے ہیں؟ جیسے پہلے کہا کہ initial apointments through the prescribed اور اس قانون کے تحت regulation پراسیکیوٹر جنرل خود بنائیں گے۔ اس قانون کے تحت پراسیکیوٹر جنرل کو بھی right ہے کہ وہ اپنے پسند کے بندے nominate کر سکیں اور اپنے بندوں کو appoint کر سکیں۔ اس کے سال، دو سال بعد جب وہ egularize ہوں گے تو دیکھا جائے گا اس لئے لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ اگر آپ معاملات واقعی صاف ستھرے اور transparent رکھنا چاہتے ہیں تو

All the appointments should be made through the competitive examination held by the Punjab Public Service Commission. Thank you.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے اور میں نے پہلے بھی استدعا کی ہے کہ جتنی بھی regular appointments ہیں وہ ہم پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کریں گے۔ initial recruitment contract پر بھی ہو سکتی ہے اس لئے ہم نے اپنے آپ کو پابند نہیں کیا۔ شکریہ

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is:

> That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), for the words in the manner as may be prescribed appearing at the end, the words through competitive examination to be held by the Punjab Public Service Commission be substituted.

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: The 2nd amendment is from Minister for Law Parliamentary Affairs and Mr Arshad Mehmood Baggu.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: I move:

> That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (4), in the proviso, for the word "prosecutors appearing in line 2, the words" on regular basis be inserted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (4), in the proviso, for the word "prosecutors appearing in line 2, the words" on regular basis be inserted.

The motion moved and the question is:

> That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (4), in the proviso, for the word "prosecutors appearing in line 2, the words" on regular basis be inserted.

(The motion is carried)

MR ACTING SPEAKER: The 3rd amendment is form, Ranan Sana Ullah Khan, Mr Amir Fida Piracha, Rana Aftab Ahmad Khan, Mr Ahsan ul Haq Ahsan Noulatia, Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Syed Hassan Murtaza, Mr Ejaz Ahmad Samma, Malik Asghar Ali Qaiser, Mirza Muhammad Afzaal(Advocae), Ms Azma Zahid Bokhari. Rana Sana Ullah Khan may move it.

RANA SANA ULLAH KHAN: That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Special Committee, sub-clause(6) be deleted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is -

> That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Special Committee, sub-clause(6) be deleted.

The amendment moved and the question is

> That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Special Committee, sub-clause(6) be deleted.

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: Since the sub-clause (6) of clause 8, has been deleted. Therefore, the fourth amendment from Minister for Law Parliamentary Affairs and Mr Arshad Mehmood Baggu, being redundant, is inadmissible.

The question is:

"That clause 8 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR ACTING SPEAKER: Now clause 9 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister for Law and Parliamentary Affairs and Mr Arshad Mehmood Baggu.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: Sir, I move -

That in clause 9 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (5), in para (a), after the words "return the same" appearing at the beginning, the words within three day be inserted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is -

That in clause 9 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (5), in para (a), after the words "return the same" appearing at the beginning, the words "within three days" be inserted.

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in clause 9 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (5), in para (a), after the words "return the same" appearing at the beginning, the words "within three days" be inserted.

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now clause 10 of the Bill is under consideration. There are six amendments in it. The first amendment is from Minister for Law and Parliamentary Affairs.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move -

> That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (a) for the figure "8" appearing at the end, the figure "9" be substituted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is -

> That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (a) for the figure "8" appearing at the end, the figure "9" be substituted.

The amendment moved and the question is -

> That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (a) for the figure "8" appearing at the end, the figure "9" be substituted.

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from Mr Amir Fida Piracha, Rana Aftab Ahmad Khan, Mr Ahsan ul Haq Ahsan Noulatia, Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Syed Hassan Murtaza, Mr Ejaz Ahmad Samma, Malik Asghar Ali Qaiser, Mirza Muhammad Afzaal(Advocte), Ms Uzma Zahid Bokhari.

RAJA MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI (Advocate): Sir, I do not press it.

MR ACTING SPEAKER: The third amendment is from Minister for Law and Parliamentary Affairs and Mr Arshad Mehmood Baggu.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: Sir, I move -

> That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (b), after the words "call for a report" appearing at the begining, the words "within a specified time" be inserted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is -

> That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (b), after the words "call for a report" appearing at the begining, the words "within a specified time" be inserted.

The amendment moved and the question is -

> That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (b), after the words "call for a report" appearing at the begining, the words "within a specified time" be inserted.

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: The fourth amendment is from Minister for Law and Parliamentary Affairs and Mr Arshad Mehmood Baggu.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: Sir, I move -

> That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (c),

after the words “call for a record or any other Document” appearing at the beginning, the words “within a specified time” be inserted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is -

That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (c), after the words “call for a record or any other document” appearing at the beginning, the words “within a specified time” be inserted.

The amendment moved and the question is:

That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (c), after the words “call for a record or any other document” appearing at the beginning, the words “within a specified time” be inserted.

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: The fifth amendment is from Minister for Law and Parliamentary Affairs and Mr Arshad Mehmood Baggu.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: Sir, I move -

That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (d), the word “and”, appearing at the end, be omitted and in para (e), in sub-para (iii), the full-stop appearing at the end be substituted by a semi-colon and the word “and” be added, and the following new para (f) be added thereafter:-

(f) at any stage of a trial before any trial court subordinate to the High Court before the

judgement is passed, the Prosecutor General or any Prosecutor specifically authorized by him may, for reasons to be recorded in writing, inform the court on behalf of the Government that the Prosecutor shall not prosecute the accused upon the charge and thereupon all proceedings against the accused shall be stayed and he shall be discharged of and from the same:

Provided that such discharge shall not amount to an acquittal unless the court directs otherwise.

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ میری آخری amendment ہے۔ ہم نے 16 کے قریب amendments دی تھیں۔ اس کے لئے میٹنگ ہوئی تھی اور گورنمنٹ نے جو اس میں بہتر amendments تھیں تو ان 16 میں سے 11 amendments منظور کیں۔ اکثر کورٹس میں یہ ہوتا ہے کہ جب پولیس چالان پیش کرتی ہے یا پراسیکیوٹر کوئی چالان پیش کرے گا۔ وہاں پر بعض جج یہ لکھ دیتے ہیں کہ جس پراسیکیوٹر نے یہ کیس کیا ہے اس نے فلاں فلاں negligencies کی ہیں۔ ہم نے اس پر fix کیا ہے کہ اگر کورٹ پراسیکیوٹر کے خلاف کچھ لکھے گی تو پھر وہ پراسیکیوٹر کے پاس آئے گا اور پھر ڈیپارٹمنٹ اس کے خلاف action لے گا۔ اس لئے یہ amendment ہم نے دی ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (d), the "and" appearing at the end, be omitted and in para (e), in sub-para (iii), the full-stop appearing at the end be substituted by a semi-colon and the word "and" be added, and the following new para (f) be added thereafter:-

(f) at any stage of a trial before any trial court subordinate to the High Court before the judgement is passed, the Prosecutor General or any Prosecutor specifically authorized by him may, for reasons to be recorded in writing, inform the court on behalf of the Government that the Prosecutor shall not prosecute the accused upon the charge and thereupon all proceedings against the accused shall be stayed and he shall be discharged of and from the same:

Provided that such discharge shall not amount to an acquittal unless the court directs otherwise.

The amendment moved and the question is:

That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (d), the "and" appearing at the end, be omitted and in para (e), in sub-para (iii), the full-stop appearing at the end be substituted by a semi-colon and the word "and" be added, and the following new para (f) be added thereafter:-

(f) at any stage of a trial before any trial court subordinate to the High Court before the judgement is passed, the Prosecutor General or any Prosecutor specifically authorized by him may, for reasons to be recorded in writing, inform the court on behalf of the Government that the Prosecutor shall not prosecute the accused upon the charge and thereupon all proceedings against the accused shall be stayed

and he shall be discharged of and from the same:
Provided that such discharge shall not amount to
an acquittal unless the court directs otherwise.

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: The sixth amendment is from Mr Amir Fida Piracha, Rana Aftab Ahmad Khan, Mr Ehsan Ul Haq Ahsan Noulatia, Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Syed Hassan Murtaza, Mr Ejaz Ahmad Samma, Malik Asghar Ali Qaiser, Mirza Muhammad Afzaal(Advocate), Ms Azma Zahid Bokhari. Mr Amir Fida Piracha may move it. He does not press it.

The question is -

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is-

"That clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 12

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is-

"That clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 13

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. There are two amendment in it. The first amendment is from Mr Amir Fida Piracha, Rana Aftab Ahmad Khan, Mr Ahsan Ul Haq Ahsan Noulatia, Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Syed Hassan Murtaza, Mr Ejaz Ahmad Samma, Malik Asghar Ali Qaiser, Mirza Muhammad Afzaal(Advocate), Ms Azma Zahid Bokhari.

راجہ محمد شفقت خان عباسی(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!اس لئے کہ right of appeal سی آر پی سی میں provided ہے۔ ٹھیک ہے کہ A 717 ڈیل کرتی ہے وہ victim کو، victim کے legal heirs کو right دیتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی بری ہو جاتا ہے acquittal کے خلاف تو legal heir can file an appeal against acquittal چونکہ یہ CRPC میں شامل ہے۔اس لئے میں اس کو move نہیں کرتا۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

> That in clause 13 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (6), after para (ii) the following new para (iii) be added:-
>
> "(iii) court in a district, a person aggrieved by the order may file an appeal."

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The question is:

"That clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Addition of new Clause 13-A. The 2nd amendment is from Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi.

RAJA MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI(Advocate) Sir, I move:-

> That after clause 13 of the Bill, as recommended by the Special Committee, after clause 13, the following be added as new Clause 13-A:-
>
> "13-A. **Remedy in case of neglect etc. by the Prosecutor:** Where the Government, on the basis of any complaint or information from any aggrieved person, has reason to believe that any Prosecutor or Officer of the service has committed any act of neglect, omission or commission, failure or excess, the Government shall take remedial steps including initiating disciplinary proceedings under any law for the time being in force, registration of case and imposition of fine which may extend to fifty thousand rupees."

MR ACTING SPEAKER: Time is further extended for half an hour.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): چودھری ظہیر صاحب سے پوچھ لیں کہ ان کی سمجھ میں آ رہی ہے یا سمجھاؤں۔ کیونکہ انہیں صحیح سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ اس لئے کہ جب ہم نے پراسیکیوٹر جنرل کا لفظ استعمال کیا، یہ لفظ ہم نے نیب سے لیا کیونکہ نیب کا جو پراسیکیوٹر جنرل ہے اس کا نام بھی پراسیکیوٹر جنرل استعمال کیا گیا۔ اس میں بھی یہ provision ہے کہ کوئی لاء آفیسر under the NAB Ordinance اگر وہ neglect کرے گا، اپنی ڈیوٹی ایمانداری سے نہیں کرے گا تو اس کے خلاف any reason to believe، کوئی information from the aggrieved party or from any quarter سے ہو گی، اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔ اس کے خلاف مقدمے کی رجسٹریشن، اس کے خلاف

penalty بذریعہ fine ہونی چاہئے۔ اس میں بھی اسی چیز کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے کہا کہ یہ جو پراسیکیوٹر حضرات پنجاب میں appoint ہونے جا رہے ہیں۔ جن کو پنجاب کے خزانے سے مراعات ملیں گی۔ یہ ادارہ اپنی مثال آپ ہو گا ان کو بھی چیک کرنے کے لئے کوئی قانون یا کوئی provision ہونی چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس میں جو move کیا گیا ہے اس میں وزیر قانون اس clause کی اہمیت کے بارے میں بتائیں گے لیکن پراسیکیوشن سروس کو علیحدہ کر کے عارضی پراسیکیوٹر کے اوپر penal clause لگا دینا میرا خیال ہے کہ کیا law of negligence ہمارے پاس پہلے نہیں ہے، عباسی صاحب کو اس پر further press نہیں کرنا چاہئے۔ یہ بات ایسے ہی ہے کہ جیسے CRPC کے ہوتے ہوئے ایک formal قانون اور دے دیں۔ پراسیکیوٹر کے لئے اگر اسی کی کوتاہی ہو گی تو اس کی سزا پہلے ضابطہ کار کے اندر موجود ہے۔ This is the biggest initiative of this Government میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ کا یہ وہ کارنامہ ہے جو انہوں نے انجام دیا ہے۔ ہم خواہ مخواہ تعریف کرنے والے لوگ نہیں ہیں۔ پراسیکیوشن کو علیحدہ کر کے اس ملک میں عدل کے نظام کو انہوں نے بچا لیا ہے تو عباسی صاحب کو اس کی تعریف کرنی چاہئے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! ملک صاحب کس رولز کے تحت بات کر رہے تھے؟ mover نے اس کو move کیا ہے اور وزیر قانون نے اس کو oppose کیا ہے۔ ملک صاحب کس رولز کے تحت یہ ساری گفتگو کر رہے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ اپنی رائے دے رہے تھے۔ چونکہ یہ ایک اہم معاملہ ہے اس پر رائے دینا کوئی بری بات نہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ملک صاحب تو باہر چلے گئے میں ان

سے یہ پوچھتا ہوں کہ پاکستان میں کون سا ایسا codified law of tod کی شکل میں ہے۔ کوئی codified law of tod کی شکل میں نہیں ہے۔ اگر ایک پراسیکیوٹر پیسے لے کر کسی کا مقدمہ خراب کرتا ہے وہ damages کسی codified law کے تحت نہیں ہو گا۔ جب ہم اس قانون میں یہ provide کریں گے کہ جناب! اس کے خلاف کوئی reason to believe، کوئی انفارمیشن، کسی کوارٹر سے، کسی aggrieved پارٹی سے ہو گا تو اس کے خلاف مقدمہ بھی درج ہو سکے گا، اس کے خلاف ڈسپلنری ایکشن بھی ہو سکے گا۔ اس کو پچاس ہزار روپے تک جرمانہ بھی ہو سکے گا۔ وہ پراسیکیوٹر جو آج کل عدالتوں میں ہو رہا ہے، جو ماتحت عدالتوں کے جو PP حضرات کر رہے ہیں وہ شاید نہ ہو۔ اس چیز کو روکنے کے لئے یہ ترمیم اس لئے ڈالی گئی کہ جب ہم نے کہا کہ نیب آرڈیننس میں بھی یہ provide ہے کہ جو لاء آفیسر اگر اپنی ڈیوٹیز میں neglect کرے گا یا کوئی ہیرا پھیری کرے گا تو اس کے خلاف کارروائی نہیں ہو گی اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی آدمی بھی قانون سے بالاتر نہیں ہے۔ جس طرح ملک صاحب نے کہا کہ پہلے دن ہی اس کو پتا ہونا چاہئے مجھ پر کوئی چیک اینڈ بیلنس ہے، میں نے جو کام کرنا ہے اس کی جوابدہی دینی ہے، اسمبلی میں مجھے جواب دہ ہونا ہے اس لئے مجھے پورا یقین ہے کہ راجہ بشارت صاحب اس چیز کو oppose نہیں کریں گے کیونکہ یہ ان کی طرف سے بہتری کی بات جائے گی۔ پراسیکیوٹر حضرات مزید فعال ہوں گے۔ بہت مہربانی

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی توجہ 10(2) کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جس میں ہم نے already یہ provision رکھی ہوئی ہے کہ

> The Prosecutor General or the District Public Prosecutor, may refer to the authority, competent to initiate disciplinary proceedings under any law for the time being in force, to take disciplinary action against any public servant working in connection with investigation or prosecution, for any act committed by him and is prejudicial to the prosecution.

اسی طرح 16 میں ہم نے کہا ہے کہ:

> Subject to the provisions of this Act and the rules, members of the Service including the staff shall be

appointed and governed under the Punjab Civil Servants Act, 1974..

اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے alreadyاس کا خیال رکھا ہوا ہے۔ شکریہ

CLAUSE 13

MR. ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That after clause 13 of the Bill, as recommended by the Special Committee, after Clause 13, the following be added as new Clause 13-A:-

13-A. **Remedy in case of neglect etc., by the prosecutor.** Where the Government, on the basis of any comlaint or information from any aggrieved person, has reason to believe that any prosecutor or officer of the servicew has committed anyact of neglect, omission or commission, failure or excess, the Government shall take remedial steps including initiating disciplinary proceedings under any law for the time being in force, registration of case and imposition of fine which may extend to fifty thousand rupees."

CLAUSE 14

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

"That clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR. ACTING SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is-

"That clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

"That clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is-

"That clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR. ACTING SPEAKER: Now clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR. ACTING SPEAKER: Now clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR. ACTING SPEAKER: Now Clause 21 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Rana Sanaullah Khan.

RANA SANAULLAH KHAN: Sir, I move:

That in clause 21 of the Bill, as recommended by the Special Committee, the words and comma "appointments made," appearing in line 1, be deleted.

MR. ACTING SPEAKER: The motion moved is -

That in clause 21 of the Bill, as recommended by the Special Committee, the words and comma "appointments made" appearing in line 1, be deleted.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it, sir.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ معاملہ اس سے پہلے شیخ اعجاز صاحب نے point of order پر کیا تھا تو اس میں discuss ہوا تھا۔ یہ وہی ہے کہ اس میں ان appointments کو اور action taken کو تحفظ دیا گیا ہے جو تحفظ آج اس بل کے پاس ہونے سے پہلے دیا گیا۔ ہمارا اس میں وہی concern تھا کہ جو appointments پہلے ہوئی ہیں اور جس appointment کا ہم نے بطور خاص ذکر بھی کیا ہے اور لاء منسٹر صاحب نے اس بات کی یقین دہانی کرائی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کے الفاظ جو ہیں وہ ان پر عملدرآمد کرواتے ہوئے اگر کوئی معاملہ ایسا ہے جیسا کہ ہمارے version کے مطابق ہے تو اس کا وہ ازالہ کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت آج تک میراتھن ریسز کرواتی رہی، آج انہوں نے میراتھن لیجسلیشن کرائی ہے، وزیر قانون سمیت سارے دوست کافی تھکے ہوئے ہیں اور پریس گیلری والے دوست بھی تھکے ہوئے ہیں۔ بہر حال میں نے اس بارے میں یہی کہنا تھا۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس سلسلہ میں، میں پہلے یقین دہانی کرا چکا ہوں۔ شکریہ

MR. ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in clause 21 of the Bill, as recommended by the Special Committee, the words and comma "appointments made" appearing in line 1, be deleted.

(The motion was lost.)

MR. ACTING SPEAKER: The question is -

"That clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR. ACTING SPEAKER: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR. ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move-

> "That the Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005 be passed."

MR. ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005 be passed."

The motion moved and the question is -

> "That the Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005 be passed."

(The Bill was passed.)

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(107)/2006/798.Dated 20th March 2006. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Lt. Gen. (Retd) Khalid Moqbool** Governor of the Punjab hereby prorogue the Assembly w.e.f March 20th, 2006 on the conculusion of sitting on that day.

Dated Lahore, the
19th March 2009

LT. GEN. (TETD) KHALID MAQBOOL
GOVERNOR OF THE PUNJAB"